بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

تاریخ سندیلہ

مطبع کارنیشن واقع لکھنؤ میں بحلیۂ طبع مزین ہوئی

تاریخ سندیلہ

مشتمل بر

حالات سندیلہ و واقعات خاندان روسا و سکنای این قصبہ از ابتدای
آبادی این خطہ تا زمان عہد معدلت مہد حضرت شہنشاہ عالم پناہ
جارج پنجم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

مصنفہ

مسند نشین ایوان ریاست متکی ارایکٔ دولت و امارت راجہ درگا پرشاد
صاحب بہادر متخلص بہ مہر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ درجہ اول و چیرمین
مینوسپل بورڈ سندیلہ ضلع ہردوئی

جسکو

مصنف معزی الیہ نے نہایت محنت و عرق ریزی کے ساتھ کتب ہائے
تواریخ و اسناد ہائے قدیم سے تحقیق و تصدیق فرماکر طبع کرایا

حسب فرمائش حضرت مصنف معزی الیہ بار اول

کارونیشن پریس واقع حسن گنج لکھنؤ طبع شد

تواریخ سندیلہ

میری سوانح عمری مین جب ناظرین ایک نگاہ باریک بین ڈالیں گے تو انہیں
میری زندگی کے زیادہ حصّہ کا صرف کاروبار ریاست کے ساتھ علمی شوق مین
پاوینگے - مین یہ دعویٰ نہین کرتا کہ مین نے تمام علوم وفنون کے مسائل حل کرلیے
ہین - لیکن جہان تک مجھ سے ہوسکا مین نے اِس پھولے پھلے باغ کے ہر چمن کی سیر
کی ہے ہر شاخون سے پھُول توڑے اور اُنکی بُو سونگھی ہے - خدمت احباب مین
بھی اِسکا تحفہ مختلف صورتون مین پہونچایا ہے کہین غزل سرائی مین اُنکی محفلون کو
رنگ و بو سے بھر دیا ہے کہین قصیدہ گوئی کے غلغلے زمین سے آسمان تک پہونچاے
ہین مثنویون کی بھی تصنیف سے ہنگامہ حسن وعشق کو گرم رکھا ہے - مناجاتون اور
رباعیات سے اپنا دردِ دل جناب باری مین پہونچایا ہے اور اُس بزم کے باریابان
سے طلب امداد کی ہے - تاریخ نگاری کا بھی حصّہ کم نہین رہا ہے - مُردگان ہزار
سالہ زندہ ہوگئے ہین - پُرانی روحین انجمن ہستی مین خرامان نظر آرہی ہین اب مین
کچھ خدمت اہلِ وطن کرنا چاہتا ہون - بڑے بڑے صاحبان دولت واقبال اور

بزرگان باعلم وکمال اِس سرزمین پرگذر گئے ہین اور امتداد ایام نے اُنکے واقعات کو بھی انکے ساتھ صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے - میری آرزو ہے کہ اُن کے ذکر سے پھرانکی زندگی کو نوید تازگی دون اور اِس زمانہ کے لوگون پرثابت کردون کہ انکی ترقیان ہم لوگون کی ترقیون سے کہین بلند تھین - خدا میری امداد کرے اور میری اِس آرزو کو سرمایۂ قبولیت عطا فرمائے اب مین قبل اِسکے کہ بزرگان قصبہ کا حال شروع کرون - پہلے خود قصبہ کو بزرگان قصبہ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہون -

ذکر قصبہ سندیلہ

عہد معدلت مہد انگلیشیہ مین یہ قصبہ شامل ضلع ہردوئی ہوا طول البلد سے (۲۷) ڈگری ۴۲ پوانٹ پر بجانب شمال اور عرض البلد سے (۸۰) ڈگری ۳۰ پوانٹ پر بجانب مشرق درمیان لکھنؤ اور ہردوئی واقع ہے - ہردوئی بجانب مغرب اِس سے (۳۴) میل اور لکھنؤ بجانب مشرق (۳۲) میل ہے سڑک ملئے خام ہر چہار طرف یہانسے نکلی ہین اُتر مین بینی گنج و سیتاپور دکھن مین اُونام پورب مین بھٹ پور - پچھم ملانوان کو گئی ہے اودھ روہیلکھنڈ ریلوے بھی آبادی کے دکھن نکلی ہے - جو مغلسرائے سے سہارنپور تک گئی ہے اودھ کے قصبون مین سندیلہ بلحاظ آبادی ساتوان قصبہ ہے مردم شماری حال کے روسے اُسکی آبادی ۱۵۲۴۱ نفر ہے بمقابلہ مردم شماری گذشتہ ۱۶۸۴۳ کے ہے وجہ اِسکی متواتر طاعون اور ملیریا کے حملہ ہین - نامی اور مقدس مقامات قرب وجوار مین ہیتاہرن دس میل

نیمسار (۲۲) میل مصر کہ ۲۲ میل شمال کیطرف واقع ہے بجانب لکھن مراد آباد کا قصبہ ۲۴ میل پر ہے جو ذات بابرکت مولانا فضل الرحمان صاحب مرحوم ومغفور قدس سرہ سے معروف ومشہور ہے۔ کوئی دریا یہاں نہیں ہے لیکن متعدد تالاب ہر اطراف وجوانب مین سرزمین قصبہ کو شاداب کیے ہوئے ہین اور قصبہ کے اُتر جانب بفاصلہ ۲ میل ایک نالہ بہتا واقع ہے۔ عمارتین زیادہ تر پختہ ہین از انجملہ راقم کی املاک ایک نامی املاک اور واقعات غدر کے رو سے ایک تاریخی عمارت ہے مذہبی عمارات مین للتا پرشاد کا بنوایا ہوا سیتلا دیبی کا تالاب اور چودھری مندعلی صاحب کی مسجد قابل پسند اور خوبصورت چیزین ہین قدیم عمارتون مین سیتلا دیبی کا مندر اور بارہ کھمبہ کا مقبرہ ہے۔ تختہ آبادی کا ہموار ومسطح ہے ہوا معتدل چاہات کا پانی شہر کے اندر جا بجا کھارا اور اکثر ٹھنڈا اور بیرون آبادی کا شیرین اور سبک ہے ثمرات کے لئے یہان کی زمین موافق اور میوۂ نبہ کے واسطے مشہور نزدیک و دور ہے پان کا پیداوار اس قصبہ اور اُسکے نواح مین بکثرت ہوتا ہے جو اضلاع مغربی مین نہایت قدر وقیمت سے دیکھا جاتا ہے دہلی تک یہ نادر تحفہ پہونچتا ہے۔ گھی کے واسطے یہان کی سرزمین اور قرب وجوار کے دیہات مشہور ہین اور لکھنؤ مین اُسکے بیچنے والون کا بہت ذوق وشوق سے خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ گذشتہ حالات مین متعلق بنیاد وبانی قصبہ کوئی مستند تحریری ثبوت نہین ملتا ہے بندوبست کی ریورٹون اور افسران بندوبست کی بیخ کی تواریخون مین لکھا گیا ہے کہ سلہا اور ملہا دو حقیقی بھائی قوم آرکھ سے تھے ایک نے سندیلہ دوسرے نے ملیح آباد آباد کیا۔ دوسرے طور پر کہا جاتا ہے کہ مخدوم حضرت سید علاء الدین صاحب کو اس سرزمین

کی معافی کی سند دربار دہلی یا ایک قول پر اُنکے پیرو مرشد حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے ملی تھی اُنھوں نے قریب سندیلہ پہونچکر وہ نوشتہ دریا مین ڈبو دیا اور کہا کہ سند اللہ ہے اور اُس سے سندیلہ بنگیا کوئی مورخ یا پرانا واقف کار جو اُسکی قدامت کو جانتا ہے اِن دونون روایتون سے تسکین نہین حاصل کرسکتا۔

مخدوم صاحب ۸۰۹ھ مین پیدا ہوے اور یہی لفظ مخدوم اُنکا سال پیدایش ہے اُنھون نے ۸۶۴ھ مین وفات پائی سید مخدوم کے الفاظ سے تاریخ وفات نکلتی ہے سندیلہ اس سے بہت پیشتر کا آباد ہے تقریبًا ۰ سال اِس سے پہلے میران معزالدین صاحب بعہد شمس الدین التمش جنکی سلطنت درمیان ۶۰۷ھ و ۶۳۳ھ گذری ہے یہان آکر آرام فرما چکے ہین اور اُنکی قبر قریب تالاب شرا حوض آبادی سندیلہ کے پچھم جانب موجود ہے یہ بزرگ بموجب مضمون کتاب مراۃ الاسرار جو بعہد شاہجہان بادشاہ تصنیف ہوئی ہے حضرت شہاب الدین سہروردی کے مرید وخلیفہ تھے جنکے مرید شیخ سعدی علیہ الرحمہ تھے اُنکا ذکر کتاب مذکور مین حسب ذیل ہے۔

حضرت سید میران معز الدین قدس سرہٗ از اکمل خلفائے حضرت شہاب الدین سہروردی است مردے عظیم القدر حالے بغایت قوی داشت از ابدال ہفت گانہ کہ موسوم بہ صفت اسم القہاری باشد او بود بولایت ہندستان بطریق قہر وغلبہ بامر حق تصرف میکرد در زمان قطب الاسلام بختیار اوشی قدس سرہٗ

از بغداد بهندوستان تشریف آورده ودر قصبهٔ سندیله متوطن گشت ومرقد متبرکه او نیز در قصبهٔ مذکور زیارت گاه خلائق است - این کاتب الحروف در ماه ذی الحجه ۱۳۰۵ھ بشرف زیارتش مشرف گشته است شیر بیشه حقیقت دریافته شد که از قوت ولایت تا امروز تصرفات میکند نعمت ها درحق این نیازمند ارزانی داشته که به تحریر راست نیاید

بہر حال یہ لکھنا دلچسپ نہوگا کہ سندیلہ مخدوم صاحب نے آباد کیا یہ ہوسکتا ہے کہ اپنے سلسلہ کے لوگون کو اُنھون نے یہان آباد کیا ہو اور اسوجہ سے وہ سمجھتے ہین کہ سندیلہ اُن سے آباد ہوا - اسکے علاوہ مخدوم صاحب عہد سلطنت فیروزشاہ باربک مین یہان تشریف لائے ہین مگر اُس عہد مین بھی سندیلہ موجود تھا - جیسا کہ تاریخ فرشتہ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کے صفحہ ۱۴۸ سے ثابت ہے کہ فتورات ملکی کے پیش آنے پر بادشاہ نے بروقت انتظام وتقسیم ممالک کے سندیلہ - حصام الملک کو دیا - اگر اُسوقت اوس کا وجود نہوتا تو اوس انتظام مین اُسکا نام کیونکر آسکتا تھا - اور جبکہ ایسا ہی عظیم الشان یہ قصبہ تھا تب حسام الملک کی جاگیر مین داخل ہوا -

(از کتاب تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۴۸)

درین ایام بادشاہے فیروز شاہ باربک ہیچکس از حکام غیر شمس الدین دمعانی باغی نشد و بعد از کشتہ شدن او حکومت گجرات بملک مفرح کہ از تربیت یافتگان آن دولت بود مقرر شدہ فرحت الملک خطاب یافت و بادشاہ بعد ازین قضیہ سرحد ہا

با مراے معتبر سپرده خاطر جمع ساخت چنانکہ کٹره و مہوبہ و آن نواحی را بملک شمس الدین سلیمان پسر ملک مردانِ دولت داد و اقطاع برودہ و سندیلہ و کول را حوالہ حسام الملک کرد و اقطاع جونپور و ظفر آباد بملک بہروز و پنجاب تا سرحد کابل براے وردیت نفیۃ الملک ولد ملکِ مردان دولت مفوض ساخت الغرض تا آخر عہداو حدے از نوکران عصیان نورزیدند۔

ارکھ اور بھرون کی نسبت بھی بانی قصبہ کا ہونا قابل قبول نہین ہے سلطان محمود غزنوی کے تباہ کن حملون کے بعد بھرون کا عروج ہوا ہے جسکو نو سو برس سے زیادہ نہین گذرا ہے اور یہان ایسے ایسے پرانے مقامات موجود ہین اور زمین کے نیچے سے ایسی ایسی پرانی چیزین نکلتی ہین جنسے کہین زیادہ قدامت کا زمانہ بھرون سے ثابت ہوتا ہے دراصل یہ بہت پرانا قصبہ ہے سانڈل رکھ کی عبادت کا یہ مقام ہے اور اسی مرد خدا کا نام اس قصبہ کے نام کا مخرج ہے یعنی سانڈل سے سندیلہ ہوا ہے اور پرانی تاریخ نیمسار سے ظاہر ہو گا کہ ۸۸۰۰۰ رکھ یعنی خدا کی عبادت کرنیوالے انسان تارک الدنیا اُس مقام پر جمع ہوے یاد آلہی اور الوہیت ذات پاک ابدی کا چرچا پھیلایا اُسکے بعد تین جوجن یعنی بارہ کوس کے حلقہ مین یہ لوگ منتشر ہو گئے اور اپنی اپنی پسند کی ہوئی جگہ پر عبادت کرنے لگے چنانچہ اُس بزرگ سانڈل رکھ نے یہ جگہ خاص اپنی عبادت کے واسطے پسند کی تھی جس پر اب سندیلہ آباد ہے۔ ایک بہت پرانا اشلوک اِس جگہہ پر درج کرتا ہون۔

نقل اشلوک

सारिडल्येन पुरा प्रकल्पितमिदं साणि डल्याग्रा
माऽभिधम्पुण्य स्वस्त्य यनंयशस्य मथवा श्री कल्पद्रु
म्रोयमम्मुगंगा नैमिष मध्य गंच परिता वार्या   तड़ागैर्यु
तम्म विद्वाड्ः परिवेष्टित सुमनसा काश्याः समं भूतले ॥१॥

ترجمہ

یہ قصبہ اگلے زمانے مین سانڈل رکھیشر نے آباد کیا ہے بید کے موافق یہان کے
لوگ عمل کرنیوالے ہین اور اُن کے اِس طریق عمل سے جس طور سے کہ کلپ برچھ
یعنی درخت طوبی کا خواص ہے اُس طور سے اِس قصبہ کا خواص ہے نیمسار اور
گنگا کے درمیان مین یہ قصبہ واقع ہے چھوٹے چھوٹے بڑے بڑے تالاب
یہان موجود ہین علماء اور فضلاے یہ قصبہ آباد ہے جس طور سے کہ کاشی ہے فقط
یہ اشلوک پشتہا پشت سے یہان کے باشندون کی زبان پر ہے۔

سندیلہ کے پچھم تین میل ایک موضع بھدینہ ہے۔خیال کیا جاتا ہے کہ وہان
تک سابق آبادی سندیلہ کی تھی اُسی زمین پر ایک ڈھیہ جے پال جوگی کا بھی ہے
جسکی کوئی ابتدا اور انتہا نہین بتلا سکتا ہے یہ سب علامتین قصبہ کے پرانے ہونیکی

ہین ایک پُرانا ویران قلعہ وسط آبادی سندیلہ مین ہے اِسکے بھی بانی اور بنا کا
ذکر صفحات تاریخ سے مبرّا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بھرون کی عملداری مین قریب
قریب ہر قصبہ و دیہات مین گڈھیان اور قلعہ تیار ہوئے تھے اور انکی زوال
عملداری مین وہ سب مسمار ہو گئے اونچے ٹیلے باقی رہ گئے ہین جو اب بھی دیہات
مین بھرادیہہ کے نام سے مشہور ہین مگر اِس قلعہ کو کوئی اِس نام سے بھی نہین پکارتا
ہے اوسی اونچے مقام پر ایک مدرسہ اردو ڈسٹرکٹ بورڈ کا ہے اُسکے ہیڈماسٹر
وقت مولوی فیاض علی سندیلوی مرحوم نے سنہ۱۹۰۸ع مین باغیچہ بنانے کی ضرورت
سے ایک ٹکڑا زمین قلعہ کا کھدوایا اُسمین ایک دروازہ پتھر کا دیوتاؤن کیصورتون
سے منقش نکلا۔ وہ صورتین ہزار پانچسو برس اسطرف کی مورتون سے نہین ملتی ہین
بلکہ بودھ مذہب کے قبل کی ظاہر ہوتی ہین۔

کتاب حقیقت جمع عہد شاہی سے ثابت ہوتا ہے کہ ([illegible])
موضع سندیلہ کے متعلق تھے دام کی تحصیل ہوتی تھی۔

آئین اکبری مین لکھا ہے کہ سندیلہ کی جمع ([illegible] لاکھ) دام تھی
جو حساب سکّہ انگریزی ([illegible]) ہوتے ہین۔

عہد حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ بادشاہ اودھ مین جمع چکلہ سندیلہ
([illegible]) تھی لیکن اسمین ملیح آباد اور بانگرمؤ بھی شامل تھا۔

اب اس عہد دولت انگلیشیہ مین بانگرمؤ ضلع اناو اور ملیح آباد ضلع لکھنؤ

ہین شامل ہوگیا لہذا جمع تحصیل ہذا (للعہ ۱۱/۴ لاکھ) ہے۔

اس قصبہ کے اندر کھتریون کی آبادی بہت زیادہ تھی مگر اب وہ قدیم باشندے بالکل باقی نہین ہین سب نکل گئے اُنکی ویرانی کا زمانہ اُنکے مکانات اور آراضیات کے بیعنامون سے جو ہمارے بزرگون اور دیگر اشخاص مندیلہ کے نام صدہا قطعات سے متجاوز ہین قریب دو سو برس تک پایا جاتا ہے اس حساب سے اُنکی آبادی اور ترقی کا زمانہ بہت اوپر پہونچ جاتا ہے اُنکا پروہت وہ سارست کا خاندان ہے جنکی سرخی مہنت بالگوبند کے نام سے قائم کی گئی ہے اُنکی بھی آبادی ایکہزار برس سے زائد کی ثابت ہوتی ہے غرضکہ یہ قصبہ پُرانا قصبہ ہے اور ہنود و قوم دعویدار ہزارہا سال کی آبادی قصبہ ہذا کی ہے اس قصبہ مین چار محلہ ہین۔ اشراف ٹولہ ملکانہ منڈی۔ مہتوانہ۔ زمانہ شاہی مین اس تحصیل کے پرگنہ جات انھین محلون کے نام سے موصوف تھے جن محلہ جات کے اطراف مین واقع سمجھے جاتے تھے وہ اسی محلہ کے نام مین داخل کئے گئے تھے۔ جملہ اندراجات مجھے ایک پُرانی کتاب سے ملی ہین جو میرے دفتر مین ہے۔ ایسے اندراجات خالی از دلچسپی نہین ہین۔ کیونکہ تقسیم پرگنہ جات بلحاظ محلہ جات واقعی ایک نہایت عمدہ اور آسان طریقہ تھا۔ یہ قصبہ اب تو سب ڈویزن کا خاص مقام ہے سرکاری تحصیل۔ تھانہ ڈاکخانہ شفاخانہ ٹاون ہال کا نجی ہاوس یہان قائم ہے ایک انگریزی اسکول مڈل کلاس تک زیر انتظام راقم ہے جسکے لئے جدید

عمارت کی طیاری کا انتظام ہو رہا ہے امید کہ بفضل خدا کامیابی ہو۔ جس سے بہت زیادہ فائدہ طلباء اہل شہر کو پہونچتا ہے علاوہ اسکے ایک اردو لوئر پرائمری اسکول اور تین (نسوان) اسکول ہیں۔ منگل اور سنیچر کو دو بازار لگتے ہین غلہ کی درآمد برآمد کا بہت بڑا منظر ہے قصبہ کے پچھم جانب تخمیناً دو میل کے فاصلہ پر ایک دمس ہے جو جنرل بارکر کی فوج نے بنایا تھا جسوقت وہ سندیلہ مین تھے اسکے نشانات اب تک پائے جاتے ہین جنرل سلیمن نے ۱۸۵۰ء مین اس قصبہ کو نہایت خرابی کی حالت مین پایا تھا لیکن اسکی آب و ہوا اور سواد کی تعریف کی تھی اب اسمین میونسپلٹی قائم ہے جس کا چیرمین راقم ہے۔ میزان آمدنی سال ۱۹۱۱-۱۲ء (للعہ ۹ / ۱۱۸۹) ہے الحاق اودھ کے بعد جو بندوبست سرکار انگریزی کا ہوا اسمین صدر مقام ملانوان قائم ہوا اور منجملہ چار تحصیلات کے ایک تحصیل سندیلہ بھی قائم ہوئی اور ضلع کے ڈپٹی کمشنر مسٹر ڈبلو سی کیپر مقرر ہوے اُنھون نے بندوبست سرسری ضلع کا شروع کیا۔ لیکن ہنوز انکے کام کا تکملہ نہ ہونے پایا تھا کہ یکایک غدر ہو گیا۔

واقعات غدر کا لکھنا ہماری کتاب کا اصلی مقصود نہین ہے مگر اُن واقعات کو ہم ترک بھی نہین کرسکتے جنکا خاص سندیلہ سے تعلق ہے۔ ابتدائے بغاوت کی تاریخ اہل تاریخ نے ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء قرار دی ہے جسکا آغاز شہر میرٹھ سے ہوا تھا اسی سلسلہ مین دیگر مقامات مین بدمعاشان نے بلوہ کر دیا ازانجملہ ایک مقام ملیح آباد بھی ہے۔ سر ہنری لارنس نے کپتان گولڈ ولسن سپرنٹنڈنٹ ملٹری پولیس کو بغرض

رفع شر و فساد مقرر کیا - یکم جون کو یہ فوج سندیلہ پہونچی یہان آکر انکو لکھنؤ کے بلوہ کی خبر ملی
چونکہ اسی روز یکم تاریخ مہینہ کی تھی اس لیے جیکسن صاحب نے خزانہ سے روپیہ
نکال کر اپنی فوج کی تنخواہ تقسیم کردی اور خزانہ مین صرف ڈالنے کے روپے رہنے دیا
مسٹر کیبرا اپنے ہیڈ کوارٹر مین بہت دن مقیم رہے قبل اس کے کہ انکو اپنی فوج کے
بلوہ کرنے کا حال معلوم ہو جب انکو یہ بھی معلوم ہوا کہ سیتاپور مین بلوہ ہو گیا ہے تو سوائے
موقع چھوڑ دینے کے انکے پاس کوئی چارہ کار نہ تھا - لفٹنٹ انگلن اسوقت تک
موجود رہے جبتک کہ انکی فوج نے انکے خلاف خزانہ پر قبضہ نہ کر لیا افسران کے
بھاگ گئے اور محصورین کی بغاوت سے تمام ضلع مین یورش پھیل گئی یکوار ٹھاکران
موضع روسیہ اور پروا مئو ملانوان پر چڑھ دوڑے کچہریان جلا دین اور دفتر غارت
کر دیا - مسٹر کیونا صاحب ملیح آباد مین مقیم تھے - مسلمانان سندیلہ جو قلعہ ملیح آباد پر
قبضہ کئے تھے متواتر ان پر حملہ آور ہوے - ۳ جولائی کو مسٹر کیونا نے مع لفٹنان
ڈاسن صاحب اس مقام پر حملہ کیا اور باغیون کو بھگا دیا - وہ لوگ وہان سے
بھاگ کر سندیلہ آئے - بماہ اپریل ۱۸۵۸ء تھربرن صاحب بہادر مع فوج ظفر موج
سندیلہ مین داخل ہوے - میرے والد نامدار راجہ دہنپت رائے اسوقت موضع
بھوتی مین تھے صاحب بہادر ممدوح نے ایک خط راجہ صاحب کو بھیجا جسکی نقل
درج ذیل ہے -

نقل پروانہ تھربرن صاحب بہادر

مہربان دوستان راجہ دنہپت رائے سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد شوق ملاقات کے واضح ہو کہ حسب الحکم چیف کمشنر بہادر اودھ راقم واسطے تشفی و تسلی رعایا کے مع فوج ظفر موج مقرر ہوا جس شخص نے کہ ہماری سرکار پر یلغار نہیں کی وہ بدستور زمینداری پر بحال رہیگا۔ اگر آپنے کسی طرح بلوائیون کی شراکت نہیں کی تو بہتر ہے کہ ہمارے پاس کیمپ مین آج یا کل ملاقات کیجیے۔ ہم بنام چیف کمشنر بہادر آپکو چٹھی خیرخواہی کی دینگے فقط تحریر ۱۲۔ اپریل ۱۸۵۸ء

چنانچہ راجہ صاحب فوراً مبوتی سے روانہ ہوئے اور غوث گنج کے کیمپ مین جاکر صاحب بہادر سے ملاقات کی اور بہت رعایا اور زمینداران کو ساتھ لیجاکر حاضر کر دیا۔ صاحب ممدوح نے ایک چٹھی سفارشی بنام چیف کمشنر بہادر راجہ صاحب کو دی جسکی نقل یہ ہے۔

ترجمہ چٹھی تھربرن صاحب مُنمقام غوث گنج مورخہ ۱۴۔ اپریل ۱۸۵۸ء

مہربان من۔ حامل تحریر ہذا دنہپت رائے سابق چکلہ دار سندیلہ و خیرآباد مین اُنھون نے یہ خدمت اپنے ذمہ ہمت پر لی ہے کہ اِس ضلع کے نیک نہاد زمیندارون کو ہمارے جانب آمادہ و مائل کرین اور مین نے اِس خدمت کو منظور کرلیا ہے۔ غالباً جبتک یہ لکھنؤ پہونچینگے کوئی نہ کوئی امر نسبت اِس مُلک کے جسمین اب ہم

گذر رہے ہین طے ہوجاوے بدین خیال کہ صاحب ضلع کیواسطے اپنے ضلع کی رعایا مین سے عمدہ قسم کے چند لوگ بہم پہونچنے سے معاملات مین آسانی ہو اور نیز اس لحاظ سے کہ اس کارروائی سے مشتبہہ لوگون پر بھی عمدہ اخلاقی اثر پڑے مین نے خواہ مخواہ اس تدبیر کو منظور کرلیا - قبل غدر حکام مقامی نے دہنپت راے کے بعض حقوق مالکانہ کو تسلیم کرلیا ہے - دستخط تھربرن صاحب -

ہنوز راجہ صاحب روانہ لکھنؤ نہین ہونے پائے تھے کہ فیروز شاہ شہزادہ دہلی مع فوج باغی داخل سندیلہ ہوا اور یہ سنکر کہ راجہ صاحب خیرخواہ سرکار انگریزی ہین اور ہمارا خیرمقدم نہین کیا - بہت مخالفت سے پیش آیا - دروازے مکان کے توڑ ڈالے اور راجہ صاحب کو گرفتار کرلیا - تمام اسباب اور سرمایۂ ریاست لوٹ لیا - بہت مشکل سے جان بری ہوئی - بعد ازان لکڑشاہ یہان کا ناظم مقرر ہوا - اُسنے چند ماہ یہان حکومت کی - مگر بہت ظلم و تعدی امرا و رؤسا و غربا کے ساتھ کرتا رہا - آخر کو فوج سرکاری ملیح آباد سے آئی اور یہان قیام کرکے لکڑشاہ کو مع گلاب سنگھ کارندۂ بروا اُسکے ساتھی کے مارکر بھگا دیا - موسم برسات کے بعد ماہ اکتوبر سنہ مذکور مین راجہ ہرپرشاد چکلہ دار خیرآباد بجمعیت چھ ہزار فوج باغی و آٹھ ضرب توپون کے اترسے چلا اور دریاے گومتی اترا بہت سے زمیندار ان باغی کیساتھ جمعیت تخمیناً پچاس ہزار فوج روانہ سندیلہ ہوا - ۴ - اکتوبر ۵۸ء کو قصبہ سے تین میل کے فاصلہ پر آکر ٹھہرا - اسوقت کپتان ڈاسن صاحب بہادر نے میر ولی الدین مدار راجہ دہنپت راے کو طلب فرمایا اور بعد بیان حالات موجودہ

ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی کل املاک ہماری فوج کیواسطے خالی کردیں تو ہماری جان بچ سکتی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ آپ اپنے عیال و اطفال کو ایک مکان میں کردیجئے اُنکی ہم حفاظت کرینگے۔ راجہ صاحب نے عرض کیا کہ میرا جان و مال حاضر ہے۔ اور عیال و اطفال کو روانہ موضع بھوتی کرکے اپنی کل املاک خالی کردی اور خود بذات خاص اُس پُرآشوب وقت میں رفاقت سرکاری اختیار کی۔ اُسیوقت کپتان ڈاسن صاحب بہادر فوراً معہ فوج پیادہ و سامان حرب و ضرب داخل مکانات راجہ صاحب ہوئے اور اپنے سواروں کی فوج کو ملیح آباد بھیجدیا۔ ۶۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء تک اُن مکانات عالیشان نے قلعوں کا کام دیا اور روک تمام دشمنوں کے حملے کی ہوتی رہی۔ ۷۔ اکتوبر کی شام کو جنرل بارکر معہ فوج ظفر موج لکھنؤ سے سندیلہ پہونچے۔ دوسرے دن باغیان پر حملہ کردیا اور بفضل خدا فتح نمایان حاصل کی۔ باغی بھاگ گئے اور تا مقام موضع جاموں تعاقب ہوا اور بہت اُنمیں سے مارے گئے۔ اسکے بعد بغرض تسخیر اضلاع قرب وجوار افسران فوج نے سندیلہ کو اپنا صدر مقام بنایا اور تسلط ہوتا گیا۔ انتظام ضلع شروع ہونے پر بجائے ملانوان ہردوئی صدر مقام قرار پایا۔ یہ بنیاد ضلع ہردوئی کی ۱۸۵۹ء میں قائم ہوئی۔

ذکر خاندان مہنت بالگوبند

یہ لوگ چوبیس پشت سے سندیلہ میں آباد ہیں جنکے نام یہ ہیں۔

سوامی اودھوانند۔ سوامی رامانند۔ سوامی نندلال۔ سوامی کرشن داس
سوامی اگرجی ۔ سوامی رام بھگوان ۔ سوامی لچھمن داس ۔ سوامی مست رام ۔
سوامی نندلال ۔ سوامی چرنداس ۔ سوامی جودھارام۔ سوامی رام سیوک ۔
سوامی سرجوداس ۔ سوامی بالگوبند۔ مہنت رام پرشاد ۔

سوامی نندلال بعہد حضرت جلال الدین محمد اکبر تھے یہی زمانہ مہاراج تلسی داس کا ہے جنکی تصنیفات مین رامائن تلسی کرت ہے جو اسوقت تمام ہندوستان مین شایع ہے لاکھون چھپتی ہین اور لاکھون فروخت ہوتی ہین ۔ سوانح عمری مہاراج تلسی داس کی جو رامائن ہر پرشاد بھاگیرتھ مبئی مین چھپی ہے اُسمین صفحہ ۲۷ پر درج ہے

کہ ایک عارف کامل نندلال جو رام جی کے بھگت تھے وہ سندیلہ مین رہتے تھے جب وہ سری سرجا اجودھیا کو جارہے تھے پہلے ملیح آباد پہونچے جو پٹھانون کی بستی ہے ایک پٹھان نے انکو بلایا ۔ جب یہ نہ گئے تو اُسنے گرفتار کرنے کا حکم دیا ۔ چنانچہ پٹھانون نے انکو گھیر لیا اور دارو گیر شروع کی ۔ اُسوقت افغانی افسر کے منھ سے خون جاری ہوگیا وہان سے پھر تھوڑی دور آگے سوامی جی چلے تھے وقت شام کا ہوگیا سوامی جی نے وہان ٹھاکر جی کی آرتی شروع کی اور سنکھ بجایا جسکی آواز سنتے ہی چند مسلمان لڑکے آپکے مارنے کو دوڑے ۔ اور قریب تھا کہ سوامی جی پر حملہ کرین ۔ لیکن اُن جماعت طفلان سے ایک لڑکے نے کہا کہ اِن سے مت بولو اور سب کو روکا سوامی جی نے اشیرباد دیا ۔ وہی لڑکا

تھوڑے دنون کے بعد خنجر خان کے نام سے مشہور ہوا۔ جسکی گدی ابتک ٹیلچ آباد مین موجود ہے۔ سوامی جی وہین پر بیٹھ کر رامائن کا پاٹ کرنے لگے۔ ایک بھاٹ نے دو روٹیان کپڑے مین لپیٹ کر بنظر مذاق پشتک پر چڑھا دین۔ اُسیوقت وہ بھاٹ دیوانہ ہو گیا وہان سے کچھ فاصلہ پر ایک سیوک سوامی جی کا چیلا رہتا تھا جسکے یہان برمہ بھوج تھا مجمع کثیر ہو گیا۔ سامان برمہ بھوج کم تھا سوامی جی کی خبر پاکر وہان سے روانہ ہوا اور آکر قدمون پر گر پڑا اور مشرح حال عرض کیا۔ تب آپنے اپنا انگوچھا عطا کیا اور کہا کہ اِسکو سامان برمہ بھوج پر ڈالدینا رام رچھا کرینگے۔ اُسنے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ سامان برمہ بھوج پورا پڑ گیا۔ سوامی جی وہان سے سری اجودھیا جی ہوتے ہوے چترکوٹ کو جہان مہاراج تلسی داس براجمان تھے تشریف لیگئے اور چھ ماہ تک وہان مقیم رہے اُسوقت گوسائین جی نے آپکو اپنی خاص تحریر کی پوتھی ایک پشتک (رام رچھا) اور ایک سالک رام کی مورت جسکا نام (رام سندرم) تھا مرحمت فرمائی۔

سوامی جودھا رام اِن سے تیسری پشت مین اورنگ زیب عالمگیر کے وقت مین تھے یہ بھی بڑے صاحب کمال ہوے انھون نے اور اس کی ندی کے کنارے جاکر تپشیا کی۔ بارہ برس تک وہین مشغول عبادت رہے بابا رام پرشاد مہنت کے نام نامی سے کوئی فرقہ اہل ہنود ناواقف نہ ہوگا جو آسمان ریاضت اجودھیا پر آفتاب عالمتاب گذر گئے ہین انکے درشن کو آئے اور سکھہ یعنی مرید ہوے

اُنکی گدی اجودھیا مین ابتک بڑی گدی کہلاتی ہے اور ہر فرقہ ہنود کی واجب التعظیم ہے پھر سوامی جی وہان سے اُٹھکر سندیلہ آئے اور کھتری تالاب پر بیٹھکر رام بھجن کرنے لگے اِسی کھتری تالاب کا دوسرا نام رام تالی ہوا - مین نے بروقت تحریر کتاب ہذا بہت سے کاغذات پارینہ اُنکے یہان کے دیکھے - پشت نامہ اُنکا دیکھا جو سلسلہ وار تھا - پرانی تحریرون مین ایک بعینامہ بنام سوامی جودھارام تھا جو ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۳ء کا لکھا ہوا تھا -

ایک نقل بلا تاریخ عرضی مہنت بالگوبند کی بنام بادشاہ اودھ اُسمین مجھ کو ملی جو غالباً ۱۲۳۶ھ مطابق ۱۸۱۸ء کی تھی اُسمین لکھا تھا کہ انعام اللہ چودھری سندیلہ باعانت راجہ گوردھن لال ہماری ملکیت مین دست اندازی کرتے ہین اور ہمارا ٹھاکردوارہ پانسو برس سے سندیلہ مین بطرف مہتوانہ ہے امیدوار ہون کہ راجہ گوردھن لال کو ممانعت کی جاوے کہ ایسی تعدی نہ کرین - ایک پروانہ مظہر حسین خان بہادر ناظم سندیلہ عہد نواب آصف الدولہ کا مین نے انکے کاغذات مین دیکھا جو ۱۱۹۳ھ مطابق ۱۷۷۵ء کا لکھا ہوا تھا اُسمین بھی اُنکے خاندان کی قدامت پائی جاتی ہے

نقل پروانہ

درینولا پروانہ بمہر خانصاحب مشفق و قدردان مرزا حیدر بیگ خان بنام این جانب بدین مضمون رسید سیوک رام مہنت از قدیم در پرگنہ سندیلہ سکونت دارند کسے از عاملان پیشین نوعی بدعت از مشارٌ الیہ بعمل نہ آوردہ بلکہ مدد و

معاون بوده اند درینولا ظاہرا نانبان آن متفق در باغ مشار الیہ بعلت انبہ مزاحم میشوند لازم کہ بہ نانبان خود باید نوشت و تاکید باید کرد کہ نوعے و سنجے از باغ مشار الیہ مزاحمت نہ سازند۔

اِن سب کاغذات سے انکی قدامت سکونت سندیلہ پائی جاتی ہے مہنت بالگوبند کو مین نے دیکھا ہے (۷۵) سال کی عمر مین اُنھون نے انتقال کیا اور ان کی اُن کے بیٹے کی عمر ۶۰ سال کی ہوئی۔ مہنت سرجو پرشاد کی عمر ۸۰ برس کی زبانی لوگون کے دریافت ہوئی۔ اِن تینون عمرون کا اوسط نکالا جاے تو ایک ایک شخص کی عمر بہتر بہتر سال کی ہوئی۔ اِس حساب سے ۱۴ پشتون کا زمانہ (۱۰۰۸) سال کا ہوا۔ اور معمولی حساب اوسط عمر طبعی فی کس ۶۰ سال کے حساب سے ۸۴۰ سال ہوتے ہین پس اسی قیاسی حساب سے اِس خاندان کا وجود سندیلہ مین اتنی مدت سے پایا جاتا ہے۔ اب اُن کے خاندان مین دو لڑکے ہین اور بہت مفلسی کی حالت مین ہین ابھی باغات اور املاک ٹوٹی پھوٹی موجود ہے۔ لڑکون کی بے علمی سے آیندہ امید نہین معلوم ہوتی کہ اِس قدیم خاندان کو آیندہ زمانہ تک کچھ قیام حاصل ہو۔

خاندان پنڈت گوری شنکر خورد خلف پنڈت ٹھاکر پرشاد مصر

یہ خاندان مصرون کا بھی یہان قدیم ہے اور تیرہ پشتون کا سلسلہ صاف طور پر

پشت نامہ سے ثابت ہے۔ نند رام مصر اور انکے بیٹے رام بھگوان ۱۶۵۴ء
مین تھے نند رام بہت بڑے بزرگ تھے اُنکے زمانہ مین مہاراج تلسی داس گوسائین
سندیلہ مین اُنکے مکان پر تشریف لائے جس کا ذکر رامائن مطبوعہ سمبت ۱۹۴۷ بکرمی
صفحہ ۲۷ مطبع ہرپرشاد بھاگیرتھ بمبئی مین درج ہے۔

رام بھگوان مصر نے نیمسار مین جاکر عبادت کی وہان ایک روز
خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ ایک مورت بھگوان کی دریائے گومتی مین
ہے اُسکو نکال کر اپنے گھر مین لیجاؤ اور پوجا کرو۔ صبح اُٹھ کر دریائے گومتی پر گئے
اور دریا مین جال ڈلوایا۔ مورت نکلی نہایت عمدہ چتربھوجی مورت سنگی تھی جو اتبک
اُنکے گھر مین بہ حیثیت اصلی موجود ہے۔ نند رام کے دوسرے بیٹے بنسی دھر مصر
تھے یہ بھی بہت کامل ہوے۔ ایک روز مہنت سندیلہ کے یہان نرہس تھا ایک
پد معرفت کا گایا گیا۔ اُسکے سنتے ہی حالت بیہوشی ان پر طاری ہوئی اور پھر ہوش
مین نہ آے۔ خیرآباد مین ایک سدھا حلوائی رہتا تھا وہ بھی اپنے وقت کا مرتاض
اور کامل تھا بروز واقعہ مصر جی رامائن پڑھ رہا تھا حاضرین سے اُسنے کہا کہ سندیلہ
مین مصر بنسی دھر مرگئے اور بیوان پر سرگ جاتے ہین۔ یہ واقعہ کتاب کلاب نگرہ
مطبوعہ مطبع نولکشور سنہ ۱۹ء صفحہ ۱۳۵ مین درج ہے۔ اِس خاندان کو (۱۰۰۰)
سالانہ شہر و دیہات پرگنہ سندیلہ سے ملتے تھے وہ بروے حکم کارکنان سلطنت
دہلی قائم رکھے گئے تھے۔ مگر اب کچھ نہین ملتا ہے لب اِس خاندان مین

بنڈت گوری شنکر و بنڈت درگا پرشاد موجود ہین بنڈت گوری شنکر ہمارے خاندان کے بنڈت ہین -

ذکر بنڈت جانکی پرشاد

یہ خاندان تیواریون سے ہین انکے جد امجد جیت رام تھے - (رام کشن مصر کے بزرگون کے نام) پرشاد نند رام - رام بھگوان تھا جنکا ذکر ہم خاندان بنڈت گوری شنکر خورد مین لکھ چکے ہین چونکہ جیت رام نے حصہ اپنے نانا رام کشن کا پایا اسوجہ سے تمام کاغذات اور اسناد اسوقت کے انکے قبضہ مین ہین معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت رام کشن کے پاس یہ سب کاغذات تھے جو انھون نے اپنے نواسہ جیت رام کو اپنے حصہ کے ساتھ دیدیئے - ان جملہ اسناد کے ایک فرمان نورالدین جہانگیر کا مورخہ ۹ سنہ جلوس مطابق ۱۰۲۳ء ہے جسمین دوسو دس بیگہ زمین لائق زراعت خارج جمع پرگنہ لہربور مین بنام لالہ مصر عطا فرمائی گئی ہے - دوسرا فرمان شاہجہان بادشاہ کا ہے جسمین بعد وفات لالہ مصر وہ آراضی بنام بھگوان وغیرہ ورثائے متوفین قائم رکھی گئی - یہ دونون فرمان ابتک بہت اچھی حالت مین ہین اور سندیہ مین بھی معافی زمین اور نقدی کے پروانہ جات حکام انکے پاس موجود ہین یہ خود بذات خاص بنڈت ہین نہایت خوشخط اور عمدہ فہم کے آدمی ہین جو علم جوتش کے لئے نہایت ضروری بات ہے -

نقل فرمان نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی

دریں وقت فرمان عالیشان سعادت نشان شرف اصدار و عزایراد یافت۔ کہ
موازی دویست دہ بیگہ زمین افتادہ لائق زراعت خارج جمع بگزآلہی از پرگنہ لہرپور
سرکار خیرآباد بطریق ابتدائی از ابتدائے فصل خریف درو جہ مدد معاش لالہ مصر وغیرہ
بموجب ضمن مقرر و مفوض باشند کہ حاصلات آنرا فصل بفصل سال بسال در وجہ
معیشت خود خرچ و تصرف نمودہ بدعائے گوے دوام دولت ابد قرین اشتغال می
نمودہ باشند می باید کہ حکام و عمال و جاگیرداران و کروریان حال و استقبال در
استمرار و استقلال این حکم اقدس و اعلی کوشیدہ آراضی مذکور را پیمودہ و چک بستہ
بتصرف مشارالیہم بازگذاشتہ اصلا تغیر و تبدل بدان راہ ندہند و بعلت بالوجہات
و اخراجات مثل قلغہ و پیشکش و جریبانہ و ضابطانہ و مہرانہ و دارو غگانہ محصلانہ
بیکار و شکار دہمی مقدمی و صد و دی قانون گوئی و ضبط ہر سالہ بعد از تشخیص چک و تکرار زراعت
و کل دیوانی مطالبات سلطانی مزاحمت نرسانند و مطالبتے نکنند و از جمیع وجوہات معاف
مسلم و مرفوع القلم شمرند و درین باب ہر سال فرمان و پروانجات مجدد نہ طلبند و اگر در محلے
دیگر زمین داشتہ باشند آنرا اعتبار نہ کنند و از فرمودہ درنگذرند در عہدہ شناسند۔

فی التاریخ امان ۹ سنہ جلوس۔

ذکر ٹبے گوری شنکر

تین سو سال سے اس خاندان کا سلسلہ قصبہ سندیلہ مین اکثر کا غذات سندیلہ سے پایا جاتا ہے ممکن ہے کہ اس سے بھی زیادہ ہو پنڈت گوری شنکر کے چوتھے دادا کا نام ہنس رام تھا جو سنہ ۱۱۱۱ء مین احکامات نجوم سے ناموری حاصل کر رہے تھے پنڈت شیو غلام اُنکے دادا بھی نامی گرامی نجومی اس سرزمین پر گذرے ہین خوشنویسی مین بھی ید طولی حاصل تھا۔ بہت کتابین انکی لکھی ہوئی ابتک ان کے خاندان اور حلقہ شاگردان مین یادگار باقی ہین۔ پنڈت گور دیال اُنکے والد برکھ پھل کے حاکم تھے ہمارے عم نامدار کنور جمیعت رائے اور منشی فضل رسول تعلقدار بہت اُنکی قدر کرتے تھے اور اُنکے علم سے فائدہ اُٹھاتے تھے اب پنڈت صاحب کا دور دورہ ہے جنکے نام کی سرخی سے ہمارا یہ بیان شروع ہوا ہے۔ یہ وجیہہ اور تشکیل قد آور جوان ہین۔ اور خلیق و شیرین زبان و نیک مزاج ہین برکھ بنانے مین خاص ملکہ انکو حاصل ہے انکے احکام بیشتر صحیح اور حکمی ہوتے ہین اس کمال کے ساتھ قناعت اور عاجزی اور ہمدردی کا زیور بھی کارکنان قضا و قدر نے اُنکی طبیعت کو پنہا دیا ہے غریب اور امیر کسی کا کام ان سے نہین رکتا ہے ویاکرن شاستر بقدر ضرورت اُنکا پڑھا ہوا ہے مگر تعلیم سے زیادہ اسپر قدرت اور قبضہ حاصل ہے۔ پنڈت ودیا دھر آپکے حقیقی بھتیجے ہین یہ بھی ذہین پنڈت اور نجومی ہین ترقی کے میدان مین یہ پیچھے نہین بلکہ قدم بقدم اپنے چچا کے چل رہے ہین۔

ذکر خاندان شیو سہائے تواری

اِس خاندان کے کاغذات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اودے بھان تیواری کی اولا دہین ہین۔ اودے بھان الہ آباد سے سندیلہ مین آکر آباد ہوے جس کا زمانہ تین سو برس کا ہوتا ہے۔ یہ خاندان باعتبار علم سنسکرت معروف ومشہور تھا اور یہ بھی کاغذات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو عامل سندیلہ منجانب سرکار آیا تھا یہی خاندان خدمات متعلقہ نجوم عامل کے حضور مین ادا کرتا تھا ایک صورت حال شہادت رؤسا اور مشاہیر اور عمال سرکاری سے مسجل ہے اور اکثر دستاویزات ۱۱۰۰ھ و ۱۱۲۰ھ و ۱۱۳۰ھ کے اِس خاندان مین موجود ہین ادمان داس پنڈت شیو سہائے کے پردادا تھے اکثر معافیات اور نانکار کی دستاویزین انکے نام کی موجود ہین ما ع ۵ کی نانکار مجرائی دفتر معلی عہد نواب آصف الدولہ بہادر کی پائی جاتی ہے جسکا پروانہ موجود ہے اور چار قطعہ پروانہ جات سے ۵ بیگہ کی معافی ثابت ہوتی ہے منجملہ اُسکے تین یا چار بیگہ زمین اب بھی اُنکے خاندان مین ہے۔

پنڈت سرب سکھ بہت مشہور پنڈت اِس خاندان مین گذرے ہین خصوصاً علم تنتر مین بہت کچھ دستگاہ اُنکو حاصل تھی اُسوقت مین کوئی اُنکا ہمعصر سندیلہ مین نہ تھا پنڈت درگا چرن انکے بڑے بھائی تھے وہ بھی علم تنتر مین بہت ہی لائق گذرے۔ ہماری ریاست مین یہ بھی ملازم تھے۔ بہت سے کام متعلق تنتر کے انھون نے انجام کو پہونچائے علاوہ اِسکے یہ دونون سپہ گری مین بھی بہت قوی اور پرزور تھے جب کبھی ہماری سرکار مین کوئی وقت جنگ و جدال کا موقع

ہوتا تھا اُسوقت یہ دونون بھائی قرابینین باندھ کر بڑے جوش وخروش سے آتے تھے۔ جبتک وہ ہنگامہ فرو نہو جاتا تھا حاضر رہتے پنڈت درگاچرن بایام غدر لکھنؤ سے ہیضہ مین مبتلا ہوکر سندیلہ آئے اور یہین وفات پائی۔ شیوسہاے نے ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء عمر ۷۰ سال وفات پائی یہ سنسکرت نہین جانتے تھے فارسی پڑھے تھے یہ بھی بعہدہ خزانچی میرے ملازم رہے۔ انکے دو لڑکے تھے۔ کیدارناتھ [illegible] بشمبرناتھ نے قبل ایک ماہ وفات اپنے والد کے بعارضہ ہیضہ بمقام اور اس انتقال کیا۔ اب کیدارناتھ انکے فرزند اکبر موجود ہین انھون نے انگریزی کچھ پڑھی فارسی اُردو حاصل کی۔ ملازمت سرکاری بیس سال تک کی قانون گو رہے اب گھر پر ہین کئی پٹیاں ضلع لکھنؤ اور تحصیل سندیلہ مین خرید کی ہین اور کئی حویلیان ہین۔

خاندان بابو رام پروہت

یہ ہمارے خاندان کے پروہت ہین مذہب ہنود مین پروہت مذہبی کامون مین مالک کا وکیل ہوتا ہے۔

جس زمانہ میں ہمارا خاندان کہراسہ ضلع گونڈہ مین تھا اُسوقت ہمارے یہان کے پروہت رتن پانڈے تھے جنکا ذکر آیندہ صفحات تاریخ ہذا مین بسلسلہ ذکر خاندان راقم آوے گا جب بسبب واقعہ رتن پانڈے ہمارے جد اعظم راے پورن چند پرگنہ سیلک ضلع نواب گنج مین آئے اور انھون نے پورنیا آباد کی۔ ہلاسی پاتھک جو رتن پانڈے کے رشتہ مند تھے اُسی استحقاق سے پروہت ہمارے خاندان کے ہوئے۔

اور پورنیان مین رہے مگر انکی اولاد تھی - لہذا لالمن مصر کو جو انکی سالی کے لڑکے تھے موضع پریاوان ضلع گونڈہ سے لاکر متبنی کیا - لالمن نے پھر لکھنؤ مین علم سنسکرت حاصل کیا - بیاکرن اور علم جوتش مین بہت کچھ استعداد حاصل کی اور بمقام کوریا گھاٹ لب دریاے گومتی جاکر عبادت کی اور عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین معافی موضع پریاوان مین پائی بہت سے پروانجات مہاراجہ ٹکیت راے - راجہ خوشحال راے راے درگاپرشاد - راجہ نوازسنگھ کے انکے پاس ہین - لالمن کے چار بیٹے ہوئے رام کشن - شیودین - سیتارام - مجل - رام کشن کے بیٹے امراؤلال ہوے انکے بیٹے اب بابورام موجو ہین - اسوقت تک وہ پروہت اس خاندان کے ہین اُن کو معافی مین نے اپنے وقت مین موضع کھجو نہ مین دی ہے جسکا پروانہ اُن کے پاس میرا مُہری موجود ہے اور ہمارے چچا راجہ فتح چند صاحب نے بھی انکو معافی موضع بہندر و رحیم آباد گرنٹ مین دی ہے - ایک مکان پختہ بھی اُن کو دیا گیا ہے جو انکی ملک مین ہے - ایک قطعہ آراضی واسطے نصب باغ کے مین نے بتقریب ولادت برخوردار کنور بخت بہادر اپنے فرزند کے دی ہے - چنانچہ اُس پر باغ نصب کیا ہے اور چاہ پختہ بنوایا ہے ایام گرما مین یہ اپنے صرف سے بہ نظر کار خیر مویشیون کے پانی کا انتظام پوسری وغیرہ سے کرتے ہین - ایک لڑکا اُن کا ہے جس کا نام بینی مادھو ہے - بیاکرن مین کونذی سدہانت تک پڑھ چکا ہے - پوران وغیرہ بھی پڑھ رہا ہے ابھی تکمیل علم مین مصروف ہے -

ذکر پنڈت سیتل پرشاد

پنڈت سیتل پرشاد برہمن مصر ہمیرپور کے کہلاتے تھے سندیلہ مین انکے بزرگون کی بود باش مدت دراز سے ہے لیکن اُسکے بابت کوئی کاغذ ہمارے سامنے پیش نہین ہے کہ جس سے ہم سندیلہ مین اُنکی آمد کا زمانہ محدود کرسکین۔

یہ علم سنسکرت مین بہت ہی قابل شخص تھے بیاکرن۔ جوتش۔ نیائی۔ تنتر اور دیگر شاستر پڑھے ہوے تھے اور اِن سب علوم مین دستگاہ کامل رکھتے تھے خصوصاً علم تنتر اور جوتش مین بہت ہی کامل تھے قانع اور متوکل آدمی تھے بہت شاگرد انکے اطراف و جوانب اور سندیلہ مین تھے اور شاکت مذہب تھے۔ افسوس کہ کوئی لڑکا نہ تھا کہ جو اُنکا یادگار رہتا صرف ایک لڑکی تھی جو ابتک موجود ہے۔

پنڈت رام پرشاد ورا اُن کا ایک خاندان ہے۔ پنڈت رام پرشاد بھی اسوقت سندیلہ مین بیاکرن اور جوتش مین مشہور اور معروف ہین۔

خاندان لالہ گورسہاے قانونگو

یہ خاندان قانون گویان مین سے قدیم ہے اور اِس خاندان مین معافی اور زمینداری کے دیہات تھے اور اب بھی موجود ہین ایک فہرست قدیم عہد رفیع الشان و محمد شاہ بہادر کے جو لالہ کالی پرشاد نے اپنے خاندانی حالات لکھاتے وقت پیش کی ہے اُسمین دیکھتا ہون کہ اِس خاندان مین (۵۵)

نقدی کی نانکار بھی اور ایک موضع آنٹ معافی مین تھا اسکے علاوہ دیہات زمینداری بھی اِس خاندان مین تھے - چنانچہ موضع امبورا انسو سوم شاہ پور اب تک موجود ہے -

لالہ گو سہاے ایک سپاہی آدمی تھے ہمیشہ عمدہ حیثیت سے رہتے تھے اور چند سپاہی بھی اُنکے ملازم ہمراہ رہتے تھے یہ لاولد فوت ہوے اُنکی زوجہ مسماۃ پاربتی بعد وفات شوہر جائداد شوہری پر قابض ہوئین اچھی طرح اُنھون نے اپنا کام چلایا اور ایک شوالہ بھی تعمیر کرایا جو موجود ہے بعد وفات مسماۃ کے خاندانی جھگڑے پیدا ہوے - متھرا پرشاد ہمشیرہ زادہ لالہ گو سہاے نے فوراً اپنا قبضہ کرلیا اور خاندانیون نے درِ عدالت پر جاکر دعویٰ دائر کیا بالاخر لڑتے لڑتے پریوی کونسل سے ڈگری بحق درگا پرشاد و کالکا پرشاد و سندر لال ورثاے خاندانی ملی - اب وہ اِن تینون مواضعات اور مکانات مسکونہ پر قابض و متصرف ہین -

ذکر خاندان لالہ دیبی دین قانون گو

اِس خاندان کے حالات جہان تک دریافت ہوے یہ ہین کہ تلشی رام جو اُنکی مورث تھے تخمیناً تین سو برس ہوے ہون گے کہ وہ ناگ مل سکروار ساکن فتحپور کے ساتھ آئے جنھون نے راجہ کمار کو مار کر پرگنہ کلیان مل اور بہین گانوٴن پر قبضہ کرلیا

تلشی رام نے اسی پرگنہ کلیان مل کی قانون گوئی سرکار شاہی سے حاصل
کی ہر پرشاد. بھیرون پرشاد - کرم چند - ٹوڈرمل - دوارکا پرشاد - پرم سکھ -
میکراج - گوبند رائے - یکے بعد دیگرے قانون گو اس پرگنہ کے رہے -

ٹوڈرمل نے سنہ ۱۱۰۴ھ مین مواضعات اوسرہا - ایرادان - چھنویا - سرکار
شاہی سے معافی مین پائے - گوبند رائے نے سنہ ۱۱۴۱ھ مین اپنے خانہ ہائے
رعایائے سندیلہ اپنی اولاد مین تقسیم کیئے وہ تقسیم نامہ اسوقت پیش نظر ہے -

گوبند رائے کی دو اولادین ہوئین - بہاری لال - جسونت رائے - بہاری لال
کے بیٹے دین دیال تھے اور دین دیال کے دو فرزند تھے - کرپا دیال و تیج رائے لاولد
رہے کرپا دیال کے بھی دو فرزند تھے - ایک ایشری دیال دوسرے تلشی دیال
انکے پانچ بیٹے تھے منجملہ اُنکے لالہ کنہیا لال قانونگو تھے جنھون نے تیسرا سال ہے
کہ بحالت پنشن قانونگوئی انتقال کیا - یہ بہت نیک مزاج اور ہر دلعزیز تھے منشی
ہزاری لال و منشی کالکا پرشاد وغیرہ اس خاندان کے یادگار ہین - منشی ہزاری لال
کی خاص حالت ہے - اس خاندان مین کچھہ حصہ موضع گوگاوان مین ہے اور کچھ
خانہ ہائے رعایا محلہ منڈی مین ہین - جسونت رائے ٹھاکر پرشاد جے جی رام دیبی دین قانون گو کے
بزرگ تھے - آخر عہد شاہی سے تا آغاز عملداری سرکار انگریزی لالہ دیبی دین قانونگو رہے سنہ ۱۸۶۶ء مین اُنھون نے انتقال
کیا - یہ معمولی آدمی تھے - انکے دو بیٹے تھے لالہ گنگا سہائے لالہ بھوانی سہائے آخر مین لالہ دیبی دین نے اپنی
جائداد و نقدی جو کچھ تھی دو لڑکون پر تقسیم کردی - لیکن گنگا سہائے کی سخت بے اعتدالیون سے

ناراض ہوکر اپنے چھوٹے بیٹے لالہ بھوانی سہاے کے یہان جاکر رہے جن سے وہ نہایت خوش تھے۔ وہین پر انتقال کیا۔

لالہ گنگا سہاے نے بہت کچھ تمول بذریعہ سود حاصل کیا۔ لاکھ روپیہ کا اندازہ اُنکی جائداد اور لین دین کا ہوتا تھا نہایت ہوشیار اور دانشمند اور وجیہ اور لائق شخص تھے لیکن افسوس کہ اُنھون نے اپنے باپ کو سخت آزردہ کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند سال مین نہ وہ رہے نہ روپیہ رہا نہ نام و نشان رہا۔ یہانتک لصف مکان تک کھد گیا۔ اُنکی اولاد نے انکے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو انھون نے اپنے باپ سے کیا تھا ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافاتِ عمل غافل مشو

گنگا سہاے کے بڑے بیٹے کنور بہادر نے سب جائداد عیاشی مین تلف کردی اُنکا لڑکا راج بہادر اُنسے زیادہ نکلا۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اُسنے جو کچھ رہا سہا تھا عیاشی اور زناکاری مین برباد کردیا آخر کو بریلی چلا گیا سُنا جاتا ہے کہ کسی رئیس کے یہان ملازمت اختیار کرلی اور وہین انتقال کیا۔

دوسرا لڑکا لالہ گنگا سہاے کا اب موجود ہے لیکن اُسنے بھی اپنا طریق عمل اُسوقت تک اچھا ثابت نہین کیا۔

لالہ بھوانی سہاے دوسرے بیٹے نے جو جائداد اپنے باپ سے پائی تھی وہ زیادہ تر صرف مقدمات مین ہوئی۔ مقدمات کا شوق زیادہ تھا۔ یہانتک کہ وہ

زیر بار ہوگئے - اور لڑکون پر بار پڑا - اُنکے دو بیٹے تھے ایک کا انتقال ہوگیا دوسرے لالہ جدیشر بہادر عرف منالال ہین - حیدر آباد دکھن مین کچھ دنون تحصیلدار رہے - لیکن چندسال ہوے کہ نوکری چھوڑ کر واپس ہوے - نصف موضع جاجمؤ اُن کے پاس ہے - اب وہ مینو سپل بورڈ سندیلہ مین ممبر ہین -

خاندان لالہ دیبی پرشاد محرر

اِس خاندان محررون کا آنا سندیلہ مین قریب ڈھائی سو برس سے ثابت ہوتا ہے اُنکے بزرگ گھوسی داس قانونگو زمانہ دراز سے ملیح آباد مین قانون گو رہے وہین سے تاراچند بعہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر سندیلہ مین آکر آباد ہوے اور یہان بہت سے خانہ ہاے رعایا خرید کیے - جنکی اکثر دستاویزات اُنکے خاندان مین ابتک موجود ہین - اِن لوگون نے خاص عہدہ محرری بادشاہ وقت سے پایا - اور معافی و نانکارین ملین جس طور سے کہ قانونگو و چودھری ناظمون کی کچہریون مین کام کرتے تھے اسی طور سے یہ خاندان بھی کام کرتا تھا مین نے کاغذات چودھری عطاء اللہ مین دیکھا ہے کہ جسمین ناظم وقت نے جملہ قانون گویان اور چودھری کی طلبی تشخیص معاملات چکلہ کی بابت کی ہے اسمین لالہ دیبی پرشاد محرر کا بھی نام ہے لالہ دیبی پرشاد کے بیٹے کسل سنگھ تھے اُنکے بیٹے لالہ ایشری پرشاد و سرجو پرشاد ہوے لالہ ایشری پرشاد کے ایک بیٹے امراؤ سنگھ دوسرے الفت راے - لالہ سرجو پرشاد

کے بیٹے لالہ سورج بخش ہین لالہ امراؤ سنگھ عہد انگریزی مین قانون گو بلیح آباد ہو
اور ابتک بلیح آباد مین دو موضع سرگولا۔ بہیتو یا موجود ہین جو انکے نام ٹھیکہ پختہ مین ہین
سندیلہ مین شیونگرا ایک مسلم موضع اِس خاندان مین ابتک موجود ہے
بیرسے مو بھی ایک موضع اِن کے یہان ہے یہ موضع نظامت راجہ گوردھن لال
ہمارے جد امجد کے وقت مین انکو معاف ہوا اب ٹھیکہ پختہ مین ہے حق اعلی امین
پاتے ہین علاوہ اسکے اِس خاندان مین موضع سہنگوان بمقوا یکم پورا و ریزہ
ملکیت اشراف ٹولہ ملکانہ مین موجود ہے۔ اور حالت موجودہ مین بزرگان خاندان
لالہ الفت رائے۔ سورج بخش اور لالہ جمعیت رائے وغیرہ موجود ہین۔

حالات خاندان لالہ لالتا پرشاد

اِنکے بزرگ ساڑھے سات سو برس ہوئے کہ سندیلہ مین دہلی سے آئے
زبیر سنگھ نام سے یہ خاندان مشہور ہے۔ اِس خاندان مین ۲۱۶ سواضعات منیادی
مین بتلائے جاتے ہین۔ کئی پشت کے بعد اِس خاندان مین تقسیم ہوئی۔ جنانچہ
وہ تقسیم نامہ اِسوقت میرے سامنے پیش ہے جو ۱۱۵۵ء مین تقسیم ہوئی تھی
یہ خاندان دو شاخون مین منقسم ہوا۔ ایک خاندان محلہ گڈھی واقع سندیلہ
مین رہا جسمین اخیر قانونگو عہد دولت انگریزی مین شیوراج بلی تھے اب
وہ خاندان کالعدم ہوگیا۔
دوسری شاخ مین لالہ لالتا پرشاد و کالی پرشاد و لالہ گوری پرشاد

وغیرہ موجود ہیں اس خاندان میں بعض خاتون گوئی کے صملماء للہ کی
ننکارتی اور سوا مواضعات معانی تھے کوڑونی - اکبرپور - گھوسپاہان فتح نگر -
رامپور - گابو - بہادرپور وغیرہ -
معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ انکے مواضعات زمینداری کے یہ مواضعات
معافی میں داخل ہوے اگرچہ اُنکے یہاں کاغذات کثرت سے تھے لیکن دیمک
کے نذر ہوے کچھ کاغذات اس وقت پیش نظر ہیں - اُنسے یہ سب امور
ثابت ہو رہے ہیں - پرتاب مل نوین داد لالہ لالتا پرشاد وغیرہ کے
تھے ایک پروانے کی نقل کرتا ہوں جو نواب دلیرخان شاہ آبادی
کا دربارہ موضع کرڑونی ہے - یہ موضع قدیم ہے لیکن نواب دلیرخان
کی عملداری میں گڑھی بنائی گئی - اور اُنکے نام کا بھترر کھا گیا تب سے
دلیرنگر نام اُسکا مشہور ہوا -

نقل پروانہ نواب دلیرخان بمہر قاضی محمد ناصر

ازقرار بتاریخ چھار دہم شہر محرم الحرام ۱۱۰۱ھ آنکہ متصدیان
عمال حال و استقبال پرگنہ سندیلہ سرکار لکھنؤ صوبۂ اودھ بدانند کہ چون
بموجب وقوع دولت خواہی موضع دلیرنگر عرف کوڑونی از قریات
کھنجری من اعمال پرگنۂ مذکور از ابتداے فصل خریف ۱۱۶۷ سنہ درو
بست در وجہ نانکار پرتاب مل قانونگو پرگنۂ مذکور مقرر نمود کہ موضع مذکور

از محلات ہر سال حشو و منہا بقلم داشتہ تعلق مشارالیہ واگذارند و تکلیف و بھینٹ و بیگار و فرمائش وغیرہ معاف دارند کہ متصرف گشتہ در کفایت سرکار و رفاہیت عایا سرگرم بودہ باشند و ہر سال سند مجدد طلب ندارند درین باب تاکید تمام دانستہ از فرمودہ تخلف و انحراف نورزند۔

اب اِس خاندان مین ایک موضع جائداد موروثی دلیزنگر کو وٗنی موجود ہے یہ موضع ہماری ریاست سروین بڑا گانوٗن مین یہ قبضہ رانی جیندر کنور ہے۔ حق اعلیٰ رانی صاحبہ کو ملتا ہے۔ اب لالتا پرشاد نے کچھ حصص سہنگوان کمنو اپیگاہ حکیم پور حال مین دولت رام اپنے خسر کے مالک سے حاصل کئے ہین لالتا پرشاد کے والد لالہ مول رام ہمارے والد نامدار کی سرکار مین مختار عام تھے بہت ہی نیک مزاج اور ایماندار شخص تھے۔ جب پہلا بندوبست ہوا اُسوقت تمام حکام نے اِس امر کو تسلیم کرلیا تھا کہ جیسے ایماندار راجہ دہنپت راے ہین ویسے ہی ایماندار انکے مختار عام مول رام ہین۔ چنانچہ اوڈ صاحب بہادر حاکم بندوبست ہمیشہ انکو دھرم راج کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ جب مجھکو بندوبست کی روبکاریون مین والد نامدار نبھیجتے تھے تو یہ میرے ساتھ ہوتے تھے۔

اِسی شاخ مین ایک شاخ کا اور ذکر کرنا چاہتا ہون لالہ دیبی پرشاد بہت ہی لائق شخص اِس خاندان مین گذرے ہین ہمیشہ وہ ناظمون کے سرکار مین دیوان رہے پہلے ہمارے یہان کی نظامت خیرآباد مین وہ دیوان تھے پھر حکیم مہدی

نواب منتظم الدولہ بہادر کے وقت مین اور بعد ازان بہاؤ الدولہ کی نظامت مین دیوان باقتدار رہے بہت ہی خوشنویس و منتصدی اعلےٰ درجے کے تھے بالمرہ قبل کچہری جانیکے چار ورق کسی کتاب کے لکھ لیتے تھے۔ چنانچہ بہت بڑا کتب خانہ انکے ہاتھ کا لکھا ہوا اُنکے خاندان مین موجود ہے ایک کتاب خلاصۃ التواریخ اور چار جلدین مہا بھارت فیضی انکی نوشتہ میرے کتب خانہ مین موجود ہین۔ جو میرے دیوان منا لال صاحب نے مجھے نذر کی تہین انکے بیٹے لالہ لکھن لال ہوے۔ انھون نے اپنے اسی موضع پر کفایت کی نوکری نہین کی لیکن اسوقت نانکار جدید بھی حاصل کی۔ جب راجہ بھوانی پرشاد کی نظامت ۱۲۵۱ھ مین اور لطف ہمارے جد امجد راجہ گوردہن لال کے وقت مین پائی۔ چنانچہ نقل پروانہ ہمارے جد امجد راجہ صاحب کی یہ ہے۔

برخوردار نور چشم اقبال نشان کنور جمعیت رائے سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد دعاے ترقی حشمت و جاہ واضح رائے عزیز باد۔ مبلغ نوزدہ روپیہ دیگر سواے مراعات نانکار سابق باسم لالہ لکھن لال قانون گو پرگنہ سندیلہ زمیندار کوڑونی از ۱۲۴۷ فصلی بلا شرکت غیرے مقرر کردہ شد باید کہ مبالغ مذکور در پائی واصلباتی موضع دلیر نگر کوڑونی در حصہ شان بنام مشارالیہ مجرا دادہ قبض الوصول بستانند درین باب تامل و تاخیر روا ندارند۔

مرقوم ہیجدہم جمادی الثانی ۱۲۵۷ھ

مضمون پروانہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اِس نانکار کے اور بھی نانکار راجہ صاحب
نے دی تھی - لالہ لکھن لال کے بیٹے لالہ منّالال و لالہ گرجادیال تھے یہ دونون بنام
والدنامدار ابسے دھنپت رائے کے وقت مین دیوان تھے میرے وقت مین بھی
یہ دونون شخص دیوان رہے لالہ گورپرشاد ان کے بیٹے بھی ملازم رہے - مگر اب
انکا تعلق ملازمت اِس ریاست سے نہین ہے -

خاندان لالہ لچھمن پرشاد کھتری

انکے باپ امرغلام گنج مرادآباد ضلع اوناو کے رہنے والے تھے وہان
سے بودوباش چھوڑکر سمبت ۱۹۰۷ مطابق ۱۸۵۰ء مین سندیلہ آئے اور
یہان بودوباش اختیار کی - لالہ لچھمن پرشاد نے دوکانداری اور پیشہ مہاجنی سے
بہت ترقی کی یہانتک کہ اونھون نے دیہات بھی بذریعہ اپنے کاروبار کے
حاصل کئے جسمین نصف بہرگہنہ و نصف اٹیامو اور کچھ حصہ کنہوتی کا انکے پاس ہے
یہ کئی بھائی ہین اور خود بھی کثیرالاولاد ہین اور ممبر منیوسپل بورڈ ہین چارسال ہوے
کہ انھون نے اپنی جائداد بھائیون اور لڑکون پر تقسیم کردی - مہیش پرشاد انکا بڑا لڑکا
ہے اسنے فارسی حاصل کی اور اسنے اِس جائداد کے حاصل کرنے مین اپنے باپ
کو بہت مدد دی اب انکے سب لڑکے کاروبار سے ہین -

خاندان لالہ ملوک چند کھتری

لالہ خوشحال چند کے بزرگ قدیم باشندہ سندیلہ کے تھے مہاجنی پیشہ تھا جنکی

آخر اولاد مین خوشحال چند ہوے یہ ہماری ریاست مین بعہد راے بجے سنگھ رام دیوان اعلی سلطنت اور ہ خزانچی تھے انکے کوئی اولاد نہ تھی اپنے نواسہ ملوک چند پسر پرتھوپال ساکن شاہ آباد کو شاہ آباد سے بلوا کر متبنی کیا۔ انکے بڑے بھائی ملوک چند جی ساتھ آئے ملوک چند شاہی مین ایک مشہور مہاجن تھے بہت بڑی عمر پائی تقریبات اور شادیان لڑکی لڑکون کی عمدہ کین اور اپنی برادری مین بہت نام حاصل کیا۔ یہ نہایت خوش سلیقہ اور تمیزدار آدمی تھے۔ جو کام کرتے تھے اسمین ضروری اپنے طریق عمل سے نیک نامی حاصل کرتے تھے بمقام گدڑی بہت عمدہ ایک شیوالہ تیار کرایا ۱۲۹۶ھ مین اسکی استھاپنا ہوئی یہ شیوالہ ہماری املاک کے قریب واقع ہے انکے بیٹے دیبی پرشاد انکے سامنے بعد استھاپنا بعارضہ ہیضہ ۱۲۹۶ھ مین انتقال کر گئے۔ اب انکے پوتے شیو شنکر سندیلہ مین اپنا کاروبار بقدر ضرورت کرتے ہین۔

ذکر خاندان راقم

دنیا مین وصف اضافی بھی ایک ایسی چیز ہے جو بلا امتیاز رتبہ ذاتی پایۂ قدر انسانی کو بلند کر دیتا ہے - مین خدا کی جناب مین بار بار سجدۂ شکر ادا کرون گا کہ اُسنے جسقدر بالذات مجھکو اپنی نعمتون سے مالا مال کیا ہے اس سے کہین زیادہ میرے بزرگون کو رتبۂ بلند عطا کیا تھا قطرہ کو دریا ذرّہ کو خورشید پر جسقدر ناز ہو سکتا ہے اُسیقدر مجھکو بھی اپنے بزرگون پر فخر ہے - قطرہ دریا مین ملکر خود دریا ہو جاتا ہے - آفتاب کی روشنی جسوقت ذرہ پر پہونچتی ہے ذرّہ دعوی خورشیدی کرنے لگتا ہے پس میرا فخر بیجا نہین - اور اِس نسبت سے جو دعوی مین کرون روشن دلان روزگار مجھکو اسکی اجازت دین گے - میرے اِس جوش اور دلچسپی کے ساتھ میری دوسری حیثیت مورخی کی بھی ہے پس دونون پلون کو برابر رکھنے کے واسطے میرا فرض منصبی یہ ہے کہ ایک طرف مین واقعی حالات کے بیان کرنے مین التزام نکتہ چینیون کا خوف نہ کرون اور دوسری جانب اِس بات کا ذمہ دار رہون کہ واقعہ سے زیادہ ایک حرف بھی حوالۂ قلم نہو -

میرے خاندان کی دولت و ثروت عرصۂ دراز سے چلی آتی ہے مگر مین اِس

موقع پر اس بیان کو صرف راے پورن چندسے شروع کرنا چاہتا ہون جہانسے دیگر موخون کی تاریخین اس خاندان کیواسطے شروع ہوتی ہین یہ میرے بارہوین دادا تھے جو بعہد نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ دہلی گذرے ہین سکونت قدیم انکی کہراسہ ضلع گونڈہ تھی یہ وہان کے حاکم نہ تھے راجہ نہ تھے۔ مگر ایسے امیر کبیر تھے کہ چارسو بجاس معزز اور مقتدر خاندانون کے پیشرو ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے اور اعلی پیمانے پر انکی زندگی بسر ہوتی تھی۔ رتن پانڈے ایک صاحب ریاضت کے واقعہ نے جو ہمارے خاندان کے پروہت بھی تھے انکا وطن مالوفہ چھوڑا دیا۔ اس دلچسپ حال کو مسٹر ڈبلو سلیمن کے۔ سی۔ بی۔ رزیڈنٹ لکھنؤ نے اپنے سفرنامہ مین اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

ترجمہ مضمون سلیمن صاحب رزیڈنٹ

راجہ بلرامپور رامدت پانڈے جو میرے ہمراہ چلتے تھے کلہنس کے خاندان کے سرگروہ اچل سنگھ کا قصہ کہتے رہے اس کے زمانے کو سوا سو برس گذرے ہون گے۔ گونڈہ وزیر گنج کے درمیان کا علاقہ اسی کا تھا اور راج دہانی مقام کہراسہ تھا ایک زمیندار اور راجہ سے جھگڑا ہوگیا۔ جب زمیندار راجہ کے قابو مین نہ آسکا تو راجہ نے رتن پانڈے مہاجن سے کہا کہ تم مصالحت کراؤ کہ زمیندار اپنا حساب بیباق کردے اسکی حفاظت کی ضمانت بھی کرنے کو مہاجن راضی تو ہوا مگر راجہ سے کہا کہ آپ دریا کی قسم کھائین جو کہ قریب بہ رہا تھا کہ آپ بلا جلاق

اُس سے ملیگا اور پھر بحفاظت اُسکو مکان پر پہونچا دیجیگا۔ راجہ نے قسم کھائی۔ تب
مہاجن نے زمیندار کو بلا بھیجا۔ اور زمیندار مہاجن کی بات کا اعتبار کرکے آیا۔ مگر راجہ نے
اُس زمیندار کو فوراً قتل کر ڈالا۔ مہاجن نے کہا کہ بدعہدی کی بے عزتی کے ساتھ جینے سے
مرنا بہتر ہے کھانا مطلقاً چھوڑ دیا اور اکیس دن کے اندر مرگیا۔ مرتے دم دغاباز راجہ کو
یہ بددعا دی۔ کہ اے سرجو مائی تم اِسکا بدلا لو۔ نزع کے وقت مہاجن کے پاس راجہ کی
ایک حاملہ رانی آئی اور بہ منت کہا کہ میرے پیٹ مین جو لڑکا ہے اسپر رحم کھا اور
خودکشی سے باز رہو۔ مہاجن نے کہا کہ تیرے شوہر کی بدعہدی کی وجہ سے جو
مجھے ذلت ہوئی وہ جینے نہین دیتی۔ بہتر ہے کہ تو اِس مقام سے کہین دور
چلی جا اور اپنی اور بچہ کی جان بچا کیونکہ خشمناک سرجو ماتا راجہ کے قریب الون مین
سے کسی کو نہ چھوڑے گی چنانچہ رانی چلدی اور مہاجن کا انتقال ہوگیا۔ مِن بعد
دریا مذکور کا یک بڑھا اور طوفان کی کیفیت پیدا ہوگئی سارا قصبہ غرق ہوگیا اور
راجہ معہ کل ہمراہیان ڈوب گئے۔ پرانے قصبہ کے کھنڈر اب تک بھی کہین کہین
نظر آجاتے ہین کہ دریائے مذکور کے نیچے بہت گہرائی مین ہے اب ہی دریا بطور خوشنما
جھیل کے قریب موضع نوآباد کھراسہ درمیان ضلع گونڈا و وزیر گنج کے واقع ہے
رانی مذکور کے ایک لڑکا جسکی اولاد مین اب ایک شخص قوم کلہنس راجپوت کا سردار
ہے بمہنی سرد اقع مشرقی سرحد اودھ قریب گورکھپور اسی کے راج مین ہے۔
یہ بات حیرت انگیز ہے کہ کل لڑکے مادرزاد اندھے ہوتے ہین نہین تو گدی کا مالک تو

ضروری ہی اندھا ہوتا ہے راجہ صاحب کے دو لڑکے ہین دونون اندھے ۔ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ راجہ کی بدعہدی کا یہ ثمرہ ہے راجہ کی ایک خواص بھی بھاگ گئی تھی اور اس سے ایک لڑکا بھی ہوا تھا اوسی کی اولاد مین تعلقدار چھدوارہ ہین ۔ مہاجن کی پرستش بطور ایک ولی یا شہید کے ہوتی ہے ۔ ہر گانوٗن مین ایک شوالہ ہے شادیون مین اسپر نذرین چڑھائی جاتی ہین ۔ دولھا اور دلھن کے لئے اس شخص کی روح سے دعا طلب کی جاتی ہے جسکو اپنی بات کا اسقدر پاس تھا ۔ خاندان کلھنس کی دو شاخین ہین ایک پرستش کو برابر کرتی ہی ایک شاخ ضلع گورکھپور مین رہتی ہے نہین کرتی یہ شاخ اگرچہ ہندو ہے مگر مسلمانون کے عمل پر چلتی ہے اور مہاجن کی بددعا کا اثر زائل کرنے کے لئے بہرائچ کے مسلمان ولی کو مانتی ہے ایسے واقعات جو محض اتفاق سے ظہور پذیر ہوتے ہین سائٹی پر عمدہ اثر ڈالتے ہین تھوڑے دنون سے دریاعوض لینے مین اسقدر سست ہو گئے ہین کہ اودھ مین بادشاہ یا افسران شاہی یا زمینداران پر بہت کم اثر رکھتے ہین"

رتن پانڈے نے قبل اسکے کہ اپنی جان کو اپنی بات پر تصدق کر دے ہمارے جد موصوف کو طلب کیا اور بدمعاملگی راجہ بیان کر کے اوس آنیوالے طوفان کی پیشینگوئی کی اور مثل رانی انکو بھی کھراسہ چھوڑ دینے کی ہدایت فرمائی اعتقاد کا پایہ بلند اور شیرین ہے انھون نے بلا پس و پیش اپنے وطن مالوفہ کو خیرباد کہدیا ۔

بیت

زخصت اے اہل وطن ہمتو سفر کرتے ہین
در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین

تمام متعلق خانوادے ہرا قوام اور ملت کے ساتھ ہوے اور اس لشکر کا ورود پرگنہ سیلک ضلع نواب گنج مین ہوا یہان انھون نے اپنے نام پر ایک قصبہ آباد کیا اور اس کا نام پورنیا رکھا جو ابتک ایک موضع کی حیثیت سے قائم ہے اسی مقام پر آپ نے اپنی طرح اقامت ڈالی اور ہمراہیان کو بھی آباد اور بفراغت زندگی بسر کی - گزیٹیر ضلع ہردوئی کے صفحہ ۸۴ مین آپ کی نسبت لکھا ہے - کہ راے پورن چند قریبًا تیرہ پشتین گذری ہونگی بسبب قضیہ رتن پانڈے اپنے وطن خیرآسہ ضلع گونڈہ کو چھوڑ کر سیلک پرگنہ بارہ بنکی مین آ بسے جہان انھون نے ایک موضع آباد کیا جو پورنیا کے نام سے موسوم ہوا انکے بیٹے راے کھیم چند کو پیشگاہ خلافت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے دیوانی محلات معلی کا خلعت ملا اِس نازک خدمت کو انھون نے اِس طرح سے انجام دیا کہ درمیان شاہ والا جاہ اور محرمات عالی رشتہ محبت روز بروز مضبوط ہوتا رہا اور انکو اِس جلدو مین ایسے ایسے عطیات سلطانی حاصل ہوے کہ انکی دولت و حشمت کا اندازہ قیاس سے باہر ہوگیا - ایک پانڈے جگ کا ذکر ہے جسمین نومن پختہ خالص طلا برہمنون کو آپنے دان دیا تھا اسی جگ مین شراب ترک کی گئی اور نومینا پانڈے کا خطاب بھی برہمنون سے ملا - گزیٹیر ضلع

ہردوئی کے صفحہ ۴۸ و ۵۸ مین اس طرحپر درج ہے۔ راے کھیم چند اکبر بادشاہ کی ڈیوڑھیات کے دیوان ہوے جن کے ذریعہ سے اونھون نے بہت بڑی دولت اور عظمت حاصل کی ایک موقع پر اونھون نے ایک پانڈے جگ کی جسمین نومن سونا برہمنان کو تقسیم کیا جنھون نے نومنیا پانڈے کا لقب دیا جس نام سے یہ خاندان اب بھی مشہور ہے روایت ہے کہ اس تاریخ سے شراب نوشی اس خاندان مین بالکل مسدود ہے۔ ایک گیت بھی ابتک زبانون پر چلا آتا ہے جس کو مین اس موقع پر درج کرتا ہون۔

شاہ اکبر جوان دلی پت کن تن سون ات پریت سوہائی
ہے گج آدیو کراو خلعت لاے نوین دکھائی
دانی کہرے ہین لال ہی پت رام پرشاد کی بات چلائی
نومن کنچن دان دیو تب نومنیا پانڈے پدبی تم پائی

انکے بیٹے راے غریب داس اپنے باپ سے زیادہ صاحب اقبال پیدا ہوے انکا قصہ اس طور پر ہے کہ آپنے پورنیا سے نقل فرماکر فتحپور بسوان مین ایک نامی گرامی عمارت واسطے اپنی سکونت کے طیار کرائی جسکے لئے اب تک خود وہ خالی زمین کو گگرہا محل کے نام سے مشہور کئے ہوے ہے اسی مقام سے آپنے بمقتضاے حوصلہ بلند قصد پایہ خلافت دہلی فرمایا۔ ایک پنڈت جو علم ظاہری کے ساتھ صاحب باطن بھی تھے انھون نے ساعت بتلائی۔ آپ اسی ساعت پر

روانہ ہوے۔ مگر تھوڑے ہی فاصلہ پر عین راستہ مین آپکو کالا سانپ دکھلائی دیا جو گوبر کی مانند پر بیٹھا ہوا اپنا پھن ہلا رہا تھا۔ آپنے اِس علامت کو بدشگونی پر محمول کرکے واپسی غنیمت جانی۔ علامہ پنڈت کو جسوقت یہ واقعہ معلوم ہوا۔ کفِ افسوس ملنے لگے اور ارشاد فرمایا کہ اب بھی اسقدر وقت باقی ہے کہ کوئی نہ کوئی بڑا درجہ ملجائیگا۔ آپ پھر اسیوقت روانہ ہو گئے اور منزل مقصود پر پہونچکر باریابِ حضور سلطانی ہوے اور سند قانون گوئی اپنے وطن کے علاقہ کی پائی۔ یہ عہدہ اس زمانہ مین نیا ایجاد ہوا تھا۔ اسکے اختیارات وسیع اور ذمہ داری اہم تھی اِسکی گردش قلم کے نیچے اس قدر زمین اور صاحبان زمین کی قسمت ورق لکھی جاتی تھی جو اُسکے متعلق ہوتی تھی۔

جسوقت قانون گویان قدیم قصبہ فتحپور کو یہ خبر پہونچی مٹی پیر دن کے نیچے سے نکل گئی سب لوگ افتان وخیزان دہلی پہونچے اور ہمارے رائیصاحب کے مہمان ہوے کھانے پر جب میزبان اور مہمان کی یکجائی ہوئی۔ مہمانون نے روٹی پر ہاتھ نہ ڈالا اور کہا کہ جب آپ روٹی دین گے تب ہی کھائین گے۔ صاف الفاظون مین بھی اپنی دادرسی چاہی سبحان اللہ کیا وقت تھا کیا انسان تھے کیا ہمت تھی کیا لحاظ تھا۔ رائیصاحب کے دل مین اسکا خاص اثر ہوا اور آپ نے قطعی ارادہ کرلیا کہ بلا لحاظ اپنے منافع کے انکا عہدہ ان کو واپس دلا دین گے اور اِس رائے پر اُنسے روٹی کھانے کیواسطے

اصرار کیا اور اس قلندر نے خوشی خوشی روٹی کھائی دوسرے روز رائیصاحب نے اصلی
واقعات کو اپنے بادشاہ کے سامنے رکھدیا اور ان لوگون کو سند اس عہدہ کی لوادی
اور خود دست بردار ہو گئے۔ **مصرع** چو حق بر تو باشد تو بر خلق باش ؛ بادشاہ
بھی دقیقہ رس اور معنی آگاہ ہوتے ہین اونکی ضمیر پر تنویر پر رائیصاحب کی اس سیر
چشمی نے قبضہ کرلیا اور انھون نے انکو خدمت وقائع نگاری چار دانگ ہندوستان
اسی قریب زمانہ مین عطا کردی اُسی عہدہ پر تمام ہندوستان کا انتظام محول اسکے
ایجنٹ ہر حصۂ ملک مین رہتے اور معاملات ملکی کے نگران ہوتے تھے واقعات کی
اطلاعین دیتے تھے جس سے بادشاہ کی توجہ اہم امور ملکی کی طرف متوجہ ہوتی تھی۔
سیکڑون ایمین بنجاتے بسنر اور ن بگڑ جاتے تھے۔ رائیصاحب نے اس منصب والا
کو اس خوبی سے انجام دیا کہ خاص و عام مین انکو مقبولیت حاصل ہوئی اور بادشاہی عنایات
روز بروز افزون ہوتا گیا۔ آپکے صاحبزادے رائے پرمانند ہوے۔ جبکا زمانہ شاہجہان
بادشاہ کی سلطنت مین تھا آپکو بھی دولت و ثروت مین اپنے باپ کا حصّہ ملا منصب
دار شاہی ہوے اور پرگنہ متھرا مین انکو بہت بڑا علاقہ جاگیر مین عطا ہوا سند اسکی تختہ
مسی پر تھی۔ جسمین مضمون عطاے جاگیر کے ساتھ تصویر بادشاہ کی اور آپ کی نقش
کی گئی تھی۔ باوشاد سند دے رہے ہین یہ باادب و آداب لے رہے ہین یہی
سرمایہ فخر سند تھی جسکا فخریہ ذکر رائے جی سکھ رام نے نواب سعادت علی خان اور
راجہ گوردھن لال نے نصیر الدین حیدر بادشاہ سے کر کے علاقہ سردین بڑا گانؤن کے

واسطے سند مانگی تھی جسکا ذکر بشرط ضرورت اپنے موقع پر آئیگا۔

راے پرمانند کے بیٹے راے بشن داس انکے بیٹے راے بکرم سین اُن کے بیٹے راے ڈال چند اور انکے بیٹے راے لکھن لال ہوے اور یکے بادیگرے منصب وار شاہی رہے آخرالذکر بعد قتل و خون نادرشاہی ہمراہ نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ ۱۱۵۶ھ مین داخل اودھ ہوے اور بڑی بڑی ترقیان پائین۔

نواب شجاع الدولہ بہادر کے عہد مین راے لکھن لال کا انتقال ہو چکا تھا انکے تین بیٹے جسمین بڑے کنور سین منجھلے راے پیم چند۔ چھوٹے راے سیوک رام موسوم ہوے نواب والا جناب نے راے کنور سین کو خلعت چکلہ داری سند لیہ دیا۔ اسکے اختیارات وسیع ہوتے تھے ڈنکا نشان توپ تفنگ نقارہ آگے پیچھے سواری کے چلتا تھا زمینداران و تعلقداران کی قسمت کا فیصلہ اُنکے ہاتھون سے ہوتا تھا نانکارین جاگیرین یہ لوگ دے سکتے اور دلا سکتے تھے غرضیکہ اپنے حلقۂ محدود کے اندر چھوٹے فرمانروا کہلائے جا سکتے تھے۔ جنکا ذکر گزیٹیر ضلع ہردوئی کے صفحہ ۸۴ و ۸۵ مین اس طرح پر لکھا ہے پرمانند کو جہانگیر نے منصب اور متھرا مین جاگیر عطا فرمائی اونکے تین بیٹے ہوے بشن داس و بکرم داس و راے ڈالچند یہ لوگ سب عہد شاہان مغلیہ مین منصب دار ہوتے رہے۔ آخرالذکر یعنی راے ڈالچند کو احمد شاہ نے خطاب دیا راے لکھن لال پسر ڈالچند اودھ مین صفدر جنگ کے ہمراہ آئے اونکے تین بیٹے تھے راے کنور سین راے پیم چند راے سیوک رام راے کنور سین کو شجاع الدولہ نے

سندیلہ و بلیح آباد کا ناظم مقرر کیا۔ اب مین ذکر انکا اسی موقع پر چھوڑ کر انکے
بھائیون کا ذکر شروع کرتا ہون۔ رائے کنور سین نے اون دونون کو اپنی شرکت
سے جدا کردیا۔ اور جائداد موروثی اور سامان موجودہ مین انکا کوئی حصّہ نہین
لگایا۔ مگر حکم خدا دوسرا تھا۔ یہ دونون بھائی بالاتفاق رہنے لگے۔ مگر ہم کچھ
نہین کہہ سکتے کہ وہ زمانہ کس عسرت یا عشرت کا تھا۔ رائے پیم چند سے رائے
جے سکھ رام پیدا ہوئے رائے سیوک رام سے رام دھن گور دھن لال۔ پرم دھن
نارائن دھن عزت مہین لال چار صاحبزادے وجود مین آئے اور ایک مرتبہ
تکلیف کی کروٹ آرام سے بدل گئی۔

ذرہ کا بھی چمکے گا ستارہ قائم جو زمین و آسمان ہے

ایک روز نواب آصف الدولہ بہادر کو رائے لکھن لال کا صفدر جنگ کے ساتھ دہلی
آنا یاد آگیا آپنے رائے میکو لال دیوان ڈیوڑہیات سے پوچھا کہ اس خاندان مین
اب بھی کوئی شخص باقی ہے رائے میکو لال نے رائے جے سکھ رام کا ذکر خیر کیا
نواب والاجناب نے طلبی کا حکم دیا۔ یہ فوراً حاضر ہوکر بجائے رائے رایان
رائے امید رائے کے خدمت واصلباقی کل محروسہ پر سرفراز ہوگئے یہ پہلا
زینہ آپکی ترقی کا ہے اور اب روز بروز انکا اقبال نئی نئی بہبودیان حاصل
کرنے لگا۔ اُس زمانہ مین نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان بہادر نائب وزیر
اور نواب حیدر بیگ خان بہادر نائب وزیر اور مہاراجہ ٹکیٹ رائے دیوان تھے

آگے چلکر مہاراجہ کی معزولی پر خلعت عہدہ دیوانی بھی انکو مل گیا علاقہ سروین بڑا گانؤن اِس عہد مین حاصل ہوا۔ جواب تک اِس خاندان مین موجود اور بہ قبضہ و تصرف راقم ہے رائیصاحب کی سوانح عمری خالی از دلچسپی نہین ہے اور ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اگر کل نہین تو چند واقعات کو اِس جگہ پر جگہ دون۔

آپ کا زمانہ عہد نواب آصف الدولہ بہادر سے شروع ہوکر نواب سعادتعلیخان تک رہا۔ درمیان مین چندروزہ حکومت نواب وزیرعلیخان کی بھی ہوگئی۔ عہد اول مین بجلدوی خیرخواہی آپکو تعلقہ سروین بڑا گانؤن سندیلہ مین مِلا نکار بھی عطا ہوئی جسکی تعداد آخر مین بارہ ہزار سالانہ ہوگئی تھی۔ عہد نواب سعادت علی خان اور بھی آپ کیواسطے مفید نکلا۔ اسمین علاوہ مستقلی عہدہ دیوانی کے آپکا پایۂ عزت اور اعتبار انتہائی رفعت پر پہونچ گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب نواب آصف الدولہ نے انتقال فرمایا تب نواب وزیرعلیخان مسندنشین ملک اودھ ہوے اونکا سلوک ارکین سلطنت کے ساتھ اچھا نہین ثابت ہوا ان لوگون نے ایک محضر اِس بات کا تیار کیا کہ یہ نواب مرحوم کی اولاد سے نہین ہین۔ سب نے اسپر دستخط کیئے۔ مگر رائے جے سکھ رام نے انکار کیا اور عذر کیا کہ خلاف بادشاہ وقت ہمارا قلم اُٹھ نہین سکتا۔ جب قرعہ سلطنت اس محضر کے موافق بنام نواب سعادت علیخان بہادر پڑا اور سرکار کمپنی نے وزیرعلیخان کو معزول کیا اور انکو گدی پر بٹھا دیا اسوقت رائیصاحب کو باسباب ظاہر لکھنؤ چھوڑ دینا پڑا اور سیدھے بنارس چلے گئے نواب وزارت مآب کے سامنے یہ معاملہ اگرچہ

بصورت مخالفت پیش کیا گیا۔ مگر وہ فہم و فراست سے کافی بہرہ رکھتے تھے انہون نے
انہین کے خیالات کو قیمتی نظر سے دیکھا اور انکی اصلی کارروائی کو خیر خواہی مان کر طلبی
کا حکم جاری کر دیا۔ رائصاحب دربار مین آگئے اور ان کا اقبال روز بروز ترقیون
کی بشارت دینے لگا۔ حسن رضا خان۔ تفضل حسین خان مہاراجہ ٹکیت راے
کے مفصل حالات ہماری حد کتاب سے باہر ہین۔ اس واسطے ہم اس موقع پر
واسطے سلسلہ بیان کے اسیقدر لکھین گے کہ یہ سب لوگ ایک ایک کر کے اپنی اپنی
خدمتون سے ہٹا دئے گئے اور ایک انہین کی ذات پر انتظام کاروبار سلطنت
محول کر دیا گیا۔ رائصاحب کے حالات پچھلے مورخون نے اپنی تاریخون مین درج
کئے ہین اور جن کتابون مین وہ حالات طبع ہو چکے وہ تو خود ہی اظہر من الشمس
ہین جو کتابین طبع نہین ہوئی ہین انکا مضمون اپنے اپنے موقعون پر داخل کتاب
ہذا ہوگا۔

سنہ ۱۸۰۱ء مین ملک اودھ درمیان نواب وزیر اور ایسٹ انڈیا کمپنی تقسیم
ہوا وہ تقسیم آپ ہی نے کی تھی۔

گزیٹر ضلع ہردوئی مطبوعہ گورنمنٹ پریس ممالک متحدہ مولفہ ایچ۔ آر
نول آئی۔ سی۔ ایس۔ صفحہ ۱۴۸ مین یہ مضمون لکھا ہے۔

بیم چند کے بیٹے راے بج سکھ راے بزمان آصف الدولہ و اصلباقی تو لیس
سلطنت اودھ تھے اور عہد سعادت علیخان مین کل اودھ کے دیوان ہوئے

بموجب صلحنامہ ۱۸۰۱ء تقسیم ملک درمیان نواب وزیر اور ایسٹ انڈیا کمپنی
آپہی کے ہاتھون سے ہوئی - یہ لاولد مرے اور انکی ریاست سروین بڑا
گاؤن پر انکے چچا راے سیوک رام کی اولاد قابض ہوئی -

آپ نے اِس حسن خدمت مین علاوہ علاقہ سروین بڑا گاؤن
واقع ضلع ہردوئی - واوناؤ دو علاقہ اور حاصل کئے - ایک باڑی دوسرا
اٹاوہ مین باڑی کا علاقہ بسبب نقصان اور اٹاوہ کا علاقہ بخیال تعلقات
سرکار کمپنی چھوڑ دیا انھین ایام ترقیات مین آپنے کثیر عمارتین عالیشان بنوائین
و باغات سندیلہ وملیح آباد و لکھنو واکثر دیگر مقامات پر لگائے جو بعض ابتک
باقی اور آپکی یادگار ہین آپکے سیکڑون قصہ مشہور ہین جو خالی از دلچسپی نہین
ہین - ایک روز آپ وزارت مآب نواب سعادت علی خان کو حساب ملکی
دکھلا رہے تھے - ڈھاکہ کی ململ کا جامہ زیب تن تھا - نواب کی نظر پڑگئی
دامن اٹھاکر بغور اسکی بناوٹ کو دیکھا فرمایا کہ ہمارے واسطے ایسی ململ نہین
آتی ہے - رائیصاحب نے خود اپنا ایک کارخانہ وہان اپنے واسطے
قائم کیا تھا اور انکی قدردانی نے اعلیٰ کاریگرون کو اسی جگہہ جمع کر دیا تھا
انھون نے جواب مین عرض کیا کہ یہ کام خود میرے کارخانہ کا ہے اور
مین حاضر کرون گا - اسیوقت مکان پر آکر ستر ہ سو تھان ململ جسکا تھان
ایک بانس کے مٹھے مین آسکتا تھا اور اسمین رکھا ہوا تھا نکلوا کر پیشکش

بارگاہ سلطانی کیا۔ یہ ہولی کا موسم تھا۔ اور اسیوقت سے اسقدر تھانون کا
پیشکش کرنا اس موسم مین دستور مستمرہ ہوگیا اور نواب بخوشی قبول فرماکر
عزت افزائی کیا کرتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک روز رائیصاحب کے خیمہ جات واسطے
ہوا دینے دھوپ کے عیش باغ کے میدان مین کھڑے تھے۔ انمین کوئی ایک
منزلہ کوئی دو منزلہ کوئی خیمہ نمد کوئی سلطانی بانات کوئی کاشانی مخمل کا
تھا۔ تمام پر [illegible] کلیان چڑھی تھین۔ نواب صاحب ایک ٹانگھن
پر سوار اسطرف سے گذرے خیمون کی شان نے حضور والا کو حیرت مین ڈالدیا
دریافت کیا کہ کسکے خیمے ہین راے نجے سکھ راے کا نام بتلایا گیا اُترپڑے
اور ہر ایک خیمہ کی سیر فرماکر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ ایسے خیمہ
ہمارے کارخانہ [illegible] نہین ہین۔ رائیصاحب کو جب یہ خبر پہونچی۔ فوراً وہ
سب خیمہ بارگاہ [illegible] مین بھجوا دیئے اور سرکاری منظوری سے تفاخر حاصل
کیا۔

[illegible] شاہزادے کی تقریب شادی ہوئی رائیصاحب کو
[illegible] شادی کی شرکت کیواسطے رائیصاحب نے ایک
[illegible] ہزار کا دیا۔ جب یہ زردوزی پوشش موتیون کی
[illegible] ہوگیا اسکی شہرت حلقۂ امرا اور وزرا مین پہونچ گئی

کسی شاہزادے نے اُسکو زبردستی منگوالیا۔ رائیصاحب کے دل مین اسکا صدمہ گذرا اور یہ حاضر جشن کتخدائی نہ ہوے۔ قدردانی سلطانی ملاحظہ فرمائی جاے کہ اِس واقعہ کے علم پر وہ ہوادار معہ دیگر جلوس ضبط ہوکر رائیصاحب کو دیدیا گیا اور شریک محفل کئے گئے۔

واضح رہے کہ کوئی انتظام چکلہ و نظامت کا ایسا نہین ہوتا تھا کہ جسمین سرکاری طور پر حق دیوانی رائیصاحب کا نہ لیا جاتا ہو سرکاری مالیہ کا فیصلہ رائیصاحب کے ہاتھ سے ہوتا تھا۔ اور وقت منتقلی بھی رائیصاحب کے نذرانہ خود نواب صاحب طے فرمادیتے تھے۔ اِس مرحمت شاہی کی کیا انتہا تھی اور اس کے نتیجہ مین اگر کہا جاے کہ لچھمی رام جی نے خود انکے گھر مین باس کیا تھا تو کچھ تعجب نہین ہے۔ اُنکے آخری زمانہ کا تذکرہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ لکھنؤ سے بجلوس تمام داخل سندیلہ ہوے۔ بہتیرے چکلہ دار اور ناظم ہمراہ رکاب تھے صدہا مصاحبان اور ملازمان اور افواج سرکاری کا مجمع تھا۔ سندیلہ سے عظیم الشان پیشوائی ہوئی کوئی رئیس اور غریب امیرانہ کیا جو شوق مین بھرا ہوا نہ ہو۔ آبادی و ویرانی ہمراہیون سے بھر گئی۔ بیرون آبادی دور تک سلسلہ خیمون اور شامیانون کا پہونچا تھا۔ آپ کیواسطے پرانی پھلواڑی مین سلطانی بانات کا خیمہ نصب تھا پہلی شام کو جب آپ سیر پھلواڑی کیواسطے تشریف لے گئے صدہا مصاحبین اور رفقا گرد و پیش تھے۔ کثرت نارنگیون سے اشجار زمین تک لگی ہوئی

بھی خیمہ بانا تی اور بھی اس آگ کو بھڑکاتے دیتا تھا۔ عجب لطف اور عجب تفریح ہو رہی تھی۔ اِس گلگشت مین ایک درخت نارنگی کا بے برگ و بار نظر آیا ایک مصاحب نے فوراً اسکو دیکھکر کہا کہ اِس درخت سے زیادہ کوئی بدنصیب ہو سکتا ہی کہ ایسے مالک کی آمد کی بھی برکت نہ ملی۔ دوسرے دن وہ سب سے زیادہ پھولا پھلا دکھائی دیا ترقی اقبال کی مبارکباد ہونے لگی نذرین گذرنے لگین۔ مگر رائیصاحب سُنست ہو گئے فرمایا کہ ہمارے اقبال کی آج انتہا ہو گئی۔ واقعی ہر کمال کے بعد زوال ہے۔ رائیصاحب کی انجام بینی اور دور اندیشی کا اس سے پورا پتہ چلتا ہے ورنہ ہر امیر وامیر طبع یہ نتیجہ نہین نکال سکتا تھا۔

اسی سفر کے اختتام اور لکھنؤ پہونچ جانے پر آپ کی پیٹھ پر ایک سرطان کا پھوڑا نکلا اور یہی پھوڑا پیغام مرگ تھا۔ اسوقت انتظام خانگی کے سلسلہ مین آپنے ایک فہرست اپنی جائداد کی تیار کرکے جسمین سات کروڑ کی مالیت نقد و جنس و قیمت علاقہ جات و باغات و املاک تھی) فیض اللہ خان اپنے خدمتگار کے ہاتھ حضور بندگان عالی کی خدمت مین بھیجی اور عرضداشت مین لکھا کہ جو ضبطی بقاعدہ مستمرہ سلطنت بعد وفات فدویان سرکار ہوتی ہے۔ مین چاہتا ہون کہ میری حیات مین ہو جائے۔ بندگان عالی نے اسپر حکم معافی لکھا اور یہ صلہ اُنکے حسن خدمات کا ظاہر کیا۔ اور جب واقعہ ذوات پیش آگیا تب دو اونٹ صندل کارخانۂ شاہی سے واسطے جلانے نعش کے بھیجے ہم نہین امید کرسکتے کہ کوئی تاریخ کسی کی

سلطنت کے اعزاز مین ایسا واقعہ دکھلا سکتی ہو۔ آپکی فہم و فراست اور عقل و دانش
کا توروز ہی نواب صاحب کو تجربہ ہوتا تھا۔ مگر ایک واقعہ نے پور اسکہ انکے
دل پر بٹھلا دیا اور وہ یہ ہے کہ بوجہ کمی بصارت ادائے کورنش سلطانی کے وقت
ایک زخم ستون سے پیشانی پر پہونچا۔ اسی روز رای رتن چند اخبار نویس کی
درخواست واسطے عطاے جاگیر کے گذری۔ نواب نے اسکے ساتھ آپکے واسطے
بھی جاگیر تجویز فرما دی۔ رای رتن چند نے یہ حکم دیکھکر مبارکباد کہلا بھیجی آپ نے
اپنے متصدی لالہ دین دیال کی زبانی پیغام دیا کہ مجھکو جاگیر لینا منظور نہین ہے
اپنے تعلقہ کی سند استمراری چاہتا ہون۔ رای رتن چند نے پرچہ اخبار مین
اسکو لکھ دیا۔ نواب صاحب نے پرچہ ملاحظہ فرمایا مولوی سدن سفیر شاہی کو آپ
کے پاس بھیجا اور دریافت فرمایا کیا وجہ انکار جاگیر اور خواستگاری پٹہ استمراری
کی ہے۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ جواب دیا کہ جاگیر عارضی چیز ہوگی اور پٹہ
استمراری کو استواری و استحکام ہے۔ یہ بڑے سوچ اور بچار کی بات تھی چنانچہ
نواب صاحب نے خوش ہوکر پٹہ استمراری راجہ گوردھن لال اُن کے
چچازاد بھائی کے نام تحریر فرما دیا۔ اُسی زمانہ کے قریب رائیصاحب
نے نواب صاحب سے درخواست کی کہ سند اسکی اسی طرح مجھکو بھی
تختہ مسی پر عطا کیجاے جس طرح سے ہمارے مورثان کو پیشگاہ شاہجہان بادشاہ
سے عطا ہوئی تھی۔ اور یہ بھی کہا کہ میرے اہل و عیال کے حلقہ مین میری مفاخرت

اسی مین ہو سکتی ہے۔ بادشاہی وعدہ اسکی بابت خوشی سے ہوا۔ مگر آپ کی زندگی نے مہلت نہ دی۔

عہد محمد علی شاہ بادشاہ مین راجہ گوردھن لال نے اِس وعدہ کے ایفا کی درخواست کی۔ اسپر بادشاہ وزیر الممالک کے حسب ذیل احکام صادر ہوے۔ وزیر الممالک لکھتے ہین (انشاء اللہ تعالیٰ سند دہانیدہ خواہد شد) اور بادشاہی دستخط ہوئے۔ (بادولت راہم مثل اعلیٰ حضرت پرورش او منظور است) یہ حالات مجھکو راجہ گوردھن لال کی یادداشت سے ملی ہین جسکی نقل برادر مکرم راے ٹیکیٹ راے مرحوم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

کہ چون بصارت جے سکھ رام رو بہ کمی آورد روزے چنان اتفاق افتاد کہ در دربار بوقت کورنش از ضرب ستونِ ایوان زخمے برپیشانی ایشان رسید حضرت بعد از استفسار احوال بصارت جانب پشت از کمرۂ تاریک نشاندند کہ دمے آنجا بیاسایند از اتفاق وقت ہمان روز سوال راے رتن چند باستدعاے جاگیر بنام خود بملاحظہ حضور گذشت برہمان سوال جاگیر راے رتن چند ونیز جاگیر بنام راے جے سکھ رام بدستخط فرمین شد وقت شب راے رتن چند حال دستخط جاگیر بامبارکباد گفتہ فرستادند از انجا دین دیال متصدی رفتند موجب

تحریر رائے صاحب گفتند که ما را گرفتن جاگیر منظور نیست
سند استمراری تعلقه میخواهم هر وز دیدم بموجب رائے رتن چند
متضمن انکار جاگیر و استدعاے سند تعلقه بملاحظه حضرت گذشت هیچ دستخط نه
شدند وقت برخاست دربار حضرت از مولوی سدن فرمودند که سبب انکار جاگیر
و استدعاے سند تعلقه از رائے جی سکھ رام دریافت نمایند حسب استفسار
رائے صاحب گفتند که استقلال جاگیر را اعتبار نمی شاید و در سند استمرار قول و
قرار خواهد شد قول و قرار جاوید نسلاً بعد نسلاً بکار خواهد آمد هنگام عرض کردن
مولوی سدن حضرت لب را به تبسم آشنا فرمودند و به شمس الدوله بهادر حکم
دادند که سند استمرار بنام هر کسے که گوید به دهند شمس الدوله سند استمرار مرتب
کرده بحضور گذرانیده حضرت از دست مبارک به رائے سکھ رام عنایت
نمودند ایشان عرض کردند که غلام از عنایت حضور بخوبی سرفراز شد مگر مردم
تمام خانه از ذکور و اناث باطلاع تفضلات و پرورش و غلام نوازی سند
دیگر مثل عنایات شاهجهان بادشاه تمنا میدارند حضرت فرمودند که شرح آن
سند عرض نمایند معروض داشتند که جد الاجد بر ما نند دیهات در سواد
متهرا معاف کنانیده استدعاے سندش بدین طور نمود که سند بر تخته مسی
آب زر تحریر گردد و بر پیشانی آن تخته تصویر حضرت بادشاه به حشمت و شوکت
مسطور و تصویر غلام پیش پایه تخت حضور و بر دست مبارک گوشه سند و مابقی

سند بدست غلام باشد و در ان تختۂ تصویر مرقوم شود کہ برائے پرورش او دیہات مذکور
یا توفیر نسلاً بعد نسلاً انعام فرمودیم چنانچہ آن سند برطبق بتبرک موجود بود در حالت طفلی
پدرم بسبب مالیت طلا کہ مثل آئینہ روشن بود از دست دزدان بغارت رفت چنانچہ
الحال خواہش ہر یکے این ست کہ ہمچنین سند مرحمت شود تا بقاے پرتش آنحضرت
کردہ باشند خندیدہ ارشاد فرمودند کہ طمانیت ہر یکے نمایند ہمچنین سند مرحمت
خواہد شد این وقت سند کاغذی موجود است بگیرند لیکن بسبب بیماری بلاے جے
سکھ رام و پس ازان بباعث ناسازی طبع حضور پرنور حصول این چنین سند در
تعویق ماند در عہد ناظم الدولہ بہادر استدعاے آن سند کہ ازان ماجرا ایشان
واقف بودند کردہ بودم دستخط فرمودند کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمچنان سند بانید
خواہد شد و حضرت جنت آرامگاہ محمد علیشاہ بباعث واقفکاری این احوال
بر وقت گذشتن عرضی بندہ برناصیہ آن دستخط فرمودند کہ ما بدولت را ہم
مثل اعلیٰ حضرت پرورش او منظور است ۔

مولوی یقین بخش و مولوی امام بخش سندیلی دونون بھائی آپ کے
استاد تھے آخر الذکر نے اپنی تواریخ مین اپنی ابتدائی حالات متعلق اپنے
لکھے ہین اسکی نقل حسب ذیل ہے ۔

درعین اشتداد مرض اخوان پناہی مولوی یقین بخش شاگردے از
قوم کالیستھ کہ لائحہ دولت از پیشانی او معائنہ داشت و لمعان سعادت

واقبال از جبین او پیدا بود باشکوه بخت بلندی وطلوع اختر ارجمندی ظاهر شده استدعاے
سبق نصاب الصبیان کرد از نام نامی آن مهر سپهر دولت واقبال استفسار فرمودند
که بنده را راے جے سکهه لال میگویند آنحضرت به توجه تمام سبق شروع کنانیده وشرح لفظ
از جاے طلبیده بکمال تحقیقات لفظ بلفظ سبق میدادند آن اقبال مند طالع بلند بروقت
که آفتاب جهانتاب از افق خاوری طلوع میکرد حاضر شده اوّل از همه سبق میخواند
الغرض در اندک زمانے کتاب مذکور را باتمام رسانید اخوان پناهی را چون مرض
به باشتداد رسید تا یک دو ماه بسبب تپ اسهال بے طاقت شدند آخر روز جمعه یک پاس
روز بر آمده بتاریخ پانزدهم صفر سال یکهزار و یکصد و هشتاد و دو هجری ازین خاکدان
فانی رو بعالم باقی نهادند انا لله وانا الیه راجعون وهمین سال نواب شجاع الدوله
حکم ضبطی معافیات اوده جاری فرمودند بعد ضبطی معاش مایان درآن وقت منحصر
بر موضع تیلی پا بود که قبله گاهی از عامل وقت بقبولیت خود گرفته بتصرف خود
داشتند قبله گاهی جهت تحصیل زر در موضع رفتند و بنده در کار عامل سوال و
جواب میکرد و مبلغ سرکار میرسانید چون در موضع مذکور آن قدر گنجایش نبود که
بعد ادائے زر سرکاری در خرج ضروری تمام سال وفا کند ناچار بوجوهات
قرض گذاران وقت می شد درین اثنا اکثرے از آشنایان که هم مکتب بوده‌اند درخواست نمودند
که سبق مایان از حین وفات حضرت مرحوم ومغفور در هرج است اگر شما را
فرصت مقتضی باشد بعضی از اوقات شبانه روزی صرف تعلیم نمودن ضروری

است تا این سلسله جاری ماند با وجود بیچمدانی استدعاے عزیزان قبول نمودم که بشرط فرصت هر گاه بنده به مکان خود باشد عزیزان اطلاع یافته تشریف ارند خاره جستیے که از صحبت عزیزان یافته ام دریغ نخواهم داشت بلکه آمدن همچو عزیزان استفاده خواست چنانچه عزیز گرامی منش شیخ غلام غوث امن زی فطانت طبع تمانت و ذکا داشت از جمله همسران سبقت نموده سبق طغرا شروع نمود و سعادت انتظامی از موصوف که نام دالالشیش که صدر کتاب مکتوب است نیز استدعا نموده هر چند بنده عذر کم فرصتی را می گفت بسمع قبولش نیامد از انجا که خاطر ایران مجموعه علم و هنر منظور بود و از حضور حضرت مرحوم حقوق صحبت هاے قدیم داشت خصوصاً اخوان بنا هی در باب آن سر آمد ارباب سعادت میفرمودند که این طفلک چیزے شدنی است و طالع بلند ظهور آمدنی است بالضرورت با وجود عدم فرصت وقت بگوش قبول اصغا نموده نسخه زلیخا جامی علیه الرحمه شروع نمود در حین اکتساب ا و چندین معانی بلند که در شنیدن کسے نیامده خود بخود بخاطر وقت مناظرش می آمد و در حین سبق نسخه گلستان و بوستان و دیگر کتب متداوله که در حین صغر سن خوانده بکمال تحقیق به ضبط آورده و شرفنامه نظامی گنجوی قدس سره شروع کرده در اثناے خواندن گویا دریاے معانی از طبع بلندا و موجزن می شد چون بسبب بعضی تعلقات دنیوی که برسر خود افتاده بود فرصت کم اتفاق می شد وقت معین نبود بنده مقرر داشت که از طلوع صبح تا یک پاش شب هر وقت که بنده را از کار ضروری

انفراغ دست خواهد داد بمکان شما حاضر شده از سبق فراغت خواهد کرد
شما را تکلیف نمودن و سبق ناخوانده باز آمدن بر طبع گوارا نیست القصه بنده همین
طور معمول داشت در حین سبق شرفنامه هر کتاب را خواه از نظم باشد خواه نثر
بست می گرفت در سه چهار روز از اول تا آخر بمطالعه در می آورد گاهے در حین
مطالعه بنده حاضر می شد و شبهات آنرا هر چه در دماغ ناقص بنده در می آمد
خاطر نشان میکرد هر چه در طبع وقادش میرسید مفهوم بنده می ساخت
در معدود الایام بر کتب نظم و نثر متداوله عبور نمود چنانچه نسخه مکاتبات علامی و منشآت
طغرا و سه نثر ظهوری در عرصه یک ماه بتکمیل رسیده و از قصائد عرفی و
انوری هر روز یک دو قصیده کلان بمطالعه در می آورد و حسن معانی آن بطور
استادان خاطر نشان ارباب هنر می ساخت و در مشق خطوط کمال پیدا
کرد و طبع بلند موزون و نیش بنظم طرازی و نثر نگاری ید بیضا می نمود چنانچه سائنه
این حال اکثر شائقان نظم و نثر آن یگانه دهر رجوع آورده فیض ها می ربودند و
هنوز به لعل لبش خط زمردین آمدن شروع نه شده که به جهت تکمیل فن متصدی
گری سیاق را یاد گرفت و در تمامی علوم و هنر یگانه آفاق گردید بعد چندے
جهت تقریب روزگار به لکهنو رسیده و اکنون از بیست و شش سال سرآمد متصدیان
نامدار و سر دفتر روزگار است از وقتی که بدربار حاضر شده بسبب طالع بلند و
بخت فیروزمند از روز اول باوج بهبودی صعود نموده می نماید و به منصب

والا [illegible] اصلیانی سرکار نواب عالی جناب [illegible] و مردم جوار و دیار اغیار
[illegible] ذات [illegible] الصفاتش بمطالب [illegible] و مقاصد [illegible] سند الهم زو مند و بحمدان
باو جود [illegible] ذات [illegible] آن [illegible] فتوت [illegible] تقویت کمال دارد که از امورات
[illegible] وقت [illegible] [illegible] کار کجاست این هم فارغ البالی بیمن وجود
آن [illegible] سعادت و اقبال [illegible] [illegible] زفرزندی بار از حین قبله گاری مرحوم که [illegible]
[illegible] آن سعادت [illegible] انقضا [illegible] از [illegible] از [illegible] و اکرده متمکات بر آورده
[illegible] آن هم [illegible] آن سعادت [illegible] و فا
[illegible] سعادت [illegible] داشته [illegible]
[illegible] شیخ [illegible]
[illegible] گروه [illegible] نزل [illegible] آن
[illegible] حاضر میشود حاجت که در پیش می آید آن کان
[illegible] امورات دنیوی را حاجت روائی میکند و اوقات
[illegible] اشتغال دارد الحق خداوند کار [illegible] که چون
[illegible] دولت رسانیده در صفت کار روائی حاجتمندان
کار [illegible] ذات [illegible] ساخته الحمد لله

[illegible] اگر لطف جهان آفرین | خاص کند بنده مصلحت عام را

چون صفات حمیده [illegible] چند سال بلند اقبال از حیطه احصار بیرون است [illegible]

قدر اکتفا نموده بدعای او پردازد (انتهی کلامه)

از کتاب گیان پرکاش که در سنه ۱۲ھ تصنیف شده

راے جی سنگھ راے عجب متصدی صاحب علم و بردبار مجمع خوبیهاے
بیشمار منبع [illegible] و ذکا مخزن [illegible] فراست و گنجینه معدن فیض و نکوئی کان خوبی و راست
گوئی [illegible] اعمال [illegible] اوصاف ندیده و نه شنیده دانائی و رسائی
کاردانی [illegible] هر چهار صوبه چنان هر یک ناخن انگشت خود در دهن
که دبیر فلک حیران و [illegible] مقال شیرین و گفتار رطب که مردمان
چو موران و مگسان پیرامون آن [illegible] دریاے عسل بمثل فراهم میشوند و خوبی
سخنهاے دلپذیرش که چون نسیم سحر غنچه دل آرزومندان را شگفته می سازد
و از دیدار چهره آن فیض گنجور گرسنگی گرسنگان دور میشود فیض بخشی و فیض
رسانی آنقدر دارد که شرح آن بی پایان دانسته قلم نوشتن عذر می آرد
مجملے این است که هر که به ملازمت رسیده زود کامیاب مراد گردید و بر هر که نظر شفقت
فرمود خواه مخواه فیضیاب مقصد شد باشخصے تسمیکه سخن گفت همان قسم بظهور آورد
هرگز سهو و لغو نکرد فضول گوئی که درین وقت رویه دربار است در ذات والاے
موصوف ممکن نیست در داد و دهش از حاصلات مراتب خویش از راجه [illegible]

و ما او این دیگر زیاده تخیر و غربا پرور و مغز ممتاز و روبروے راجه نزاند بهادر در همه کار در خورد و در پرداخت برادران از دیگر صاحبان منزلت بالا تر و همچنان دوازده برادر یکسان به نظر میدارد غرض اوصاف حمیده مختصر همین است که فوقیت از نامدار ماضی و حال دارد و یقین است که صاحبان استقبال سبقت بر دوباوج مراتب بلند زیاده ازین رسد مزاج به دواج بحق پرستی و درد مندی که نمونه رستگاری است بسیار مالوف و باز کار حکایات معرفت الٰهی و سخن ہاے عرفان نا متناہی مصروف حق سبحانه تعالی این چنین والا تبار بلند اختر و رفیق پرور سراپا دانش و بینش را باین خوارق ہاے نیک در ظل عنایت خود سلامت داشته محفوظ و محظوظ بار و در جهان داراد و رفع حاجت مستندان از دست آن عالیقدر گرداناد۔

الٰهی در جهان دار بی اقبال جوان بخت و جوان دولت جوان سال

از کتاب سلطان الحکایات مصنف منشی لالجی اخبار نویس ریزیڈنسی لکھنؤ قلمی صفحہ ۱۸۷

سر فراز الدوله حسن رضا خان مهاراجه تکیت راے بعد چندے بید خل شد و راے جے سکھ راے بعهده دیوانی ترقی گرفته مرجع انام شد و راے رتن چند قوم کایستهه ساکن مراد آبادی که ملازم قدیم حضور بود بخدمت

وقایع نگاری نیز از گذشته احکام مرشدہ زبان مبارک را انصرام دادن گرفت

از کتاب مراۃ الاحوال کہ تصنیف اہل ایران است این چند

سطور از صفحہ ۳۷۰ نوشتہ میشوند

نواب مستطاب فلک جناب یمین الدولہ سعادت علی خان بہادر مبارزجنگ

دام اقبالہ

کہ در ہر باب نقطۂ مقابل مرحوم آصف الدولہ وزیر علی خان بود داخل شہر لکھنو شد در روز سیوم ماہ شعبان از سنہ فوت آصف الدولہ بہادر کہ در ۱۲۱۲ھ بود بافر فرزندی وشکوہ سلیمانی بر مسند فرمانفرمائی و سریر جہانبانی قرار و متمکن گردید و بزبان حال فرمود **بیت**

نوبت بمن انتہا دبگویند بدوران کہ آرائشے از تو بدہ مسند جم را

واخوند محمد شوشتری تخلص بخطا سابق الذکر این رباعی را در تاریخ جلوس گفت

رباعی

سررشتہ مملکت بہم می پیچید ز صبح سعادتے مدد می طلبید

حق تاج اہل از سر نااہل برداشت در روز جلوس حق بحقدار رسید

پس نواب کامیاب نظر اقتضاے وقت بعد از تمکن بر ریاست موروثی
حسن رضا خان و سائر اعیان و ارکان را خلعت داده فقیر از فرمودیس
گورنر شور بهادر بخدمت وزیر خسرو عرض نمود که جناب عالی تازه بعین مملکت تشریف
آورده اند چنانکه باید بر حقیقت امور واقف نیستند و معین شدن کارفرمائی بجهت
تمشیت کارخانه ضرور است این مردم به کسے اعتماد دارند و کسے را می شناسند
وزیر بطرف حسن رضا خان جمعی که ایستاده بودند ملاحظه فرموده در دل تامل کرد که اگر
تفضل حسین خان را گویم او کشمیری است و معدن مکر و حیله بهت حسن رضا خان
ابله است بیچاره او سهل بهت اشاره باو کرده فرمود که مرزا را می شناسم پدر
من و برادر من از او راضی بودند من نیز از او راضی هستم گورنر گفت که میرزا نیابت
بشما مبارکباد آن بیچاره ابله تسلیمات و آداب بجا آورد و دیرا چون آصف الدوله
خیال کرده سحر رشد وزیر روشن ضمیر خود بتدبیر امورات ریاست کوشید
و مهدی علیخان فوجدار [illegible] وغیره و اصلباقی را که واقف بر
تمام معاملات ملکی و مالی بودند مورد عنایات فرمود کماحقه احوال را از آنها دریافت
میفرمود و رتن چند هندو را که دیوان سرکار اوست از بنارس بخدمتگزاری
سرافراز بود متوجه امور نمود و احدے را دخیل و مسلط بر ملک گردانید
اب مین اسقدر آخر مین اور لکھنا چاہتا ہون که بعد عهد راے حسن رضا صاحب موصوف کے انتظام کیا صورت تھی چنانچه مختصر حالات بھی لکھتا ہون که راے صاحب موصوف کی کوئی اولاد نه تھی ہمیشه اپنی بھائیون پر مہربان اور قدردان رہتے تھے

چنانچہ اپنے منجھلے بھائی راجہ گوردھن لال کے نام علاقہ کی سند کرائی اور نیز فرزنان نانکار نقدی اور معافی دیہات کی سندین بھی اونہین کے نام ترتب کرائین لیکن انتظام تمام ریاست کا چودھری اصلح اللہ سندیلی کے متعلق تھا جو چودھری موسیٰ رضا کے جدّ اعلیٰ تھے ایک تحریر انکی جو انھون نے بروقت برخاستگی راجہ صاحب کے حضور مین پیش کی تھی فقر ریاست مین موجود ہے جس سے اُسوقت کے بہت سے حالات معلوم ہوتے ہین۔ دویم شان عبارت فارسی کچھ اور ہی شان دکھلا رہی ہے۔

نقل خط چودھری اصلح اللہ

برزمدعی چہ کشی بے سبب ما | گر میکشی بکش بہ گناہ دگر مرا

نیرنگی روزگار طرفہ نیرنگ ہا دارد کہ افتاد ہاے نیرنگ سازان نوبت از کجا تابہ کجا رسانید سزا وجزا درخور نیست است حوالہ منتقم حقیقی کردہ ام عزت و حرمت خود بسبب توجہات سامی بود بنا توجہی رفت جاے شکایت نیست مگر حرف و حکایت نازیبا کہ بزبان می آید بصاحب زیب نمی دہد کار و بار دیہات از خود تعلق نیست ہرچند بدذاتان نو عدیگر ظاہر میسازند خدا امیداند کمال خوشی خاطر دارم پس الحال ہر روزہ کہ تقریب و تہمت میشود حیرانم کہ این راچہ تدبیر سازم حیف است کہ من بیگانہ و بدخواہ

شدم واینها یگانه وددولتخواه شبہاکہ جبین نیاز بسجود بارگاہ حقیقی سودہ ام وعہد کردہ ام کہ در دنیا بجز مطلب دارم کہ سرسبزی وسلامتی صاحب باشد الحمد اللہ کہ کار دینا حسب دلخواہ شد اللّٰہم زد دیگر درین روزہا برمن انچہ گذشت ومیگذرد ور تمام عمر بحالت احتیاج برخود این قدر اذیت نہ گذشتہ بود از تمام خوش حوصلگی دینا دل سرد شد اگر جان از دست قرض خواہان بجاماند غنیمت می انگارم مختصراً گذارش حالات کردہ اگر قدرے ترحم باقی است تفضلات فرمایند والا صاف ارشاد شود کہ کلی دل از دینا بر داشتہ بتلاش عقبیٰ پر وازم اگر خدا توفیق بخشد۔

اوّل از دست قرض خواہان نجات دہند کہ کارد بر استخوان رسیدہ است۔

دوم اگر یک حویلی تجویز کردہ دہند تاکہ مردم خانہ راطلب دارم کہ نام رفتن سندیلہ بر زبان نیارم کہ در رنجش صاحب بود باش سندیلہ کجاست داز وکالت چودھری صاحب قبلہ مدظلہ کنارہ کردہ ام۔

سیوم۔ اگر درحق نیازمند کسی چیزے اظہار سازد اول تحقیقات فرمودہ بعدہ بہ تنہائی مراطلبیدہ ارشاد سازند درصورت صدق مستوجب عقوبت ام بر تقدیر کہ اثبات کذب شود یک مرتبہ دروغ گوار اسزا شود کہ باز حوصلہ نازد۔

چهارم از اخراجات بنده که خفگی بمزاج گذشته وبیش این آن حرف
و حکایت چند درچند برزبان آمد این همه بداعیه حقوق بوده است حالا که
به شمار عوام آمدم هرچه مرضی باشد بجا آورم برسوم یک عامل قناعت
دارم اگر فضولی نباشد

پنجم ابتداے حصول ملاقات در سوخ بندگی خود بسفارش احدے
نبوده است و طمع دینا هم مطمع نظر نداشت جان و دل نثار فرق
اخلاص بود چون بفضل ایزدی مالک الملک شدند من هم بقدر حوصله
پرداختم لاکن همان تهیدستم که بودم هنوز تمنا باقی ست الحال اگر خدانخواسته
موافق اظهار بد ذاتان که در سندیله وغیره جا ها شهرت داده اند بمزاج
گرانبارم چون سواے صاحب تلاش دینا منظور نیست بعد مخلصی از
قرض خواهان این قدر میخواهم که بقدر خرچ دو سه ماه امداد شود و
بخوشی خاطر اجازت دهند که بطرفے که قصد دارم بروم و باز بقیه عمر
نه اراده تکلیف دادن صاحب دارم نه قصد وطن ؎

میروم زین شهر وبا خود در دیارے میبرم　　ازدیارے در دیارے در دیارے میبرم

رائے صاحب موصوف کو مذاق سخن بھی بہت تھا عمدہ کتب خانہ
آپ نے جمع کیا تھا چونکہ وہ زمانہ سلطنت دہلی کی بربادی کا تھا بہت سی کتابین
وہان سے بصرف زرکثیر حاصل کین اکثر اسوقت کی کتابین اب بھی میرے

کتب خانہ مین موجود ہین جو نایاب زمانہ ہین آپ شاعر بھی تھے ایک شعر
آپ کا داخل کتاب ہذا کرتا ہون ؎

کدامی نازنین پیکر زمصر ناز مے آید کہ یوسف در رہش از دیدہ فرش انداز می آید

ایک اور حال قابل ذکر ہے کہ ایام شباب مین آپ نے قبل اپنے
عروج کے شاہ اندارائن سے جن کا مزار سیتلا دیبی کے قریب ہے اپنے لئے
عمدہ دعا حاصل کی تھی آپ ہمیشہ شاہ صاحب کی خدمت مین جاتے تھے
آخر ایک روز حالت بیخودی اور جوش مین شاہ صاحب نے فرمایا کہ عنقریب
تمھارا نیر اقبال طلوع ہونے چاہتا ہے اور بڑے اعلے مدارج پر ترقی حاصل کروگے
چنانچہ ویسا ہی ہوا

ذکر راجہ گوردھن لال صاحب

بعد انقضاے ایام ماتم رائیصاحب راجہ گوردھن لال دربار مین حاضر ہوے
بندگان عالی نے براہ شفقت خسروانہ خلعت ماتمی سے آپکو سرفراز فرمایا
اور ۱۲۲۶ھ مطابق ۱۸۱۱ء مین آپ کو چکلہ داری سندیلہ وملیح آباد پر سرفرازی
بخشی جو ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۹ء تک بعنایت الٰہی بشاملات نظامت خیرآباد
آپ کے نام رہی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء مین جسوقت بندگان عالی نواب
غازی الدین بہادر نے لقب بادشاہی بمنظوری گورنمنٹ انگلشیہ حاصل فرمایا اور
مسند وزارت سے اٹھکر تخت سلطنت بادشاہی پر جلوہ افروز اور بخطاب

شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ مخاطب ہوے اوسوقت جشن عظیم الشان بصرف کڑورہا روپیہ منعقد ہوا ارکان سلطنت بندگان مقرب خلعت وخطابات سے سرفراز ہوے اُسوقت حضرت بادشاہ نے گوردھن لال کو بہ عطاے خلعت وخطاب راجگی موروثی معزز وممتاز فرمایا ۱۲۳۳ہجری مطابق ۱۸۱۸ء مین آپکو عطاے نظامت خیرآباد سے مفتخر فرمایا اور پھر دوبارہ ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء مین آپکو نظامت خیرآباد سے افتخار بخشا ابوالنصر قطب الدین سلیمان جاہ نصیرالدین حیدر بادشاہ نے بعطاے خلعت بائیس پارچہ معزز فرمایا - اِس مرتبہ نہایت اعزازی خلعت آپکو مرحمت ہوا یعنی جسقدر سواری پالکی ونالکی وفیل واسپ بادشاہی در دولت پر لگی تھین وہ سب بشمول دیگر چیزون مثل سپر وشمشیر ومالاے مروارید وغیرہ کے مرحمت ہوئین اسکے بعد خلعت نظامت دارالسلطنت لکھنؤ بھی آپ کو ملا اب یہ کل رقبہ چکلہ داریون اور نظامتہاے سندیلہ وملیح آباد ولکھنو وخیرآباد وغیرہ کا ملکر ایک بڑا حصہ ملک کا ہوگیا جو ترین ملک نیپال کے نیچے سے شروع ہوکر دکھن مین گنگا کے کنارے تک پہونچ گیا اور مغرب مین ملک روہیلکھنڈ سے قائم کرکے مشرق مین حدود ملک اودھ کو بمقابلہ اضلاع ملک آئین ختم کردیا ایک مورخ ان نام آورون کے حالات لکھتے ہوے یہ بھی لکھتا ہے -

جب گھر آنے کے ارا کین چلا کرتے تھے   بارہ نقارہ سواری مین بجا کرتے تھے

جس سے اسکی مراد نہ صرف شوکت سواری اور جلوس سے ہے بلکہ وسعت دائرہ
حکومت کی ایک خوبصورت تصویر کھنچ گئی ہے - گزیٹر ضلع ہردوئی مین اس
طرح تحریر ہے سیوک رام کے چار فرزند تھے رام دھن گوردھن پرم دھن
نارا ین دھن - اس مین سے گوردھن لال مالک ریاست ہوے غازی الدین حیدر
کی فتح نصیبی کے وقت انکو موروثی راجہ کا خطاب ملا یہ اور پرم دھن
دونون ملیح آباد کے عامل تھے کیونکہ انھون نے ۱۸۲۷ء مین اس پرگنہ
کا پٹہ فقیر محمد خان کو دیا جو تعلقدار سُہلامئو اور کسمنڈی خورد و بزرگ کے
تھے ایک موقع پر انھون نے راجہ صورت سنگھ رام نگر ضلع بارہ بنکی کی
ضمانت کی تھی اور بسبب عدم ادا ے زر ضمانت قلعہ چہیدا مین راجہ کا
محاصرہ کیا - گزیٹر صوبہ اودھ جلد اوّل مطبوعہ ۱۸۷۷ء کے صفحہ ۲۸۶
مین یہ واقعہ اس طور پر درج ہے آخر عہد نواب سعادتعلیخان مین
باقی کثیر ذمہ صورت سنگھ رام نگر ضلع بارہ بنکی پر رہ گئی جسکے سبب سے
وہ مقید ہوے اوسوقت راجہ گوردھن لال آے استدعاے ضمانت کی
جو راجہ دہپت راے کے بزرگ تھے - بعد ضمانت وہ روپیہ نہ ادا
کر سکے گوردھن داس نے قلعہ چہیدا مین محاصرہ کیا اوسیوقت وہ مر گئے
جس سے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ روپیہ نہ ادا کرنے کے سبب سے
مر گئے علاقہ کا ایک پرگنہ چورون اور اُٹھائی گیرون کا ابتک گھر

کہا جاتا ہے ان اہم معاملات کے سر کرنے اور انتظامات ملکی و مالی پر کامیاب ہونے کے واسطے خاندان مین مشورہ ہوکر راجہ گوردھن لال پر حکومت سرداری جز و کل مقرر ہوئی اُنکے بھائی راجہ پرم دھن نے حاضری دربار شاہی کا اہم کام اپنی ذمہ داری پر لیا ۔ راجہ نارائن دھن کے سپرد انتظام نظامتون کا باختیار کلی کیا گیا اندرونی چکلون پر ماتحت ممبران خانگی مقرر ہوے انکو اختیارات کاملہ دیدیے گئے بڑے بڑے مدبر با فرہنگ نیابت اور اعلی عہدون پر مقرر ہوے ہر مقام پر باقاعدہ سوار اور پیادے کی فوجین اور توپخانہ تعنیات کیے گئے ۔ یہ سلسلہ بارہ سال تک بلا فصل ایک مرتبہ رہا اس دوران مین بہت مقامات پر معرکہ ہاے جنگ اور سخت مقابلہ راجاؤن سے پیش آئے اور ہر موقع پر فتحین نصیب ہوئین جسکے جلدو مین بڑے بڑے اعزاز شاہی عطا کئے گئے اور یہ لوگ قوت بازوے مملکت سلطنت کے کامون مین قرار پاے ان کا تفصیلی ذکر اگرچہ خالی از دلچسپی نہین ہی مگر انکے واسطے اس موقع پر گنجائش نہ پاکر ناظرین کو ایک مجملی نظر ڈالنے کے واسطے کچھ کاغذات کی نقلین جسمین حسابات افواج متعینہ اور بڑے راجاؤن اور سربرآوردہ مالکان آراضی کے خطوط اور فرامین شاہی اور عرائض نا ئبان ریاست اور اکثر صیغہ جات انتظامیہ کی یادداشتین اور مصارف نظامت کے حسابات اور پرچہ اخبارات ملکی اور نرخنامہ اجناس داخل کتاب کرتا ہون جس سے

اس امر کا خیال قائم ہو سکتا ہے کہ کسقدر افواج سرکاری وچکلہ داری زیر حکومت اس خاندان کے تھی اور اس کا اثر ملک پر کیا پیدا ہوا اور راجگان اور بڑے بڑے زمینداران نے کہانتک بغاوتین چھوڑ کر خط عجز لکھدیا اور اطاعت اختیار کر لی فرامین شاہی کیا اختیار اور اقتدار دکھلاتے ہین نائبان ریاست ذاتی اور علاقہ حکومت سرکاری کون کون تھے اور کیا انکا درجہ تھا انتظام ملک کس اصول یا قاعدہ پر ہوتا تھا۔ مصارف انتظامی کس تعداد کے تھے بادشاہ کو وقفیت حالات ملکی کا کیا ذریعہ تھا۔ نرخ اجناس خوردنی کی کیا حالت تھی۔ اب مین تعیناتی فوج کے حالات شروع کرتا ہون اور صرف چکلہ سندیلہ اور ملیح آباد کو بطور نمونہ دکھلاتا ہون اسمین دو ہزار ایکسو اڑتیس سوار اور پیادہ (مع عملہ توپ خانہ) تعینات تھے اور ایک لاکھ چونسٹھ ہزار چار سو اکتالیس چھ آنہ سالانہ تنخواہ انکی تھی اور اسکے اندر تفصیل خاص فوج شاہی ملازم بندگان اقدس اعلی وعملہ کچہری بخشی گری و مردم فوج نظامت و شاگرد پیشہ کی حسب ذیل ہے

مردم فوج ملازم جناب اقدس اعلی دام سلطنتہ

السماعندہ ۱۹۲۰ نفر

جماعہ لکھہ

تکمہ مردم سپاہ تعیناتی محالات سندیلہ و ملیح آباد وغیرہ بابتہ سال تمام ۱۲۳۳ف ملاقہ نواب صاحب دام اقبالہ۔

[illegible] نفر — [illegible] تکمہ

سوار [illegible] — پیادے [illegible]

میر رجب علی وغیرہ سواران — مرزا حیدر علی بیگ وغیرہ سواران — پلٹن سکھ سلطان سنگھ [illegible]

پلٹن میر ہدایت علی — رسالہ سید علی اکبر — رسالہ محمد الدولہ بہادر
[illegible] — [illegible] — [illegible]

رسالہ فقیر محمد خان بہادر — رسالہ باکمال لطف علی سالار — پلٹن سلامت خان — پلٹن ماکھن سنگھ
[illegible] — [illegible] — [illegible] — [illegible]

رسالہ سید لطف علی — شیخ غلام حسین وغیرہ — گور بخش وغیرہ سائیسان و
[illegible] — [illegible] — کاہ سا بتسان عملہ اصطبل

میر عباس علی حیدر علی — جودھا سنگھ سوار رسالہ — [illegible]

رسالہ فقیر محمد خان بہادر — عبد الباقی خان
[illegible] — [illegible]

فضل علی بیگ رسالہ — میر سعادت علی

مصطفی خان　　امباری

[illegible]　　[illegible]

علی حمزہ وغیرہ سواران

رسالہ مصطفی خان

[illegible]

عملہ توپخانہ اہتمام انتظام الدولہ مظفر علیخان بہادر　　عملہ کچہری بخشی گیری

[illegible]　　[illegible]　　[illegible]

عملہ توپخانہ کلان　　عملہ توپخانہ میر حسین علی وغیرہ　　متصدی کچہری بخشی گیری　　متصدی کچہری باغ

[illegible]　　[illegible]　　[illegible]　　[illegible]

مردم فوج نظامت معہ ساکن دیہہ وغیرہ

رام سنگھ وغیرہ صوبہ دار کوس نظامت　　خاص بردار ان وساکن دیہہ وغیرہ

[illegible] نفر [illegible]　　[illegible]　　[illegible]

اسی طرح دیگر نظامتون اور چکلہ داریون مین تعیناتی فوج کی تھی اور بروقت ضرورت فوج پیادہ و سوار حسب درخواست سرکار شاہی سے تعینات ہو جاتی تھی اور ذاتی فوج علحدہ تھی۔ ایک ذکر اور قابل تحریر ہے کہ اس

اخاندان کی اس قدر وقعت اور عزت گورنمنٹ شاہی مین تھی کہ جسکو جاگیر دیدی یا جسکو خطاب دے دیا فوراً گورنمنٹ نے منظور فرمالیا چنانچہ ایک قصہ مختصراً اس موقع پر لکھتا ہون۔

کہ مردن سنگھ تعلقدار بہرا دن کے بندگ مہاراجہ نارائن دھن کے دربار مین مثل دیگر تعلقداران حاضر رہتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ دربار مین وہ سامنے آئے۔ راجہ نارائن دھن عرف راجہ مہین لال صاحب نے فرمایا کہ (آؤ راجہ) اسوقت مردن سنگھ نے عرض کیا کہ اب آپ کو اسکا خیال رکھنا چاہئے جو یہ لفظ زبان سے آپکی نکلی ہی۔ راجہ صاحب نے فرمایا کہ آپ راجہ ہو گئے خاطر جمع رکھئے۔ پھر اُسکی منظوری گورنمنٹ شاہی سے آپ نے کرادی اب وہ خطاب گورنمنٹ انگلیشیہ سے بھی انکے یہان موروثی ہوگیا۔

کتاب مینول ٹائٹل آف اودھ کے صفحہ (۳۶) مین یون ذکر کیا گیا ہی کہ راجہ حال کے والد کسیوقت مین چکلہ دار مہین لال کے دربار مین بمقام سندیلہ حاضر رہا کرتے تھے چکلہ دار نے نہایت خوشی سے اُنکو ان الفاظ سے پکارا (آؤ راجہ) اُسی روز سے تعلقدار نے یہ خطاب اختیار کر لیا۔ اور اسی طرح تاریخ آفتاب اودھ مین محمد تقی ابن میرزا خان مصنف کتاب مذکور نے بایں عبارت یہ مضمون لکھا ہے۔ کہ ایک دلچسپ قصہ مشہور ہے کہ راجہ رندھیر سنگھ کے

دادا ایک وقت چکلہ دار ہیرن لال کے پاس بیٹھے تھے۔ چکلہ دار نے ان سے مخاطب ہوکر دلگی مین کہا کہ راجہ صاحب یہان آ گئے اُسی دن سے یہ راجہ مشہور ہوگئے۔

اب یہان سے چند نقول عرائض راجگان و تعلقداران اودھ و نائبان ریاست و تحصیلداران کی بطور نمونہ از خروارے درج کتاب ہذا کیجاتی ہین جو بحالت نظامت ہمارے اجداد نامدار کے نام موصول ہوئین جو اتباب دفتر ریاست مین بجنسہ محفوظ ہین تاکہ ان سے حالات انتظامیہ اوس زمانہ کے منکشف بخاطر شائقین و ناظرین ہون۔

نقل عرضی راجہ منور علیخان

راجہ نانپارہ

جناب مہاراجہ صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

بعرض میرساند

پروانہ کرامت نشانہ درباب تاکیدات زر باقیات عز ورود فرمودہ سرفراز ساخت خداوند نعمت دام اقبالہ ہر قدر کہ جائداد در علاقہ بود تحصیل کردہ نزد شیخ مبارک علی صاحب داخل کردہ آنچہ زر سرکاری باقی ماندہ است برائے بیباقی آن یک لحظہ غفلت ندارم شب روز در ہمین فکر مصروف از

قرض و وام از خانه مهاجنان پله بند ساخته داخل ...سازند ...

سرکاری تا دام بیباق خواهم ساخت درین صورت بهتری خود

میدانم وتیره فدوی همیشه حاضرباشی و ادای ...سرکار مانده است از

باعث ارزانی غله وغیره البته تساهل در ادایافت و سود و بهبود فدوی نقد

در ذیل تفضلات معلی الحال تعاقب دادی صاحبه مرحومه است الک

خاوند فدوی بجز آنجناب دیگر کسی نیست بهر صورت از نظر خیاط ...

صورت گذاره فدوی تواند شد گاهی از فدوی در ادا ...حاضرباشی

وادای زر سرکار فرق نظهور نخواهد آمد شیخ مبارک علی صاحب ...

زر باقیات دستک فراوان کرده از بس تنگ ساخته اند درین صورت ...

پناه از خداوندی سرکار است واجب ...

الهی دائما آفتاب دولت اقبال تابان ودرخشان باد

مهر منور علیخان ...

نقل عرضی مسماة بی بی فرحت النساء بیوه
تعلقدار محمود آباد

راجه صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقباله

بعز عرض	میر ...

پروانه کرامت نشانه بنام مولوی ضامن علی صاحب نائب ناظر مبلغ یکصد و هشتاد

دهیار آنه از موضع برد ها متعلقه لهوره به دلجیت سنگه و رود مفاخرت فرموده معزز و مباهات ساخته ارقام فیض ارتسام بود که دلجیت سنگه زمیندار موضع برد ها است و این مبلغ در وجه نانکار باو مقرر اند خداوند نعمت سلامت نامبرده زمیندار موضع مذکور نیست مبلغ مسطور از سلف تا ایندم از خاندان حقیر گاهی نیافته اظهار زمینداری نامبرده محض نمود خود نمائی است خداوند نعمت روشن ضمیر و منصف و مالک خاوند اند بنابر اطلاع بعرض رسانید.

الٰهی آفتاب دولت و اقبال از مطلع حشمت و اجلال تابان و درخشان باد

دستخط زوجه صاحب زادگی خان زمیندار تعلقه ارحمو آباد

نقل عرضی راو شیودر سنگه مالپوره

جناب راجه صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقباله

مراتب تسلیم

عقیدتمندی بجا آورده معروض والا میسازد. پروانه کرامت نشانه درباب استمالت فدوی و بدستور بحال داشتن بهیانگری خان صاحب خداوند عبدالباقی خان صاحب رود اعزاز صدور فرموده سرفراز و سربلند ساخت خداوندا این عقیدت طراز هرگونه توقع پرورش آنجناب از قدیم مد نظر عنایات و خور پرداخت مانده بر طبق احکام والا جواهر لال وکیل معه یک خط حاضر خدمت میشوند حالات مفصل بعرض خواهند داشت امیدوار فضل و کرم که نوشته

سرکاری اسمی خان صاحب ممدوح مشعر بہیانگری تا بعمل سرکار شرف صدور یابد کہ درآنجا فرستادہ نویسانیدہ آید فدوی را از متوسلان جناب مبارک تصور فرمودہ عنایات بندہ نوازی مبذول باشد واجب بود بعرض رسانیدہ

الٰہی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان باد

نقل عرضی راجہ کھیری گڈھ

جناب فیض مآب راجہ صاحب خداوند نعمت فیاض عالم دام اقبالہٗ

دیروز کہ اجازت رخصت فدوی برائے رفتن سمت لکھنؤ از زبان مبارک شدہ میرسانند امید دارد کہ جناب والا مع متعلقان پروانگی سمت لکھنؤ در امت خداوندی و پرورش درآن متصور و صورت مخلصی بندہ کہ بظہور آمدہ فقط بتعین تفضلات بے نہایات آن جناب است و بعوض حسنین خداوندی طوریکہ خدمت گذاری نماید روا است مشکوری احسان آنجناب تا زیست خواہد ماند زیادہ حد ادب

الٰہی آفتاب دولت تابان و درخشان باد

عرضی راجہ رائے سنگھ متولی

راجہ صاحب قبلہ خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

بجناب معلی بعرض میرساند
پروانہ کرامت نشانہ درباب دست برداشتن از علاقہ در شروع سال ۲۹ سنہ ۱۲ فصلی

و اظهار ناراضامندی بودن رعایا باعث تعدی و سخت گیری و ماندن تحصیل خام علاقه
عامل سرکار بندر صدور و عزوه و دفتر بود معروض و سر بلند ساخت خداوند
من صورت تحصیل نوشتن خوانده علاقه سال گذشته برین گونه دارد که چند دهیات
فیصله طلب تا هنوز افتاده است بجز از روپیه از روی واصلباقی پیوسته
واجب التحصیل بازایسته فدوی بامیدواری تدارک و توجهات سرکار دست
کشیده در خانه نشسته مانده نوعی در دانست خود هیچ تعدی و سخت گیری
بحال رعایا ضیا آورده در تحصیل سال حال هم از کسی نه نموده است و در
بجا آوری احکام سرکاری سود و بهبود خود تصور می نماید سوای از اطاعت
و فرمان برداری خداوندان پا از جاده عبودیت بیرون نخواهم نهاد
واجب بود بعرض رسانید۔

الٰہی آفتاب دولت و اقبال تابان درخشان باد

نقل عرضی راجه خوشحال سنگه زمیندار و مالگذار کوٹھار

خداوند نعمت فیاض زمان دام اقباله

بعرض بندگان عالی متعالی میرساند
دیروز فدوی از حضور رخص گشته بوقت دوپهر در کوٹھار رسیده دو کس
از مردمان خود نزد ٹھاکر رتن سنگھ فرستاده آدمان مذکور مفصل حال ظاهر
کردند ٹھاکر مذکور بجواب آن عذر این معنی آورده که بدون علاقه

گذاره خود نیست چراکه مکان ریاست خود است و مخالفان بلا وقوع قصور
بحضور بر آمدن گوش گزار کرده اند و مردمان بنده در علاقه موجود اند و مردمان
سرکار بنابر تحصیل در آنجا خواهند بود۔ اکثر از مردمان این تابعدار با مردمان سرکار
چیزے قضایا بظهور آمد یا نه آمد آن زمان مخالفان زیاده تر متمقر را متهم قصور خواهند ساخت
علاوه کسانیکه در ۱۲۲۸ف معامله علاقه خودها انفصال نمودند و مبلغ بقایا ذمه
خود و بذمه دیگران داشتند بر آن اشخاص مهربان شده و متمقر که زر مالگذاری
علاقه خود در سنه مذکور بیباق نموده مستوجب خفگی گردید موجب آن بجز کم طالعی خود
چه تصور دیده شود اگر حضور بر ملاحظه جائداد علاقه دادن منظور نمی فرمایند پس ماندن
متمقر در علاقه هیچ منفعت ندارد بعدهٔ فدوی باز معرفت مردمان خود فهمانیده
که معامله شما بموجب بربست پرگنه خواهد شد آخر الامر بهزار تکرار و قیل و قال
بسیار گفت که طوریکه معامله علاقه لاهرپور و بمتور انفصال یابد مطابق آن فیصله
علاقه من شود و در سال گذشته عبد الباقی خان درا و فقیر بخش بهیانگری یعنی
دستگیری شده بودند از سرکار بادشان ارشاد شود که معرفت شان در
علاقه خود آباد شده مدام بخیر خواهی و فرمان برداری سرکار حاضر باشم و آنکه
از حضور حکم شد که هر قدر مدد معاش به عهد منتظم الدوله مهدی علیخان بهادر
سنه ۱۲۲۷ف مقرر بود همان قدر امسال هم بگیرند بر ین کاهم ٹھاکر مذکور
گفت که هر قدر مدد معاش از سرکار فیض آثار آنجناب در ۱۲۲۸ف عنایت

شده است آرزا گزاشتن نمی توانم باین سبب حکمے که از حضور شده به
بجا آوری آن حاضر نه شدم حالا هم سب بر تابعداری حاضرام بدین طور
برائے کاریکه بدیگران حکم شود و آن کسان بتعمیل آن نه پردارند همان وقت
بنده کار فرموده سرکار رابجا آورد و اگر عذر سازم از بالکل مد معاش
عنایات سرکار دست بردار شوم بنده معه مردمان ورفقایان خود از آنجا
کناره کش بوده آمده است باقی همه مردمان خانه در علاقه آباد هستند و
از قدیم دستور است که از تابعداران خطا هم شد خاوندان مالک
بر رعایا عطا فرموده آمده اند و دامن دولت سرکار کشاده است
نظر تفضلات خاوندانه بر حال این تابعدار مبذول و مرعی خواهند فرمود
خداوندا در مقدمه مدد معاش هرچند که فهمانیده شد همین جواب داد که از
کمی رقم مذکور که در ۱۲۲۳ف عنایت شده است گذاره منتقر معه وابستگان
نخواهد بود اقبال نه ساخت قسمیکه ٹهاکر رتن سنگه در جواب معرفت
مردمان به فدوی گفته فرستاد مفصلاً به گذارش حضور پرداخته لهذا التماس
میدارم که از راه عنایات خداوندانه معروضه ٹهاکر مذکور پذیرا فرموده
به راؤ فقیر بخش و عبدالباقی خانصاحب سنا بر بهیانگری ٹهاکر مذکور
اجازت گردد که فدوی حاضر بحضور شده نامبرده را از یمن قدوم میمنت
لزوم اندازه و آنچه که بهبودی بحق ٹهاکر مذکور خواهد بود عین خاوندی باین فدوی

مبذول خواہند فرمود واجب بود بعرض رسانید
الٰہی آفتاب دولت و اقبال و ابہت و اجلال تابان درخشان باد
فدوی خوشحال سنگھ زمیندار مالگذار پرگنہ کوٹھار

(عرضی رتن سنگھ تعلقدار کیٹر)

جناب راجہ صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

بعز عرض میرساند

خداوندا حال ٹھاکر نرند سنگھ این است کہ مبلغ پنجاہ ہزار روپیہ لغایت آخر اساڑھ سنہ الیہ تنخواہ سپاہ خود برآوردہ اند بدریافت این معنی چشم و گوش این فدوی واشد و حتی المقدر خود ہر چند فہمائش ساختہ لیکن ہیچ یک خیال شان نہ گذشتہ درین معنی انچہ حکم حضور شرف صدور یابد مطابق آن بجا آوردہ روبکاری ہذا درپیش سازد و در بہنٹ ہاے علاقہ ٹھکرائن بسبب عدم برداشتہ شدن جائداد مقدمان تاخیر بمیان آمدہ حالا سلسلہ جاری است باقبال خاوندان عنقریب فراغت میسازد و چون حال علاقہ ہنی نگر بر ضمیر انور بخوبی واضح و لائح کہ اول جمیع سال حال ازبس سنگین شدہ ثانی ارزانی غلہ و ماسواے آن تاہنوز کہ ہنگام چین و تردد است نزول لان شدید برکہ و مہ جاری درین صورت آبادی علاقہ و چین تردد آیندہ

به چه سان تصور یده آید چون فدوی را بجز اطاعت و انقیاد خداوند الا
نوعے منظور و ملحوظ نیست حالا بدون برداشتن اندک باقی بہیچ گذاره
فدوی ممکن نه لهذا معروض میدارد که خاوندی فرموده تخفیف باقی که تعدادش
در عرضی مرسلهٔ سابقه معروض داشته اشت به سال آینده برداشته شود
که چین و تردد آینده وسبیل زرسرکار بخوبی به ظهور آید درین معنی بیچ
اغماض توجه جائز نشود و بنظر توجه و مراعات خاوندی دستک سزاولان
که برعلاقه بهنی نگر تعیین برداشته شوند که آبادی رعایا و تکثیر زراعت و چین
و تردد بواقعی صورت بندد تا حال واصلباقی علاقه بهنی نگر طیار نشده ترصد
که با اهلکاران سرکار اجازت شود که واصلباقی علاقه مذکور درست کرده بگیرند
و چون زرخطیر بابت سزاولی وغیره در علاقه فدوی بتصرف در آمده است
امیدوار است که بمقتضاے توجه و عنایت طلبانه معاف شود و امیدوار
توجهات خاوندانه آن است که حسب معروضهٔ فدوی اجازت و تدبیر احسن
از سرکار گردد که برعلاقه اجی پور وبدرانوان بدستور قدیم قابض بوده خبر
گیری آن قرار واقع نماید غور فرمایند که اگر به توجه حضور پر نور
درستی جمع مطالبات فدوی بظهور نیامد پس آن کدام است که عرض
حالات خود نماید و آینده به چسان درستی امورات فدوی خواهد شد
بمقتضاے مراحم و مراعات خاوندی درستی جمع مطالبات فدوی

فرمودہ بجواب مراتبات مندرجہ عرضی ہذا معزز و محرم فرمایانید کہ مطابقش بہ عمل آورد بہ دعاے دولت ابد مدت سرکار فیض آثار مشغول باشد دینار را تکلیف خرج بدرجہ نہایت انچہ موجود داشت بہ تصرف در آمد و درین معنی ہرچہ حکم عالی شرف اصدار یابد موجب آن بعمل آرد واجب بود معروضداشت

آلہی آفتاب دولت اقبال ہموارہ تابان درخشان باد

فدوی نمک پروردہ رتن سنگہ معروضہ دوم محرم الحرام ۱۲۴۴ھ

(نقل عرضی موہن لال تعلقدار اہرورا)

بغرض راجہ صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ میرساند

لالہ بخت مل و ٹہاکر بخت سنگھ نزد فدوی آمدند و تفضلات خاوندانہ بندگان جناب

نوٹ لالہ موہن لال مقتدر شخص ضلع ہردوئی مین تھے ریاست انکی شاہی مین بہت زیادہ تھی خیانچہ کتاب سلطان الحکایات کے صفحہ ۱۶ مین منجملہ چودہریان و قانون گویان مقتدر کے انکا نام بھی درج ہے بعد انکی وفات کے اونکی اولاد اوس ریاست پر قابض ہوئی ایام غدر مین بوجہ برآمد ہونے توپ کے نصف علاقہ ضبط ہوگیا اب نصف علاقہ مین لالہ بشمبہر ناتھ و لالہ کیدار ناتھ قابض و متصرف ہین اور ہر دو صاحبان اپنی اپنی ریاستون مین ترقیان کر رہے ہین لالہ کیدار ناتھ صاحب اسوقت آنریری مجسٹریٹ گوپامؤ ہین - ۱۲

نوٹ - لالہ بخت مل یہ کشمیری تھے سرکار جدنامدار مین اعلےٰ درجہ کے ملازمان تھے آخر مین وہ سرکار شاہی سے چکلہ دار ہوے - ۱۲

نوٹ - بخت سنگھ - جد راجہ صاحب اہرولا مین جو اسوقت کے تعلقدار و ہمارے جد نامدار کے سرکار مین کاربردار اکثر ضلعہاے نظامت خیرآباد کے تھے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

که مضمون حال عقیدت شمال است ارشاد فرمونند خداوندنعمت سلامت
فدوی از جان و مال حاضر حضور فیض گنجور است مگر بسبب خوف عزت و اندیشه
بر خاندانها شده نمی‌تواند چنیں از حضوری جناب محروم است هر گاه تفضلات
خاوندان مبذول خواهد شد حاضر جناب فیضمآب خواهد گردید فدوی به بجا
آوری احکام دولت خواهی سرکار گاہے قصور نہ ساختہ و تا دم زیست
قصور نخواہد کرد بہر صورت فرمان بردار سرکار است واجب بود عرض نمود
الٰہی آفتاب دولت و اقبال از افق ابہت اجلال تابان باد و درخشان

(نقل عرضی بخت سنگھ)

جناب راجہ صاحب قبلہ خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

بعد عرض میرساند

در مقدمہ باندہ فدوی عرض نمودہ بود آنجناب از زبان مبارک فرمودہ بودند
کہ وقت شب پروانہ بنام میر نخان داروغہ خواهند یافت شب بسبب
سراسری کوچ فدوی کرم خوردہ و از باعث باندہ مذکور دیہہ برباد موضع
بپیریا دیہہ خنام سرکار است و موضع راجہ پور دیہہ آب ہر دو دیہات
برباد شدند حالا ہم اگر اجازت شکست کنانیدن باندہ مذکور نخواہد شد
تردد ربیع ہم از دست خواہد رفت و وقت تردد ربیع ہمین ست لہذا
عرض ارسا است کہ درین باب بنام میر نخان داروغہ صدور حکم نفاذ یابد

که بانده را شکست کنانیده دهند که تردد در بیع در دیهات مذکور شود واجب دانسته بعرض رسانید

آفتاب دولت از مطلع جاه و جلال تابان و درخشان باد

نقل عرضی راجه رنجیت سنگه زمیندار پرگنه بهوسر کار خیرآباد

غریب پرور راجه صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقباله

بجناب بعز عرض میرساند

غریب پرور سلامت از توجهات والا امین از طرف صاحب انگریز بهادر از شاهجهان پور برای تصفیه دهوره موضع نواده وغیره آمده است امیدوار فضل وکرم است که امین از سرکار فیض آثار برای تصفیه معین شود فیصله دهوره مذکور قرار یابد درین مقدمه توجه ضرور امین در عرصه عنقریب از سرکار فیض آثار رخصت شود به توجهات خاوندان و از فضل ایزد تعالی از سرکار ۲۸ الف تا دام بیباق ساخته و سابق ازین عرائض متضمن مطالب بدست هرکاره ارسال داشته بود بنظر فیض اثر گذشته باشد درین ولا تحائف عجائب وغرائب این دیار نشنیده و گاهی بچشم خود اژدهای چار پای ندیده از دامن کوه سلهونام بطریق تحائف دریافته راجه های آنجا فرستاده بود این تحفه تحائف بدرجه سرکار تصور نموده ارسال داشته است امید که بنظر کیمیا اثر خواهد گذشت و این تحفه

تابعدار گرفت رابر داراز جانب مال سرکار است دیر ورتش و برداخت وحرمت
این بیده ابیکس بدست خاندان واجب بود بعرض رسانید -
الٰہی آفتاب دولت واقبال روزبہ باد

از برخوردار سعادت آثار گنگا سنگھ سلام و بندگی بصدنیاز قبول باد

امیدوار فضل و کرم بخو ریہ پرداخت سود بہبود است
عرضی ٹھکرائن راجہ بخت سنگھ

(نقل عرضی رانی راجہ جوت سنگھ)

جناب فیضمآب راجہ صاحب خداوندنعمت فیاض زمان دام اقباله

بعرض
موافقت والامیرشا

پروانۂ کرامت نشانہ درباب دلجمعی بھیانگری سال حال وحاضرباشی ومالگذاری
سرکار وتردد صادر فرموده معزز وممتاز ساخت خداوندنعمت من بمجرد پروانه
سرکار دولتمدار آبادی خانه خود بامنوده دیبی سنگھ را امروز فردا روانه جناب
فیضمآب خواهم نمود آنچه که ارشاد خواهد شد بجا خواهم آورد - خداوند من
بھیانگری درسال گذشته شکایت باهم برادران ولواحقان فدوی
مرمت شده بود لهذا امیدوار فضل وکرم است که چھٹی دیگر درباب بھیانگری
برادران ولواحقان فدوی اهم دار عنایت شود تا که همه بانجانه خود ها آباد
شده بدلجمعی تمام حاضرباشی ومالگذاری سرکار دولتمدار دانمایند واجب بود
بعرض رسانید - الٰہی آفتاب دولت واقبال روز بروز تابان باد -

فدویه رانی راجه جوت سنگھ -

(نقل عرضی مسمات رتی زمیندار اترولیه)
بجناب راجه صاحب خداوند نعمت دام اقباله

بعز عرض
والا میرساند
عرصه یک سال گذشت نوشته راجه صاحب خداوند نعمت راجه گوردهیج لال
صاحب و آنخداوند بنام مادر راجه مداربخش متوفی درباب دادن دخل قدیم
در علاقه گولیرا قریب دو دوازده قطعه نوشته بنام نیاز داده بودند لاکن
آنجا نوشته آن خداوندان یکی هم بخیال نه آورده کارنده فدوی در سرحدی
علاقه مذکور معه بست و پنج نفر سپاهیان همراه خود گرفته نزد ٹھاکر بخت سنگه
و شیخ مبارک علی و شیخ نجم الدین صاحب در نانپاره حاضر است نوشته
آن خداوندان برای دادن دخل بنام شیخ نجم الدین و شیخ مبارک علی
صاحب و ٹھاکر بخت سنگه صاحب بارها صادر گردیده لاکن هر سه صاحبان
هم خیال نکردند بسیار تعجب تصور دیده که اگر رانی نوشته سرکار را بخیال نیاورده
از غرور و ملکیت راج خود ٹھاکر بخت سنگه وغیره نوشته آنخداوندان
خیال نه نموده ازین سبب فدوی را تشویش کمال پیدا شده بنابران تصدیعه
خدمت شریف شده است که اگر دخل کنانیده دادن به فدوی آن
خداوند منظور باشد توجه فرموده یا نه فرموده از شیخ مبارک علی صاحب
ارشاد فرموده دهند والا کارنده خود را ازانجا طلبیده گیرند برای
چند زیر باری کشیدم برای اطلاع معروض داشت -

الٰهی آفتاب دولت اقبال تابان درخشان باد

فدوی بستی زمینه دار اترولہ

(نقل عرضی راجہ بجیت سنگھ و بختاور سنگھ)

جناب راجہ صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقباله

بعد عرض — میرساند

پروانہ کرامت نشانہ مشعر این معنی که دو نیابت زمیندار تنبور در حاضری ایشان است
و بالفعل نامبرده شیوه غداری اختیار کرده است او را حاضر کرده دهند بنام
دولتخواه ... کرامت فرمود ... فراز ساخت خداوند نعمت جا انصاف است
که در سال ابتدائی عمل امرت لال پاتهک البته سررشتهٔ حاضری او
تعلق از دولتخواه داشت لاکن دران سال آخر نامبرده بعلت باقی معه
مسمی نول سنگه برادرش در محبس خانه پاتهک صاحب محبوس مانده
بحاضری ظالم سنگه تعلقدار ... رهائی یافته بود درینصورت چه گونه دولتخواه
او را حاضر کرده دهد علاوه آن بوقت رونق افروزی در مقام دهوره ...
دولتخواه دو نیابت مذکور بحضور حاضر بودند اگر در آن حال هم به سرکار
دولتخواه درباره او عرض میکرد و باسرکار درین مقدمه بختگی سررشته

میفرمود مضائقه نداشت حالا تقاضاے احضارش بطرف دولتخواه عائد می بود
اکنون که به کسے نوع جرم بعلت حاضری او بطرف دولتخواه ... بعرض ...
رسانید

آفتاب دولت اقبال دائما تابان باد

نقل عرضی محمد مهندی چودھری پرگنہ بلرامپور

جناب راجه صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقباله

بعز عرض میرساند

خداوند من جناب قبله و کعبه سید نثار حسین و منشی محمد مسعود صاحب که فدوی را سپرد
آنخداوند کرده داده بودند چنانچه آن خداوند نعمت از زبان مبارک فرموده بودند
که در سیتاپور پیش اینجانب حاضر باید شد درستی مقدمات ایشان کرده خواهم داد
حسب الارشاد والا فدوی حاضر در دولت آنجناب گردیده امیدوار از فضل و کرم
هستم که درخواست دیهات زمینداری فدوی بمعرض قبول حضور فیض گنجور
افتد که بمطالب دولتخواه خود رسیده شکرگذاری از دیاد جاه و حشمت نماید
زیاده آفتاب دولت اقبال تابان و درخشان باد

فدوی محمد مهدی چودھری پرگنه بلرامپور امیدوار فضل و کرم

نقل فرامین شاہے

باسم راهداران و گذربانان و سائر مستحفظان طرق و شوارع ممالک محروسه

سرکار دولت پائدار آنکه درینولا گوردهن لال از دار الامارة لکھنؤ به مانپور گیا میرود واسباب خورد و نوش و مردم شاگرد پیشه وغیره همراه دارد باید که احدے در راه و گذر مزاحم و معترض نشده از حدود متعلقه خود ها بلا تعرض و مزاحمت بگذرانند درین باب تاکید دانسته حسب المسطوره عمل آرند۔

مرقوم هفتم شهر شوال ۱۲۴۲ھ

راجه گوردهن لال چکله دار خیرآباد وغیره بداند

چون اکثر از فحاوی پرچه‌هاے اخبار و التماس او حال نافرمانی و غیرحاضری مردم فوج متعینه علاقه اش و ازین ممر وقوع تخلل بانتظام علاقه به سمع همایون رسید انبساط افزای قدر توامان شرف صدور یافت که فی الحال بمواجه متصدیان فیز برشیلی و بخشی گری و دیوانی حاضر و جملگی سپاه از سوار و پیاده و عمله توپخانه تفنگیان وجملگی معائنه نموده بنداسم نویسی مردم غیرحاضر و نافرمان بتفصیل بلانفسانیت و غرض بمواجه متصدیان مذکورین بمهر خود درست نموده و اقرارنامه مشعره گرفتن یکسبه از مردم نوملازم و بهرتی نکردن اشخاص کم‌زور و اجلاف لف عرضداشت خود ارسال دارد تا بعد ملاحظه اش حکم معلی در باب اجراے عوضی حسب تجویز او بنام متصدیان مذکورین نافذ خواهد شد و آینده همین قسم بعد هر ماه حاضر جملہ سپاه گرفته معروض داشته باشد که بهمین عنوان در باب تلمس فی دعوضی همواره حکم معلی صادر خواهد شد۔

مرقوم بیجدهم شهر شعبان ۱۲۴۱ھ

مہر

غازی الدین حیدر بادشاه غازی

ابو المظفر معز الدین شاه زمن

راجه گوردهن لال چکله دار خیرآباد وغیره بداند

بیشتر پایه اصغاے باریابان بارگاه سلطانی رسیده که مردم فوج بے اجازت بخانه ہاے خود بر جاے دیگر که خواسته باشند میروند و بازتنخواه خود ہا ساتمام میگیرند چون دراے غیر حاضری بکار سرکار دولتمدار هیچ بےنسقی فوج ازین زیاده نیست مردم سپاهی را بے اجازت نبوده بخود سری هرگاه خواسته باشند بروند لهذا فرمان قدر توامان از پیشگاه جلال شرف نزول یافت که او بعد در روز که هر ماه سه بار باشد جائزه فوج متعینه محالات مقبوضه خود مواجهه متصدی کچهری توزبخش متعلقه شهامت دعوای مرتبت حشمت و معالی منزلت خان برخوردار نواب معتمد الدوله مختار الملک سید محمد خان بهادر ضیغم جنگ و متصدی کچهری بخشی گری گرفته باشد و هرکس که از مردم فوج خواه سوار و پیاده خواه سرکرده آنها در هر جائزه غیر حاضر باشد کیفیت آن بالعبد خود متصدیان مذکورین نوشته فرستاده باشد و تنخواه غیر حاضری را تا صدور حکم قضا شیم معطل دارد و با کس نده درین باب تاکید بلیغ دانسته حسب المسطور بعمل آرد۔

مرقوم ہفتم شہر شعبان ۱۲۳۶ھ

مہر

خادم شرع محمد عربی
قاضی سید رضا علی
۱۲۳۶ھ

عرائض عہدہ داران و نائبان ریاست

(عرضی میر حسین علی تحصیلدار دہورہرہ)

بعز عرض
میرساند

راجہ صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

بعز عرض
میرساند

پروانہ کرامت نشانہ مشتمل طلب بند باقی پرگنہ دہورہرہ و فرستادن زرگاوان
معہ لڈھی و تقید وصول زر باقیات پرگنہ دہورہرہ و بھوڑ ورود فرمودہ معزز
گردانید خداوندا سابق ازین عرضی معہ ہنڈوی مبلغ سیزدہ ہزار پانصد روپیہ بابت
آمدنی دہورہرہ روانہ جناب فیضمآب نمودہ دوازدہ ہزار روپیہ آمدنی بھوڑ وبدنہہ
ودہرآن پور وغیرہ ہرچہ فراہم بود حوالہ شیخ نجم الدین صاحب نمودہ شد چنانچہ
ارسال سرکار دولتمدار گردیدہ رسیدہ باشد حالا ہنڈوی دہورہرہ موجودست
متعاقب روانۂ خدمت عالی خواہد نمود و برائے آوردن مبلغان کہ در بھوڑ فراہم است
نجیبان رفتہ اند ہمین کہ صبح و شام می آرند ارسال سرکار خواہد گشت و عاصی برائے

بیباقی بدہنہ دوہرمانپور وغیرہ در علیحدہ مگر قیام دارد آنچہ مبلغان فراہم میشوند ترسیل خواہد نمود از تدبیر زر براری ہیچ نحوے غافل نیست و باقی بند پرگنہ دہورہرہ متعاقب بمواجہہ کارندگان رانی درست کردہ خواہد فرستاد و ٹھاکر بخت سنگھ عاصی را برائے بیباقی نانپارہ وغیرہ بنا بر ہمراہی خود مجوز انند بدون اطلاع سرکار رفتن نمی تواند درین باب ہرچہ ارشاد شود و ارسال آمدنی بہوڑ و ہنڈویات دہورہرہ کہ سابق روانہ جناب دولت مآب گردید داخلہ ہائے آن ہنوز مرحمت نشدہ بینی سنگھ کارندہ رانی و ٹھکرائن بہوڑ برائے داخلہ تقاضا دارند امید وار است کہ مرحمت گردد تزگانوان متعاقب معہ لڈہی روانہ خواہد نمود واجب بود بعرض رسانید۔

آلہی آفتاب دولت اقبال تابان باد

خیر خواہ میر حسین علی تحصیلدار دہورہرہ

عرضی ضامن علی تحصیلدار محمود آباد

راجہ صاحب قدردان خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

بعز عرض میرساند

فدوی بروقت رسیدن اینجا عرضی متضمن حالات بجناب عالی ارسال داشتہ بود و یقین است کہ بنظر فیض اثر گذشتہ باشد بالفعل آمدنی شگون می آید و قتیکہ آمدنی لایق ارسال موجود است خواہد شد آنزمان بجناب والا

عرض خواہم نمود تازہ این است کہ ماند باتا سنگھ بہ جمعیت
دہ ہزار کس عبور دریا نمودہ ارادۂ تعاقب زمینداران چھلاری
میدارد. دو زمینداران چھلاری گڈھی خود گذاشتہ فرار شدہ در موضع
املیا کہ بفاصلہ نیم کروہ از محمود آباد است بخوف ماند باتا سنگھ مذکور
آمدہ استقامت نمودہ بود چنانچہ شیخ مسیح الزمان زمیندار مذکور را
گفت فرستادند کہ درعلاقۂ من بودن مناسب نیست زمینداران
مذکور از موضع مذکور کوچ کردہ رفتند درین اثنائے خط
ماند باتا سنگھ بنام شیخ مسیح الزمان باین مضمون کہ تعاقب
کردن زمینداران چھلاری ازینجانب منظور است اانصاحب تیار شوند
رسیدہ چونکہ شیخ صاحب موصوف بہر صورت فرمانبردار سرکار اند انشاء
اللہ تعالیٰ بجز خیراندیشی امرے دیگر بوقوع نخواہد رسید مگر دیگر تعلقداران علاقہ
خیرآباد وغیرہ کومکی اوشان ہستند لہذا بعرض میرساند کہ درین مقدمہ سوائے
فتنہ و فساد امرے دیگر بظہور خواہد رسید براے اطلاع حالات مفصل
بعرض رسانید۔

خداوند نعمت دام اقبالہ زمینداران موضع دہاوا معرفت
بھیوتی سنگھ رحین بودن دائرہ دولت در محمود آباد سوال وجواب معاملہ خود

روبکار نموده بودند چون درآن وقت هیچ قرار نیافت لهذا همراه لشکر ظفر پیکر روانه خیرآباد شده از فدوی درآنجا دوسه بار ملاقات نموده اظهار حال خود ساخته بودند وبنده وقت روانگی این محال از شیخ مسیح الزمان دریافت نموده از بهبوتی سنگهه دربارهٔ بدستور بودن بهیانگری زمینداران مذکور گفته داده بودند و بهبوتی سنگهه نیز آنها را همراه بنده رخصت ساخته فدوی در محمودآباد رسیده دوسه روز انتظار کشیده چهٹی اسمی متضمن خاطرجمعی آنها نوشته بطلب اوشان فرستاد حامل چهٹی در دهاوا رسیده بیک تفحص نموده معلوم شد که تا حال زمینداران مذکور در لشکر قیام دارند و در علاقه خود نیامده اند لهذا عرض رساست که از بهبوتی سنگهه ارشاد شود که زمینداران دهاوارا به خاطرجمعی تمام روانهٔ اینصوبت نمایند و منجمله سواران متعینه سابق ده کس درانجا موجود اند و طلب چهٹ یک ماهه داده شد آینده بطوریکه ارشاد شود بجا آرد پانزده نفر سوار باقی - بست و پنج نفر که در سال گذشته متعینهٔ اینجا بودند تا حال درانجا نه رسیده اند - امیدوار است که زود متعینهٔ اینجا شوند تعینات خداوند دام اقباله فرد ضروریات توپخانه ملفوف عرضی هذا میرسد بنظر کرامت اثر خواهد گذشت زیاده حد ادب -

الٰهی آفتاب دولت اقبال ابد تابان و درخشان باد

فدوی ضامن علی - معروضه هفتدهم شهر ... ۱۲۴۰ هجری

عرضی اکرام حسین تحصیلدار نانپاره

جناب راجه صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام

بعرض میرساند

پروانه کرامت نشانه بدین مضمون که ایشان چندے دیگر در آنجا متوقف باشند تحاور تنگهر را بسبب بیباقی زر سرکار فرصت نیست بعد بیباقی خود برای فیصله رجوع خواهد آورد و شرف ورود فرموده عزت و اعزاز بخشید خداوند من فدوی فرمانبردار آنجناب است از احکام سرکار فیض آثار عذر نیست زیاده حد ادب

خداوندمن در علاقهٔ پرگنه نانپاره فصل خریف طیار است لهذا عرض رسا است که به شیخ مبارک علی تحصیلدار احکام سرکار دولتمدار که بدون دخلی کدامی از واسطه داران منور علی خان و مستاجران پرگنه نانپاره که از طرف منور علی خان متاجری کرده باشند یک دانه فصل خریف تصرف کردن نیابند اگر درین باب تغافل خواهد شد ذمه خود شناسند شرف نزول یابد خداوند من در علاقه نانپاره مردم سپاه کم تعینات اند اگر دو صد نفری نجیب خواه تلنگه از لشکر فیروزی اثر برای انتظام فصل خریف دیگر در آنجا تعینات شود مناسب است چراکه تحصیلدار مذکور را عذر باقی نماند که در اینجا مردمان سپاه کم بودند ازین جهت حفاظت فصل خریف نه شد فدوی این معنی را از راه خیرخواهی عرض ساخت زیاده حد ادب۔

خداوند من انچه حالات استحکام قلعه وتدارک نانپاره سیف الدوله سید محمد
هادی علی صاحب ناظم بهرائچ از فدوی ارشاد کرده بودند القدر نیست بانگ
طبله تهی است فدوی احوال جزو کل از حکمت عملی دریافت نموده انشاءالله تعالی
وقتیکه درانجا لشکر ظفر پیکر رونق افزا خواهد شد انتظام بخوبی حسب دلخواه آنجناب بظهور
خواهد آمد واجب بود عرض نمود زیاده حد ادب -

الٰهی آفتاب دولت و اقبال از مطلع جاه و جلال تابان و درخشان باد

فدوی اکرام حسین معروضه نوزدهم ربیع الاول سنه ۱۲۲۴ھ

(عرضی دیوان کشن پرشاد)

جناب راجه صاحب خداوند نعمت قبله و جهان من دام اقباله

بعد عرض میرساند

از جناب فیضمآب رخصت شده بروز چهارشنبه در محمود آباد رسید فردای آن بروز
پنجشنبه میان کرامت علی هم رسیده پروانه سرکار بملاحظه قدرت علی خانصاحب
رسانیده حقیقت حال گذارش ساختم هرچند که بظاهر آرسے دبلے کردند اما از ظهور
وتقریر خان ممدوح دریافت شده که موافق کتاب مرقومه بعمل آمدنه تجویز فدوی
وکرامت علی پسند نه افتاده لاچار برای طلب اثامیان دمالگذاران چهٹیات
نوشته حواله سپاهیان تعیناتی ساخته از سپاهیان به تهدید مانع شدند که بغیر اجازت
من جائے نروند بدریافت این معنی و عذر سپاهیان مردمان زوجه مصاحب علیخان را

نوٹ: نسلِ دیوان کشن پرشاد کے خاندان میں اب منشی کاشی پرشاد صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر غازی پور موجود ہیں -

طلبیده و حوالهٔ آنهان چهیات ساخته زمینداران و مالگذاران را طلب داشته باقبال
جناب عالی همه با معه اثاسیان فراری مرجوع شدند حال همه دریافته تشفی و دلاسا
ساخته حسب مناسب دادن تقاوی بعمل آمده و هریک راضی گردیده مستعد بر خریدن
نرگانوان و تردد شدند چون خان موصوف دیدند که همه زمینداران مستعد بر تردد اند
و در دو روز همه با رجوع شدند خاص برادران خود و مردمان ناشنی را که معینه اند
فرستاده ده و دوازده کسان را طلبداشته مقید کردند اول فدوی و میان کرامت علی
به سهولیت از خان مذکور فهمانیدم که بموجب احکام خاوندان تسلی و اطمینان ساخته مستعد
بر تردد کرده شد و آنصاحب طلبیده مقیدی کنند این معنی مناسب نیست جواب
دادند که خلاف راے من چگونه تردد خواهد شد سه چهار مرتبه فهمانیدم اصلا بخیال
نه آمد ناچار بر خلاف راے اوشان از بندیخانه رها کنانیدم و هریک را اطمینان
ساخته آباد کرده می شود باقبال سرکار اگرچه وقت تردد خریف باقی نمانده اما تردد
آن در ربیع خواهد گردید فدوی بعد تقسیم تقاوی که ده پانزده دیهه باقی اند از
فردا پس تردد او دیهه بدیهه رفته خبرگیری تردد خواهد ساخت و بنابر وصول باقیات
از زمینداران که دارند اصلا منشاء خان موصوف نیست اگرچه تعینانی به گفتهم
و اختیار فدوی می بودند البته زرهاے وصول بمعرض تحصیل می آوردند خان
موصوف حالا بغیر از احکام صاف اراده لکهنو دارند اگر در ینجا مانند متحمل در تردد
و تحصیل زر خواهند شد فدوی هرروزه ازین چنین کس فرعون وقت بمقابله

گردن می اندیشد لهذا عرض رساست که بالفعل پروانه بنام نجیبان بانسی که متعین اینجا اند صادر شود که برائے کار سرکار بگفته فدوی مستعد باشند یا چہل پنجاه جوانان دیگر از حضور عالی متعینه شوند و خان موصوف بچشم نمائی و تاکید امر شود که تخلل در تردد و پله بندی باقیات وصولی نشود واجب بود بعرض رسانید۔

زیاده آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان باد

عرضی فدوی کشن پرشاد

دیہات که ذمه بستی سنگه اند تا حال کم تردد در اینجا اگر کسان درخواست تردد و آبادی آن میدارند در باره آن هرچه امر شود۔

(عرضی شیو سنگه)

عالی جناب راجه صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقباله

بعرض
میرساند

تا وقتیکه لاله بخت مل بحضور حاضر بودند جا بجا مردمان متعینه بدستور قیام میداشتند روز سوم از رسیدن لاله موصوف معلوم نیست که بکدام جہت زمینداران موضع نینر دسته و بہیره را جواب دادند و ضلعدار آنجا از سابق برخاسته آمده بود و موہن لال[1] محرر بدستور مورچه بندی نموده در جنگل موضع بہیری نشسته است معلوم نمیشود که بدون نزول دائره دولت تدارک و تصفیه اینجا به عمل آید خداوندا نوشته رائے صاحب اسے مجلس رائے صاحب موسومه لاله رادها کشن بتصدی

[1] موہن لال ہمرداد کے تعلقدار اور لاله کیدار ناتھ رئیس حال کے بزرگ تھے۔

بخشی گری در باب تعیناتی نمودن دو بہرہ گاردی بر ڈیوڑی راے دولت رائیصاحب
درہ ود شدہ لالہ موصوف براے تعیناتی مردمان از فدوی میگویند لہذا بحضور خداوند نعمت
گذارش نمودہ بطوریکہ ارشاد گردد مطابق آن بعمل آرد و نیز ہفتہ ۲ نفر جوانان
معہ نوشتہ راے مجلس رائیصاحب موصوفہ لالہ رادھاکشن ملازم شدہ در ٹپالن
آمدند و جناب خداوند نعمت درباری بھرتی مردمان ٹپالن فدوی را سرفراز نہ
فرمودند و فدوی بصورت منتظر صدیر ورش از ذات والا می باشد امیدوارم
کہ درین باب بنام فدوی حکم والا صادر گردد حسب الحکم بھرتی کردہ گیرد

خداوندمن مزاج لالہ بخت مل از طرف فدوی قسمیکہ ہست بر ضمیر منیر
روشن احتیاج گذارش نماندہ فدوی دولتخواہ بجز احکام سرکار دولتمدار کہ ہر دم
و ہر لحظہ بدعاے دولت و ترقی جاہ و حشمت مشغول می باشد و متابعت لالہ
موصوف کہ ہمیشہ نمودہ آمدہ خیال دیگر ندارد مگر از تعرض ناحق اطلاع حال بجناب
خداوندنعمت کہ مالک سرفروشان اند نمود و غلام جان نثار در تابعداری جانثاری
سرکار دولتمدار حاضر و مستعد براے اطلاع عالیجناب گذارش نمود۔

خداوندمن مان نامی زمیندار موضع بھیکھ پور و بہدور علاقہ یادون نزد
امزد مردمان ٹپالن تغافل آنجا مقید بود معلوم نیست کہ از کدام غفلت گریختہ رفت
حالا باقبال خداوندی مردمان آنجا پہلوان برادرمان را کہ تعلق موضع مذکورہ
از دست گرفتار کردہ آوردند براے اطلاع خداوند نعمت معروض نمودہ

واجب بود عرض نمود

آلہی آفتاب دولت اقبال روز بروز در تزاید باد

فدوی نمک پروردہ شیو سنگھ معروضہ دہم شہر ربیع الثانی ۱۲۶۷ھ

(عرضی دلارام)

راجہ صاحب خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

بعز عرض میرساند

عنایت نامہ تفضلات آگین مشعر شدہ این معنی کہ مولوی فضل رسول مبلغ چہار
ہزار روپیہ باقیات تعلقہ آصف پور و گہیاری و دھونڈ پور در لکھنؤ داخل
ساختہ ہر سہ تعلقہ تحصیل لکھنؤ گردید واصلباقی آنہا نیز داد ارسال نمایند عز ورود
شرف صدور فرمود معزز و ممتاز گردانید حسب الحکم واصلباقی تعلقہ آصف پور
وغیرہ دستخطی مالگذار لف عرضی ہذا ارسال داشتہ بنظر مبارک خواہد گذشت
خداوند من بہ طلب قبوضات مرزا ہزبر علی بیگ داروغہ توپخانہ
کہ شرف ارقام یافتہ بود برطبق ارشاد علی قبوضات[1] مرزا مذکور ابلاغ یافتہ
چہار قطعہ بہ تعداد نہ صد و پنجاہ روپیہ و سہ و نیم آنہ بملاحظہ والا میگذرد۔
خداوند دام اقبالہ بند وصول تنخواہ داران متعینہ کچہری بلگرام
معہ قطعہ قبوضات و یک قطعہ رسید دانہ خوری مفصلہ ذیل ارسال یافتہ
بنظر مبارک خواہد گذشت حال وصول مرزا امداد حسین اولشدار ٹپالن میر علی اکبر

[1] قبض اسکو کہتے تھے کہ جو دانہ فوج شاہی یا کسی عملہ بادشاہی کی اپنے اوپر جاگیردار یا عامل کرلیتے تھے اور وہ قسطوں میں مجرا لیا کرتے تھے

سالانہ بدین صورت است کہ ہفت صد پنجاہ روپیہ محصول سابق کہ سہ قطعہ قبض مبالغ مذکور بہ سرکار داخل است متحملہ رسید بہ تعداد دو ہزار نہ صد نود و سہ روپیہ چہار دہ آنہ نوشتہ متعدد اس متصدی بخشی گری در سرکار داخل است اور اسے آن یکہزار و شصت و ہشت روپیہ دیگر قبوضات دیہات مشار الیہ برضامندی خود نوشتہ اند شش قبوضات مذکور بنظر مبارک میگزرد اگر موافق ضابطہ دفتر باشد متصدیان سرکار نگاہ دارند والا سہ قطعہ قبوضات سابقہ و شش قطعہ مرسلہ حال واپس فرمایند کہ بروقت رسانیدن رسید متصدی بخشی گری قبوضات مذکور و مالدار مسطور سپرد کردہ رسید بخشی گری ارسال عالیجناب خواہد نمود۔ واجب بود عرض نمود

آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان باد

فدوی دلارام معروضہ بست و دوم صفر ۱۲۸۴ھ

عرضی چودھری مسند علی تعلقہ دار اکبرالی نائب ریاست راجہ صاحب نوبت جید راقم

بحضور خداوند نعمت جناب راجہ صاحب فیاض زمان راجہ برم دھن صاحب دام اقبالہ

عرض ریاست۔

والا نامہ تفاخر افزا مرقومہ چہارشنبہ بروز پنجشنبہ از راہ سندیلہ بمقام کلیان مل صدور احترام فرمود حرز سرفراز بہا گشت و با دراک حالات نوازش فرمائی جناب خداوند نعمت[۱] دام اقبالہ تقویت ہمہ وجوہ معنوی

نوٹ | [۱] خداوند نعمت سے مراد راجہ گورد ھن لال صاحب سے ہے۔

حاصل آمد از مرکوز خاطر بنده که استفسار رفت حال اینست که فدوی را از کسے
زمیندار پرگنه سندیله خصوص از گنگن زمیندار بهسوا پیک که برایش جناب خداوند نعمت
دام اقباله ارشاد فرموده اند هیچ گونه خصومت و عداوت نیست شیخ وهاج الدین
بهره تلنگه خود در موضع مذکور با وجودیکه هنوز قبولیت موضع مذکور داخل نشده است
مامور کرده غله بهوانی تفریق دار موضع مسطور را قرق ساخته در صدد بی عزتی او
هستند و گنگن سابق الذکر همیشه بشمول او مالگذاری سرکار ادا نموده است لهذا میخواهم
که بطور عملدرآمد هر دو کسان برحصه خودها قائم بوده مالگذاری سرکار نزد فدوی دا
کرده باشند تعلق از شیخ وهاج الدین نباشد زیرا که در حالت تعلق شیخ مذکور اندیشهٔ
کاوش از بنده موجب هتک عزت بهوانی متصور است و گنگن مسطور که بهوانی
را بعلت خون متهم میسازد آنرا از روی پنچایت جوار و دیار خواه دیگر جا تصفیه کرده
بگیرد اگر قصورے نسبت بهوانی عاید گردد فدوی را از بهوانی هیچ واسطه نیست
سرکار بهر سزائے که او را تجویز کند رواست و باز برایش فدوی عرض نخواهد ساخت
به بذل تفضلات خداوندانه حسب معروضه بنده ملازمان جناب درستی مقدمه هذا
فرمایند که ورای این دیگر منطبع خاطر فدوی نیست واجب بود بعرض رسانید

الهی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان باد

عرضی شیو سنگه

بعز عرض عالیجناب جناب راجه صاحب قبله خداوند نعمت فیض رسان فیض فرمان دام اقباله میرساند

عنایت نامہ والا مشتمل برمقرر شدن تحصیلداری کل محلات بلگرام بنام شیخ نجم الدین و استقبال نمودن او شان از پیشتر دریدڑوا آیندن و آداب و حفظ مراتب تمام کہ ضابطہ تحصیلدار کل آنست و نیز مرعی داشتن پاسداری لالہ بخت مل در جمیع امور بدستور شرف ورود فرمودہ دسر تفاخر و عزت بر فلک الافلاک سود اللہ تعالیٰ ذات والی را باین پرورش جان نثاران سلامت و باکرامت داشتہ با جاہ و حشمت سازد خداوند من چون از مردم سپاہی یک تن در پر سولہ تعینات و دیگر مردمان برکار سرکار متفرق و سوائے آن حفاظت پر عملان کہ در بہانی مقید اند برائے آنہا مکان حفاظت مقرر نیست لہذا فدوی ترقی خواہ حسب الحکم بروز پنجشنبہ معہ دو کمینی و یک تن ہمراہی خود از مکان چھاؤنی کوچیدہ در پدڑوا دیرہ کرد صباح آن شیخ نجم الدین تشریف آوردند ہنگام استماع خبر سواری بیش از بیش تیاری نمودہ سلامی گرفتہ حصول ملاقات نمودم و بہ جمیع امور تابعداری چوکی و پہرہ وغیرہ خدمت مستعد بودم روز شنبہ ہمراہ سواری معہ مردمان ہمراہی خود شدہ قریب چھاؤنی رسیدہ ہر قدر کہ مردمان در چھاؤنی بودند از آنہا سلامی گرفتہ باین ہمین داخل حویلی نمودم و آنچہ در ہمہ وقت در تابعداری کار سرکار حاضر و مستعد۔

خداوند من فدوی حسب الارشاد عالی در ہمہ امور پاسداری لالہ بخت مل بدل و جان حاضر چنانکہ لالہ مذکور باستماع خبر شیخ نجم الدین در مکان معہ ہمن لال

سند میرمال جسکے معنی آدھ دمین اول بین یعنی ان مجرم بجائے لپے اپنے بھائی یا بیٹے کو ٹھلا کر بت منظور بند دکیو لیتے تھے

محرر دیره کردند و جان نثار سه بهره مردم گاردی برای حفاظت اوشان فرستاد منجمله آن یک بهره داشتند چونکه از مان سرفروشان در دل خود شکے دارند بعد رفتن فدوی آنها را جواب دادند برای اطلاع عالیجناب گزارش نمود۔

خداوندا سابق پروانه عالی در باب ممانعت مخلصی پر عمالان محالات بانگر بابت حوالات بهائی وغیره بدون حکم سرکار دولتمدار صدور شده بود الحال که شیخ نجم الدین به نیابت تحصیلداری کل منسوب شدند لهذا معروض نمود بهر نوع که احکام عالی صادر گردد بموجب آن بجا آرد۔ خداوند من قبل ازین در باب بهرتی سپاهی بحضور خدمت التماس نموده تا حال اجازت روانگی مردمان بهرتی بنام فدوی نرسید و فدوی در هر امور خود از ذات عالیجناب مترصد پرورش امیدوار است که بنام فدوی هم احکام والا صادر گردد و جان نثار بهر صورت در سرفروشی و تابعداری حاضر و مستعد واجب بود عرض نمود۔

الٰهی آفتاب دولت و اقبال روز بروز در تزاید باد

فدوی سرفراش شیو سنگه معروضه ۲ چهارم شهر ربیع الثانی ۱۲۳۷ھ

نقل پرچه هائے اخبار دستخط حکم شاهی

(حکم شد)

گوردهن داس تدارک نماید

۲۳ صفر ۱۲۳۵ھ

اخبار پرگنہ سندیلہ علاقہ گوردھن داس مرقوم سیوم صفر ۱۲۳۵ھ

دیشب دزدان بخانہ چھیدی وغیرہ پنج کس ساکن سندیلہ آمدہ انچہ اسباب یافتند
دزدیدہ بردند شفاعت علی تھانہ دار باوجود استغاثہ نامبردہ ہا تدارک نہ کرد چھیدی
وغیرہ میگفتند کہ تھانہ دار مذکور بہ شب گشت نمی سازد و گلاب رای تحصیلدار نجیبان
را از ناکہ سندیلہ برداشت ازین جہت آبادی مایان مشکل است۔

شرح دستخط خاص

گوردھن داس حسب نمائی کوتوال و ڈنڈیہ واجب دانند

اخبار پرگنہ سندیلہ علاقہ گوردھن داس مرقوم سیزدہم شہر صفر ۱۲۳۵ ہجری بروز پنجشنبہ
نرائن بیوپاری دو لدہی محمولہ گندم درانانی گنج واقع سندیلہ آوردہ اند درین
کوتوال و رحیم اللہ ڈنڈیہ گنج مذکور گندم بحساب فی روپیہ یک من و چہار آثار
یا و کم بوزن خام خریدہ بحساب فی روپیہ یک من و نیم آثار بدست ساکنان
سندیلہ فروختند خریداران میگفتند کہ کوتوال و ڈنڈیہ مذکور بطمع نفسانی غلہ را
ارزان شدن نمی دہند۔

اب میں اسوقت غلہ کا نرخ لکھتا ہون کہ کیا تھا بطور نمونہ بازار محمود آباد کا نرخنامہ
بابت ۱۲۳۶ ہجری داخل کتاب ہذا کرتا ہون۔

نرخنامہ بازار صاحب گنج متعلقہ بتاریخ غرہ شوال المکرم ۱۲۳۶ھ لغایت سلخ شہر صدر
سنہ الیہ گندم ۔ لغایت ۔ ماش شہر صدر سنہ الیہ ۶ لغایت ۳ سیر

گندم وساوری		گندم گنجرلی		گندم دیسی		گندم گنجری	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۷ ۰ ۱ ار	[illegible]	۳۰ ۱ ار	[illegible]	[illegible]			

ارہر		جو		[illegible]		ارہر	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
[illegible]	للعہ [illegible]	للعہ [illegible]	للعہ [illegible]	للعہ [illegible]	[illegible] ۱۵	[illegible] ۲۵	للعہ

جوارکلان		عدس		نخود		مٹری دیسی	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
۳۵ [illegible]	للعہ [illegible]	۳۵ [illegible]	للعہ [illegible]	۳۰ [illegible]	۳۵ [illegible]	۲۰ [illegible]	[illegible]

کراؤ		مٹری گنجری		مٹری گنجری		عدس	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
۲۲ مار	۲۵ مار	للعہ	۱۵ ار للعہ	۳۵ مار	للعہ	۳۰ مار	۱۳۵

مٹر دیسی		نخود		بجرا		ماش	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
سہ من	دو ... من	دو من ۳۰ بار	دو من ۳۸ بار	لاعہ من ۱۰ بار	للعہ من ۱۵ بار	دو من ۳۰ بار	دو من ۳۵ بار

کوچی		برنج گندہ		موہتہ		برنج	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
سہ من ۳۰ بار	سے من ۲۲ بار	یک من ۱۷ بار، سوم ۲۰ بار	یک من ۲۶ بار	دو من ۲۵ بار	دو من ۳۰ بار	۲۲ بار	۲۵ بار

برنج		دال ارہر		رنیڈی		لاہی	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
۱ من ۵ بار	من ۱۰ بار	۲۵ بار	۳۰ بار	۲۵ بار	۳۰ بار	۲۲ بار	۳۰ بار

موٹھ		آرد		کپاس		مونگ	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
دو من ۳۰	دو من ۲۴ بار	دو من ۵ بار	دو من ۱۰۷ ار		سے من	دو من ۵ بار	دو من ۱۰ بار

مونگ		کودی		کودی		منڈوی	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
دو من	دو من	دو من	دو من	دو من	دو من	للعہ من	للعہ من
۲۰ بار	۵ بار	۱۵ بار	۲۰ بار	۱۵ بار	۱۲ بار	۲۰ بار	۲۵ بار

ماش		روغن زرد		کروا		کنجد سیاہ	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم	اول	دوم
دو من	دو من			ے من	ے من		
۳۰ بار	۳۲ بار	۵۰ بار	۱۲ بار	۳۰ بار	۳۵ بار	۲۵ بار	۲۶ بار

نمک		مرادی		کنجد شیا		کوجی	
فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ		فی روپیہ	
اوّل	دوم	اوّل	دوم	اوّل	دوم	اوّل	دوم
		من	من	من	من	ے من	ے من
۲۳ بار	۲۷ بار	۳۷ بار	۳۱ بار	۴۰ بار	۳۲ بار	۲۵ بار	۲۶ بار

اب مین یہان سے تھانہ کی کارروائیون کا مختصر نمونہ داخل کتاب ہذا
کرتا ہون کہ اسطور سے اس قسمت مین تھانہ کی کارروائی روزنامچہ ہوتی تھی
اور اسطور کی رپوٹین ماہواری تھانہ دار ناظم کے حضور مین بھیجتے تھے اور
اوسپر بعد ملاحظہ دستخط ناظم کے ... اگر اس روزنامچہ پر ...

جدنا مدار راجہ صاحب کا حکم اور دستخط ہین۔

حکم شد کہ

کتاب ہذا داخل سررشتہ نمایند و رسید بر تھانہ روانہ گردد۔

مرقومہ ہفتم ذی حجہ ۱۲۳۶ھ

جناب راجہ صاحب قبلہ خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

بعد عرض میرساند۔

کتابچہ روداد صلاحیت وغیرہ کاغذات ماہواری تھانہ قصبہ محمود آباد بابتہ شہر شوال المکرم ۱۲۳۶ھ بموجب ضابطہ حضور درست ساختہ بجناب والا دام اقبالہ داشتہ امیدوار کہ از رسیدش سرفراز و ممتاز گردد واجب بود بعرض رسانید۔

الہی آفتاب دولت تابان و درخشان باد

مہر

تیغ علی داروغہ تھانہ محمود آباد معروضہ ششم شہر ذیقعدہ ۱۲۳۶ھ

۱۲۳۴ھ مین راجہ گوردھن لال نے ارادہ گیا کا کیا تاکہ راے جی سکھ راے و دیگر بزرگان کے فرض سے ادا ہون۔

بحضور بندگان عالی یعنی نواب غازی الدین حیدر درخواست پیش کی۔ درخواست منظور ہوئی خلعت رخصت عطا ہوا اور ایک فرمان عالیشان بنام حکام ممالک جاری ہوا جس کی نقل صفحہ ۲۷ کتاب ہذا مین موجود ہے۔

واقع دہم شہر شوال روز جمعہ ۱۲۳۲ھ سندیلہ سے روانگی واقع ہوئی اور غزہ محرم ۱۲۳۳ھ کو واپس ہوے یہ سفر دو ماہ ۲۰ یوم کا تھا۔

ایک روزنامچہ نوشتہ دست و قلم راجہ رام دھن برادر کلان راجہ صاحب ممدوح کا اسوقت تک دفتر ریاست مین موجود ہے چنانچہ جس روز واپسی سندیلہ ہوئی اس تاریخ کے روزنامچہ کی نقل اِس موقع پر درج کرتا ہون۔

غرۂ محرم ۱۲۳۳ھ روز سہ شنبہ مقام سندیلہ

بدستور سوار شدہ بعنایت پور علاقہ تحصیل احمد کریم رسیدند عملہ آنجا حاضر شد در باغے فرود آمدند اشنان و پوجا شد بیاری نوش جان کردہ سوار شدند منصب علی چودھری و دیگر عملہ ہرکس خبر می یافت باستقبال می شتافت بسندیلہ رسیدند در باغے فرود آمدند برادران و عزیزان را دیدہ مسرور شدند از شہر متنفسی نبود کہ حاضر نبود ہمانا آن وقت شہرے آباد شد بنجانہ سما و ہان پنڈت خبر بدر رسیدہ بود

سوگواری داشتند متعلقان ایشان دویدند و دیدند جانے تازہ یافتند پاس
شب گذشتہ برخاست شد بیاری از خانہ آوردند تناول نمودہ استراحت کردند

اب مین اپنے جد امجد راجہ پرم دھن کے حالات مختصر لکھتا ہون

آپ کی بہادری کے کارنامہ بہت مشہور و معروف تھے اکثر اوقات حضرت
بادشاہ آپکو سخت معرکون مین بھیجتے تھے اور بعنایت الٰہی آپ فتحیاب اور مورد عنایات
بادشاہی ہوتے تھے ایک واقعہ بہت ہی عبرت خیز اس موقع پر لکھتا ہون جو
خالی از دلچسپی نہین ہے صورت سنگھ رام نگر ضلع بارہ بنکی پر آخر عہد نواب
سعادت علی خان بہادر مین باقی کثیر رہ گئی جسکے سبب سے وہ مقید ہوے اسوقت راجہ گوردھن لال
سے استدعاے ضمانت کی راجہ صاحب نے بمقتضاے ہمت بلند منظور کرلیا
اور ضمانت کردی انھون نے علاقہ اپنا مستغرق کردیا اور قسم گنگا جی کی کھائی
کہ روپیہ وعدہ پر ادا کردینگے۔ جب روپیہ ادا نہ ہوا تب راجہ پرم دھن اُنکے
چھوٹے بھائی نے فوج جرار کے ساتھ قلعہ چھیدا کا محاصرہ کیا اور مورچون پر
واسطے یاددہانی راجہ کے ایک ایک گنگا جلی لٹکا دی چنانچہ جس صبح کو لڑائی
شروع ہوگی اوسی رات کو راجہ صورت سنگھ دفعتاً مرگئے راجہ صاحب نے
اندر قلعہ کے جاکر اُنکے بیٹے کو گدی پر بٹھلایا اور وہ سب روپیہ معاف کردیا یہ
واقعہ بھی گزیٹر جلد اول صوبہ اودھ ۱۸۷۷ع صفحہ ۲۸۶ مین اسطور پر درج ہے

سعادت علی خان کے عہد حکومت مین صورت سنگھ پر بقایا رہ گئی اور وہ لکھنؤ مین قید کیا گیا لیکن جبکہ اسنے وعدہ ادائی کا مستحکم کیا تب راجہ گوردھن لال کایستھ سندیلہ کی ضمانت پر رہا کیا گیا (جو کہ راجہ دہنپت رائے کے بزرگون مین تھے) جب صورت سنگھ اپنے وعدے کو پورا نہ کرسکا تو راجہ گوردھن لال نے قلعہ چھیدا مین اُسکا محاصرہ کیا اور اسی محاصرہ کی حالت مین صورت سنگھ مرگیا۔ اِس واقعہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ چونکہ اُسنے اپنا وعدہ وفا نہین کیا اس لیئے وہ مرگیا۔

اب مین پھر بیان سے بقیہ حالات خاندان کیطرف قلم اُٹھاتا ہون کہ ۱۲۵۷ فصلی مطابق ۱۸۵۵ء راجہ گوردھن لال سے ریاست سروین ٹڑا گانون حسب ضابطہ شاہی منتقل ہوکر میرے والد نامدار راجہ دھنپت رائے کے قبضہ مین آئی اور عم نامدار راجہ فتح چند چکلہ داری بیسواڑہ پر سرفراز ہوے اسی زمانہ مین سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ کا دورہ ملک اودھ مین ہوا جسوقت بمقام بیسواڑہ عم نامدار کی دار الحکومت مین ہوا اُس وقت رزیڈنٹ صاحب بہادر راجہ صاحب کی خوش انتظامی سے خوش ہوکر چٹھی حسن کارگذاری اور اپنی خوشنودی مزاج کی راجہ صاحب ممدوح کو دی جسکا جواب بلوبک سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ مین خود حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ بادشاہ اودھ نے (باب دوم دفعہ چہارم) مین لکھا ہی اسکے بعد دوسرے عم بلند اقتدار

کنور ہمیت رائے بن راجہ گوردھن لال چکلہ داری سانڈی پالی پر سرکار حضرت سلطان عالم شاہ اودھ سے سرفراز ہوئے۔

راجہ ہردیو بخش تعلقدار کیٹاری نے بابت تشخیص جمع علاقہ بغاوت کی ہنگامہ رزم وپیکار گرم ہوا بارگاہ شاہی سے فوج بجہت امداد پہونچی جسکے افسر ولیم صاحب بہادر تھے آخرکار کنور صاحب کو فتح حاصل ہوئی اور راجہ ہردیو بخش فرخ آباد ملک انگریزی کو بھاگ گیئے۔ علاقہ انکا خام ہوگیا بعد اوس واقعہ کے کچھ دنون بعد کنور صاحب نے راجہ ہردیو بخش کو پھر آباد و قائم کیا اور ۲۲ مواضعات معافی مین دیئے جواب تک شامل ریاست ہین اور وہ سرکار انگلیشیہ سے بھی معاف ہوگیئے ماہ جیت ۱۲۵۹ف مطابق ۱۸۵۲ء مین کنور صاحب موصوف نے بمقام نئی بستی واقع تحصیل شاہ آباد بعارضہ ذیابیطس بعمر ۴۸ سال ودیعت حیات کی۔ دیبی دین کایستھ جو ملازم معتمد کنور صاحب تھا خلعت چکلہ داری سے بجاے کنور صاحب سرفراز ہوا چھ ماہ کے بعد روپیہ اور مال و اسباب کنور صاحب کا لیکر بھاگ گیا۔ زربقایا چکلہ مذکور کی بابت دستکات فوج کی سرکار شاہی سے والد نامدار راجہ دھنپت رائے صاحب پر جاری ہوئین اسی درمیان مین راجہ فتح چند بھی چکلہ داری بلیواڑہ سے معزول ہوئے ایک لاکھ بارہ ہزار روپیہ انکے ذمہ برآمد ہوا کچھ تو راجہ صاحب موصوف سے وصول ہوا باقی روپیہ کا ہمارے

والد نامدار راجہ دھنپت راے صاحب سے مطالبہ کیا گیا اور بعوض ان باقیات کے نواب علی نقی خان نے علاقہ سروین بڑا گانون کا جبریہ بیعنامہ لکھوالیا ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء مین ملک اودھ حضرت سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بادشاہ سے منتزع ہوکر بقبض و تصرف سرکار انگریزی آیا۔ اُسوقت گورنمنٹ انگریزی نے تحقیقات کرکے اور قبضہ جبریہ نواب صاحب کا ثبوت پاکر قبضہ انکا ہٹادیا اور علاقہ واپس دلوادیا سات مواضعات خام قبضہ مین رہے باقی ٹھیکہ مین دیدے گئے جس پر یہ امر قرار پایا کہ مالگذاری سرکار سے جسقدر منافع بچے وہ ہردو تعلقداران کو نقد تحصیل سے دید یا جاے ۱۲۶۴ف مطابق ۱۸۵۶ء مین باقتضاے نمکحرامی فوج سرکار انگلشیہ نے باغی ہوکر غدر کردیا میری عمر اُسوقت بارہ سال کی تھی میرے والد نامدار راجہ دھنپت راے صاحب ان پرخطر ایام مین بہمہ وجوہ مراتب خیر خواہی صاحبان انگریز بہادر جان و دل سے بجالاے جسکے سبب سے باغیون نے انکو بہت کچھ اذیت پہونچائی فیروز شاہ شاہزادۂ دہلی نے سندیلہ مین آکر تمام دولت پشتہا پشت کی لوٹ لی صرف جانین بچ گئین بعدہٗ نواب راجہ ہیرا سنگھ باغی چکلہ دار خیرآباد سندیلہ مین ایک بھاری فوج لیکر آیا اور صاحبان انگریز بہادر کو گھیر لیا جمیعت سرکار بہت کم تھی ڈاسن صاحب نے والد نامدار سے یہ خواہش ظاہر کی کہ اپنی املاک خالی کردین چنانچہ راجہ صاحب نے فوراً کل املاک

اپنی افسران اور فوج کے لیے خالی کر دی اور عیال و اطفال کو روانہ موضع
بھوتی دیہ علاقہ خود فرمایا اور اُنکے ساتھ رہے آخر فوج ظفر موج بسرکردگی
جنرل بارکر صاحب بہادر لکھنؤ سے آئی ادہر سے یہ لوگ ہمارے مکان سے بقصد
جنگ نکلے باغی فوج بھاگی میدان جامون تک تعاقب ہوا بہ تعداد کثیر فوج
باغی تہ تیغ بیدریغ ہوئی اور فتح و نصرت نصیب اولیاے دولت انگلشیہ ہوئی
جسکا ذکر اوپر آچکا ہے ان حُسن خدمات کے جلدو مین والد نامدار راجہ دھنپت راے
اور عم بلند اقتدار راجہ فتح چند کو (۲۲) مواضعات علاقہ سرسوا ملکیت راجہ دہونڈو
ضبط ہوکر عطا ہوے اور سروین بڑا گانون علاقہ موونڈی کی بھی سند مرحمت ہوئی
یہ ذکر گزیٹر ضلع ہردوئی کے صفحہ ۱۴ مین اسطرح پر لکھا ہے کہ راجہ گوردھن لال نے
اپنی حیات مین اپنی جائداد بمنظوری گورنمنٹ اپنے بہتیجے راجہ دھنپت راے
خلف پرم دھن کو دیدی ایک حصہ فتح چند خلف نارائن دھن کے بھی قبضہ
مین رہا غدر مین بعد فتح لکھنؤ ان دونون تعلقدارون نے جنرل بارکر کو جبکی
کمان مین سندیلہ تھا مدد دیکر بڑی خیر خواہیان کین اور قصبہ مین اپنا بہت
بڑا مکان سرکاری افسران کیواسطے خالی کر دیا ۱۸۵۹ء مین لارڈ کیننگ کے
دربار مین انہون نے خلعت پایا اور نیز ۲۲ مواضعات ضلع کہیری مین جو ریاست
سرسوا لہورہ کے نام سے مشہور تہے پائی ۱۸۶۰ء مین ایک باہمی تقسیم تعلقہ کی

ہوئی لیکن دھنپت رائے کو کل بار قرضہ برداشت کرنا پڑا انہون نے ۱۸۲۶ء
مین انتقال کیا اور تین اولادین چھوڑین بعض نشانات توپ تفنگ ابتک مین نے
اپنے مکان مین یادگار فتح انگریزی کے لئے محفوظ رکھے ہین دربار لارڈ کیننگ قریب
زمانہ تسلط مین ہوا اس دربار مین خلعت گرانبہا سے راجہ دھنپت رائے وعم نامدار
راجہ فتح چند سرفراز ہوئے اور سند جاگیر مرحمت ہوئی بعد اوسکے اس ریاست کے
بعض دشمن دوست نما نواب علی نقی خان وزیر کے پاس کلکتہ پہونچے ان کو ترغیب
دیکر دعوی علاقہ سروین بڑا گانون از سرنو دائر عدالت کرایا لیکن سرکار دولتمدار
انگلشیہ کی انصاف پسندی عدالت پروہی سے انکا دعوی بے بنیاد ثابت ہوکر خارج
ہوگیا اور یہ ریاست بدولت انصاف گورنمنٹ پھر اس خاندان مین قائم رہی
کہانتک اس دولت عظمی کا شکریہ ادا کرون اور میرا خاندان اور جو آیندہ
نسلین ہون گی وہ اس دادگستری اور عدالت پروہی دولت انگلشیہ
کی مو بمو مشکور اور فرمان پذیر رہینگی اور ہمیشہ جان و مال اپنا کارسرکار مین فدا
رکھین گی ۱۸۶۷ء مین ماہ جولائی وباء ہیضہ کا سندیلہ مین ظہور ہوا اور بہت
شدت ہوئی صدہا آدمی راہی ملک عدم ہوئے چنانچہ والد نامدار جناب
راجہ دھنپت رائے صاحب بھی دفعتًا اسی عارضہ مین مبتلا ہوئے اوسوقت مین لکھنؤ
مین تھا اور مقدمات دعوی اہل خاندان مین پیروکار تھا کہ دفعتًا یہ خبر دحشت اثر

نے مجھے بذریعہ ہرکاران کے پہونچی فوراً وہان سے سوار ہوکر سندیلہ پہونچا والد نامدار کی حالت بہت نازک پائی اسوقت کے غم واندوہ کا حال کیا لکھا جاوے میرے پہونچنے سے دوسرے روز جناب ہیڈ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ہردوئی بغرض عیادت راجہ صاحب ہردوئی سے معہ ڈاکٹر صاحب بذریعۂ ڈاک تشریف لائے اور آپکی حالت خراب دیکھکر بہت متاسف ہوے ۔ ۲۰ اگست ۱۸۶۷ء بروز چہارشنبہ وقت ۱ ۔ بجے دن کے بعمر ۸۵ سال آپ نے اِس جہان فانی سے انتقال فرمایا

افسوس ز دہر نامدارے برخاست | وز مسند جاہ کامگارے برخاست
اے اہل علوم جامۂ در نیل زنید | از دہر چو کامل العیارے برخاست

باپ کا سایہ لڑکون کے سرسے اُٹھ جانا ایک سخت قیامت کا سامان ہوتا ہے پس جو کچھ دلون پر اثر تھا اور جو حالت تھی قابل بیان نہین آپ نے تین بیٹے چار بیٹیان چھوڑین ۔ لڑکوئین ایک راقم ہے ۔ دوسرے رائے صاحب کنور کامتا پرشاد ڈپٹی کلکٹر حال فیض آباد تیسرے کنور جوالا پرشاد صاحب تحصیلدار بسولی ضلع بدایون ہین اب مین یہان سے اپنی سوانح عمری مختصر لکھنا چاہتا ہون ۔

سوانح عمری راقم

میری ولادت چیت سدی نومی سمبت ۱۹۱۳ مطابق ۳۱- مارچ ۱۸۵۶ء بعہد سلطنت حضرت
ناصرالدین سکندر جاہ محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ واقع ہوئی ۱۸۶۶ء مین بعد وفات والد نامدار
جناب رزیڈنٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ہردوئی نے حسب وصیت والد نامدار امر ریاست میری ذات
پر مقرر فرمایا اور کاروائی ضابطہ سے ممنون عنایت حاکمانہ کیا- اسی سال مین ماہ نومبر
۱۸۶۶ء جناب مستطاب لارڈ لارنس بہادر گورنر جنرل کشور ہند کا دربار لکھنؤ
مین ہوا مجھے اس دربار مین شرف باریابی حاصل ہوا- ۱۳۵- اشرفی نذر اس ریاست
کی گورنمنٹ سی مقررہ مین مین نے پیش کین اور خلعت سات پارچہ سے سرفراز ہوا
۱۸۷۱ء مین بوجہ قرضداری متوفی میرا علاقہ کورٹ ہوا بحالت کورٹ گورنمنٹ
نے میری نسبت یہ خاص مرحمت شاہانہ مبذول کی کہ میرے
لئے عہدہ ڈپٹی کلکٹری تجویز کیا اور یہ حکم دیا کہ امتحان ڈپٹی کلکٹری مین
فوراً ڈپٹی کلکٹری پر مقرر کیے جائین لیکن بسبب مقدمات خانگی مجھے موقع اس
شرف کے حاصل کرنے کا نہ ملا ان ایام مین اگرچہ زمانہ سختی سے گذرا اور خصوصاً
اسوجہ سے کہ تقریبین شادیون کی بھی مجھے انھین ایام مین کرنا پڑین اور جو روپیہ
کورٹ سے ملتا تھا وہ باوجود نہایت کوشش تنگی کی تقریبات کے لیئے کافی نہ ہوتا تھا

لہذا قرض دام سے تقریبات کے مصارف پورے کئے جاتے تھے مین نے اپنا یہ زمانہ بھی کبھی تعطل مین نہین گذرا نا ہمیشہ علاقہ کا دورہ کرتا اور ہر کام مین کورٹ کا مددگار رہتا حکام نے بھی اسکی بابت سربراہ کارون کو ہدایت کردی تھی سنہ ۱۸۹۲ء مین علاقہ کورٹ سے واگذاشت ہوا - مطلع: قرض لیکر ادائی زر قرضہ سرکاری کرنا پڑی -

اب مین مرحمت ہائے شاہانہ گورنمنٹ کا ذکر کرنا چاہتا ہون -

سنہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین سند خیر خواہی ایام غدر کاغذ حریری پر مجھکو شاہانہ مرحمت سے عطا ہوئی سنہ ۱۸۸۴ء مین مجھکو اختیارات آنریری مجسٹریٹی گورنمنٹ عالیہ سے ملے اور بعد چندے درجہ دوم کے اختیارات ملے - ۱۲ - مارچ سنہ ۱۸۹۸ء کو مین نے اختیارات مجسٹریٹی اپنی ریاست کے پائے اور ۲۱ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء کو اختیارات تھانہ سندیلہ مجھکو عطا ہوئے اور بتاریخ ۹ - جون سنہ ۱۹۱۰ء اختیارات درجۂ اول سے ملے اسکے متعلق حکام ذوالاحتشام نے بہت سے ریمارک لکھے اور چٹھیان مرحمت فرمائی ہین جنمین سے چند نقلین اس موقع پر درج کرتا ہون -

نقل چٹھی آنریبل مسٹر ایل شورٹ ائی سی ایس سکریٹری گورنمنٹ ممالک متحدہ بنام کنور درگا پرشاد آنریری مجسٹریٹ ہردوئی نینی تال - ۳ - ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

سر

مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ مین منجانب گورنمنٹ آپکا شکریہ آپ کے کام کے متعلق ادا

کرون جو آپ نے ۱۹۰۵ء مین بہ حیثیت آنریری مجسٹریٹ کے انجام دیا۔

دستخط ایل سٹولٹ سکریٹری گورنمنٹ

نقل ریمارک ٹی۔ اے۔ ایچ۔ وے صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ہردوئی در رپورٹ سالانہ ۱۹۰۵ء متعلق کام آنریری مجسٹریٹ۔

آنریری مجسٹریٹ صاحبان نے چھوٹے چھوٹے مقدمات فیصل کرکے انتظام مین بڑی مدد دی اونمین سے سب سے سربرآوردہ ایمانداری وقابلیت محنت مین کنور دلگام شاہ تعلقدار سندیلہ مین۔

۱۹۰۲ء مین جب شاہنشاہ عالم پناہ سلطان معظم حضرت ایڈورڈ ہفتم سریرآرائے سلطنت ہوئے تو کیم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی مین دربار عظیم الشان منعقد فرمایا تب بذریعہ نوید لارڈ کرزن جدید والیسرائے گورنر جنرل کشور ہند اور گورنمنٹ عزت شرکت دربار حاصل ہوئی ۸۔ نومبر ۱۹۰۲ء مین تمغہ دربار مجکو عطا ہوا جسکی تاریخ مین نے خود لکھی

(تاریخ)

صد گونہ سپاس مہر یزدان	صد شکر عنایت الٰہی
آن تمغۂ نو جلوس سلطان	وان تمغۂ جشن بادشاہی
آن تمغۂ مایۂ تفاخر	وان تمغۂ جان عز وجاہی
ہفتم ایڈورڈ شاہ دوران	زیبندۂ تخت و تاج شاہی

	بخشید باین حقیر دلگیر		از مرحمت جہان پناہی	
	زین بار ز تفاخر و مباہات		شد مہر تفخر و مباہی	
	تاریخ عطائے تمغہ ای مہر		شد تمغہ لطف پاک شاہی ۱۳۲۰ھ	

اور ۲۷- اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو تمغہ دربار شہنشاہ معظم جارج پنجم ادام اللہ سلطنتہ بذریعہ صاحب کمشنر بہادر بمقام لکھنو مرحمت ہوا ۱۲- جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو مین مینوسپل بورڈ سندیلہ کا چیرمین منتخب ہوا اور بفضل خدا اس عہدہ کی خدمات کو مین بہترین کوشش و کامیابی کے ساتھ ادا کرتا ہون جس کا ثبوت چند نقول چھٹی و ریویو مندرجۂ ذیل سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

(۱) انتخاب از معائنہ ڈی- اے- ایچ- وے صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ہردوئی

مورخہ ۲۲- اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

چیرمین نے اپنا نیا کام نہایت گرمجوشی کیساتھ شروع کیا ہے اور یہ طریقہ غیر ملازم چیرمین کا عمدہ پھیل رہا ہے۔

(۲) انتخاب از فقرہ (۸) چٹھی مورخہ ۱۰- اگست سنہ ۱۹۱۰ء مرسلہ آنریبل مسٹر آئے ایل سانڈرس کمشنر لکھنو۔

نئے غیر ملازم چیرمین کنور درگا پرشاد نے چند بلا نقائص کو رفع کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ مین بہت جلد نمایان ترقی دیکھونگا۔

(۳) انتخاب از ریویو آنریبل پنڈت جوالا پرشاد صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ہردوئی متعلق کام میونسپل بورڈ سندیلہ بابتہ سال لغایت ۳۱- مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

مجموعی حالت مین انتظام مین کامیابی ہوئی ہے کنور درگا پرشاد چیرمین شکریہ

کے مستحق ہین جنہون نے بہت سا اپنا وقت مینوسپل کے کامون مین صرف کیا ہے

(۴) انتخاب فقرہ ۸ جنرل ریویو کمشنر صاحب متعلق کام مینوسپلٹی بارے بابتہ سال
لغایت ۱۹۱۲ - بابتہ ۱۹۱۱ ء

کنور درگا پرشاد چیرمین نے انتظام مین نہایت قابلیت دکھلائی ہے خصوصیت کی طرف بہت توجہ کی ہے اور نہایت خوش کن مستعدی سے

ہدایات پر عمل کرتے ہین مجھے امید ہے کہ ممبران اُنکی مدد کرین گے -

(۵) ترجمہ ریویو آنریبل اے ڈبلیو پی ہچ چودھری مہراج سنگھ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر متعلق رپورٹ سالانہ مینوسپل بورڈ

سندیلہ بابت سال لغایتہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۲ ء

چیرمین کی رپورٹ سال بھر کے عمدہ کامونکی ایک تحریر ہے -

کل آمدنی مین ترقی ہوئی ہے - سالگذشتہ مین آمدنی ... تھی امسال ... ہے بورڈ بماتحتی نان آفشیل چیرمین کل سال تمام عمدہ انتظام کے بابتہ قابل مبارکباد ہے - مینوسپلٹی کا انتظام بہت ہی خوبی کے ساتھ انجام دیا گیا ہے جس کے لیئے خاصکر کنور درگا پرشاد صاحب چیرمین تعریف کے مستحق ہین اونہون نے اپنے فرائض کو نہایت استقلال اور ہوشیاری اور کوشش کے ساتھ ادا کیا کمشنر صاحب نے اُنکو ایک دربار مڈل اُنکی کارگذاری کے صلہ مین لکھنؤ کے جلسے مین عطا فرمایا مین اپنے ریویو کو بغیر ممبران بورڈ کے تعلقات پر سرخی کیئے ہوئے بند نہ کرونگا - یہ امر قابل افسوس ہے کہ کل ممبران بورڈ چیرمین صاحب کو متفق اور مطیع ہو کر مدد نہین دیتے ہین

لیکن خوش قسمتی سے ابتک انکے مخالفین کی تعداد کام مین زیادتی کے ساتھ ہارج ہونیکے واسطے کم ہے۔ میری نصیحت ان نوجوانون کے لئے یہ ہے کہ انکو چیرمین کے اقتدار و مرتبہ کو دیکھکر اسقدر بے صبر اور بیتاب ہونا چاہیے۔ جوکہ انکے نقبہ کا قدیم سربرآوردہ شخص ہے۔ اور جسکو پبلک بہت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور جسکے سفید بال اسیقدر ان نوجوانون کے ادب کے لیئے مستحق ہین مخالفت جوکہ تمام تر ذاتی اغراض پر مبنی ہوتی ہے بجز ظاہرا رقیع ہونے کے اور کچھ نہین ہے بلکہ لوکل سلف گورنمنٹ کی آیندہ کامیابیون کے لیے ایک بدشگونی ہے بخلاف اسکے چیرمین صاحب کو بھی صلح کن برتاؤ کے واسطے مستعد ہونا چاہیئے تاکہ اور ممبرون کے ساتھ دوستانہ اتفاق حاصل ہو جاے۔

دستخط مہاراج سنگھ ڈپٹی کمشنر ہردوئی

(۶) ترجمہ خلاصہ ریویو جناب آنریبل مسٹر ایچ وی لیوٹ صاحب بہادر سی-ایس-آئی-کمشنر ڈویزن لکھنؤ آخرمارچ ۱۹۱۲ء

ڈپٹی کمشنر نے رپورٹ سالانہ ریویو بہت غور سے کیا ہوا اور سال بھر کے کام کو پورا پورا دکھلایا ہے میونسپل کی آمدنی مین قابل تعریف ترقی ہوئی ہے اور یہ ترقی قریب قریب ہر مد مین ہوئی ہے اسوقت میونسپل کے پاس ایک کافی تعداد بقایا کی موجود ہے کل آمدنی علاوہ سنٹری بورڈ امداد کے جسکی تعداد مبلغ دو ہزار ہے۔ بقایا سالگذشتہ کی جسکی تعداد مبلغ صہ سابصہ ہے جیسی کہ میونسپل

مین کبھی نہین ہوئی - بورڈ وقتاً فوقتاً آپسمین جرح قدح کرلیا کرے لیکن سختی کے ساتھ نہین - اور اپنے صاحب ضلع کی نصیحت پر عمل کیا کرے بورڈ کا نان آفیشل چیرمین ایک لایق قابل معزز آدمی ہے -

مسند نشینی یا تحریر باعث تصنیف کتاب ہذا ۲۴ سال کا زمانہ مقتضی ہوا مین نے ۲۳ شادیان لڑکی اور لڑکون کی کین جنکا بہت بڑا بار ریاست پر پڑا - ان تقریبات مین دو لاکھ روپیہ صرف ہوا اور چھوٹی چھوٹی تقریبون کا شمار نہین ہوسکتا علاوہ اسکے عمارت اور املاک بزرگون کی جسکا ذکر کرچکا ہون ایسی وسیع ہے جسکی حالت خود باشندگان شہر اور ساکنان بلاد و امصار دیر ظاہر ہے اور اسوقت باعث واقعہ غدر و فتحیابی دولت انگلشیہ کی ایک یادگار عظیم ہے - اُسکی تعمیر اور ترمیم مین بدفعات ایک لاکھ روپیہ سے زائد صرف ہوا - بہت سے مکانات ان عمارات مین جدید تعمیر کئے گئے اور درحقیقت اِسکی ضرورت بھی تھی اسواسطے کہ بسبب کثرت عیالداری گنجائش مکانات موجودہ مین نہ تھی اور اب بھی باوجود اسقدر توسیع عمارت تکلیف سے بسر ہوتی ہے جب کسی بھائی یا لڑکے کی شادی ہوئی تو اسکے ساتھ ہی اسکی بود و باش کے لیے مکان بھی مجھے بنانا پڑتا ہی سندیلہ مین کوئی سرائے عمدہ اور پختہ نہ تھی - بہت تکلیف مسافران کو ہوتی تھی مسٹر کوئن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ہردوئی کا خیال اس جانب رجوع ہوا چنانچہ مین نے اِس بار عظیم کو اپنے دوش ہمت پر لیا اور بفضل ایزدی عرصہ

ایک سال مین سرائے پختہ طیار کرادی اُس کا بنیادی پتھر جناب ایڈمس صاحب بہادر کمشنر ڈویژن لکھنؤ نے بتاریخ یکم نومبر ۱۸۹۳ء کو اپنے دست مبارک سے رکھا اور بتاریخ ۳۰ جنوری ۱۸۹۴ء افتتاح اسکا جناب کون صاحب بہادر نے فرمایا ان دونون تقریبات مین مجمع کثیر تھا خصوصًا جلسۂ افتتاحی بہت شان و شوکت سے مرتب ہوا تھا جسمین اکثر حکام یورپین بھی مہمان تھے اور انکے لئے عمدہ انتظام کیمپ اور مہمانداری کا کیا گیا تھا بہت سے تعلقدار صاحبان و رؤساء ہردوئی و لکھنؤ و سیتاپور اس جلسۂ عظیم الشان مین شریک تھے ۔

بعد ختم اس کام کے ہندو مسافران اور اکثر ہندو فقرا نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ایک دہرم سالہ ہم لوگون کے لئے بھی بنایا جائے اس لیے کہ سرائے مین ہم لوگ فروکش نہین ہو سکتے جب ۱۸۹۶ء مین قحط عظیم پڑا اُسوقت میرا خیال اسطرف رجوع ہوا کہ اسوقت اگر یہ عمارت بنوائی جائے تو پرورش قحط زدگان اور نیز باعث آرام مسافران و فقرائے اہل ہنود اس سے متصور ہے۔ **مصرعہ** چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار چنانچہ مین نے اسی حالت قحط مین اس عمارت کی تعمیر شروع کی اور بعنایت الٰہی یہ بھی اختتام کو پہونچی پھر اکثر مسافران ہنود نے یہ خواہش ظاہر کی کہ یہان ایک مندر بھی ہونا چاہیے ۔ بمشورۂ آنریبل مہاراجہ سر پرتاب نرائن سنگھ بہادر مہاراجہ اجودھیا جو میرے دوست و عنایت فرمائے

قدیم سے تھے پانچ شوالے سنگ مرمر کے طیار کرائے اور بتاریخ ۲۰ ماہ جولائی ۱۸۹۹ء ساعت سعید پر نصب ہوئے استھاپنا کا جلسہ بہت ہی عظیم الشان تھا اور برات بہت جلوس کے ساتھ نکلی ہر طبقہ کے لوگ ساتھ تھے۔ پھر یہ خیال میرا رجوع ہوا کہ اوپر کے کمرہ پر کتبخانہ بھی ہو جسمین مسافران علم دوست کو کتب بینی اور ذریعہ دلچسپی حاصل ہو۔ چنانچہ یہ کام بھی بعنایت الٰہی انجام کو پہونچا خداوند کریم کو جب کوئی بات نیک منظور ہوتی ہے تو اُسکے ویسے ہی وہ سامان جمع کر دیتا ہے۔ چنانچہ پھر مین نے چاہا کہ باغ بھی اُسکے ساتھ ہو تاکہ مسافران غریب الدیار کو اُس سے تفریح حاصل ہو بعنایت الٰہی اُسکے قریب قطعہ زمین حاصل کرکے نہایت عمدہ باغ لگایا جو باعتبار عمدہ اثمار اور بخیال گلہاے رنگا رنگ اپنی اچھی حالت دکھا رہا ہے۔ اکثر اہل شہر اور مسافران دو سرے شام کیوقت وہان تفریح کے لیے بیٹھتے ہین اور دلچسپی و شگفتگی حاصل کرتے ہین۔ مین اپنے خداے پاک کا کہان تک شکریہ ادا کرون کہ جو مین نے دلمین نیک کامون کے لئے ارادہ کیا اُسنے اپنے فضل و کرم سے پورا کیا چنانچہ اس طور سے مین نے اپنے ایک قصیدہ مین اُس کا شکریہ ادا کیا ہے۔

ہر مرادِ مشکل خود را کہ می جستم بہ شوق
بخت نازم کہ در دستم چہ آسان آمدہ

اب مین کچھ اپنے حالات شوق علمی اور تعلیم کے بابت لکھنا چاہتا ہون

ابتدا سن شعور سے مجھے علم سے شوق خاص رہا مجھے خوب یاد ہے ایک منٹ بھی مین نے اپنا وقت بیکار ضایع نہین کیا میرے والد نامدار نے بہت کچھ توجہ میری تعلیم پر فرمائی اور سب سے زیادہ تعلیم یہ تھی کہ ہمیشہ مجھے اخلاق اور آداب کا پابند رکھتے تھے اور میری صحبت مین کبھی کم عمرون اور نوجوانون کو بیٹھنے نہین دیتے تھے کیا استاد کیا مصاحب اور کیا خدمتگار سب اپنے آوردہ مقرر فرماتے تھے اور ہر وقت معمر لوگون کے ساتھ میری صحبت رکھتے تھے قدرتی طور سے چونکہ مجھے شوق علمی تھا لہذا مین نے کبھی اشتغال لہو لعب کی جانب توجہ نہین کی ہمیشہ اہل سخن سے اپنی بزم کو مرتب رکھتا تھا قبل غدر گو میری عمر بہت کم تھی لیکن اُسوقت مین نے ایک ایسا عمدہ کتب خانہ اپنے خاندانی کتبخانہ سے علحدہ جمع کیا تھا جو کہ قابل دید تھا لیکن افسوس ہے کہ جب فیروزشاہ باغی نے میرے مکانات کا اسباب لوٹا اسوقت یہ میرا کتب خانہ بھی لٹ گیا بعد ایام غدر والد نامدار رات کو ہمیشہ مجھے اپنی صحبت مین حاضر رکھتے اور کتب اخلاق اور کتب تواریخ میری زبان سے سنتے جس سے میرا شوق علم روز بروز بڑھتا جاتا تھا اخلاق مین زیادہ اطاعت پدر اطاعت بادشاہ وقت اور رعایت اہل خاندان کیطرف مجھے رہنمائی فرماتے تھے اور اسکی مثال مین اکثر قصص اثر خیز زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرماتے تھے۔ شعر گوئی کا بھی شوق کثرت مشاغل علمی سے پیدا ہو گیا۔ چنانچہ

اکثر قصائد جناب والد نامدار کی مدح و ثنا مین نظم کرتا اور اپنی زبان سے پڑھکر سناتا
جس سے آپ نہایت خوش ہوتے تھے اور مجھے مورد عنایات بے پایان
فرماتے تھے خط نستعلیق کی مشق مین نے راے نوبت رلے صاحب اپنے
بڑے بھائی خاندانی سے کی تھی اور خط شکست کی تعلیم راے ٹکیت راے صاحب
اپنے چچازاد بھائی سے پائی تھی اور پھر والد نامدار نے اُسکے دقائق اور نکات
مجھے بتلائے جوکہ اِس خط مین یکتاے روزگار تھے چنانچہ اِس دس سال مین
مین نے باوجود کثرت کارہاے متعلقہ اڈھائی سو جلد کتاب اپنی تصنیفات سے
بخط نستعلیق اور شکست لکھین - یہ جملہ کتابین مطلا اور مذہب اور مجلد ہوکر داخل
کتبخانہ ہوئی ہین اور اب تک تحریرات کا سلسلہ جاری ہے میرا اس علمی شوق
کا عملہ اور سامان جداگانہ ہے جو ہر وقت سفر و حضر مین ساتھ رہتا ہی - ازانجملہ مجھے
اِن کتابون کی ترتیب تہذیب مین عزیزی منشی کنہیالال دفاسٹھانا سندیلی سے
بہت مدد پہونچی - ایام طفلی سے انکی طبیعت کو مین نے اس طرف مائل پاکر اِس
صیغہ مین داخل ملازمت کیا چنانچہ بفضل خدا چند ایام مین انہون نے خوشنویسی
حاصل کی بہت سی کتابین بخط نستعلیق انکی لکھی ہوئی داخل کتب خانہ ہین پھر
انکی طبیعت فن مصوری کیطرف بھی مائل پائی لہذا انکو اپنے ساتھ دہلی لے گیا
وہان کے مصورون سے اکثر دقائق اور نکات انھون نے حاصل کئے - پھر
بنارس سے مین نے بنک پرشاد و رام پرشاد مصور کو اپنی تصویر لائف سائز

بنوانے کیواسطے بلوایا چنانچہ اُنھون نے اُن سے بخوبی تکمیل اس فن کی کرلی
اسی موقع پر مین نے ایک قطعہ بطور نصیحت انکو لکھکر دیا قطعہ
وقت غنیمت شمار ترک خور و خواب کُن گلشن ادراک را تازہ و شاداب کُن
باز نیاید بدست ایچو وے آموز گار کسب ز شوق دلی این فن نایاب کُن
اب عنایت الہی سے فن مصوری مین انہون نے مشق کامل بہم پہونچائی ہے
اکثر راجگان اور رؤساء کرام اور حکام والا مقام اور والیان ریاست اور
عماید کی تصویرین لایف سائز آیل پینٹ انہون نے بنائی ہین جو نہایت
ہی مقبول ہوئی ہین اور عمدہ عمدہ سارٹیفکٹ اسکے متعلق انہون نے
حاصل کئے ہین امید ہے کہ یہ روز بروز ترقی کرینگے۔
ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء مین ایک عظیم الشان نمائش جیسی کبھی ہندوستان مین
نہین ہوئی تھی بتوجہ جناب مستطاب معلی القاب آنریبل سر جان پیکاٹ
ہیوٹ کے سی ایس آئی سی آئی ای لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ
واودھ شروع ہوئی اوسمین مین نے دس جلد ما بین اپنی تصنیفات
اور اپنی دستی تحریر کی مطلا اور مذہب داخل نمائش کین اور چند اشعار
ایک بڑے فریم مین بخط نستعلیق و شکست لکھکر نہایت اہتمام سے مطلا
کر کے داخل نمائش کئے۔ یہ جملہ اشیا اودھ کوٹ تعلقداران اودھ
مین رکھی گئین۔

یکم ماہ دسمبر کو بروقت افتتاح حسب الطلب راقم بھی شریک دربار ہوا - اودھ کوٹ مین اِن کتابون اور اشعارون کے دیکھنے کے لئے حکام یوروبین اور ہندوستانی و خاص عام کا بہت ہجوم

کتاب آفشل ہند بک جو نمایش کی بابت چھپی ہے اوسمین میرا ذکر صفحہ ۱۰۳ مین اسطرحسے لکھا گیا ہے -

صفحہ ۱۰۳ آفشل ہند بک آف دی نمایش - اسمین چند نمونے مطلا قلمی تحریر اوس قابل تعلقدار کنور درگا پرشاد کے بھی ہین جنھون نے دس سال کے عرصہ مین دو سو پچاس کتابین خوشنویسی کی لکھی ہین -

بعد ازان مین نے اسی نمایش کے متعلق ایک قصیدہ ہز آنر ممدوح کی خدمت مین بہت اہتمام سے پیش کیا جسکی نقل درج ذیل ہے -

ہنگام عشرت آمد ہم وقت کامرانی	واشد بروے عالم ابواب شادمانی
یارب بود مبارک این روز عہد فرخ	فرخندہ باد دایم این عیش جاودانی
حیرت فزاے دل شد سامان این نمایش	عشرت فزاے جان شد تائید آسمانی
زین گونہ گشت سامان زبہر این نمایش	دیدہ نہ چشم عالم در صحف باستانی
شد جلوہ بخش ہر سو ہر وائے ز ملکے	باشوکت فریدون باحشمت کیانی
از راجگان ذیشان خوش شوکتی ہویدا	وز اہل جاہ و دولت بزمے است خسروانی
فرمانرواے عادل ہیوٹ جہان شفقت	از بہر این گلستان خوش کرد باغبانی

افزوده شان درست نمود قدر صنعت — بنهاده است هرسو بنیاد کاردانی
داده چه خوان نعمت شده چه میزبان است — داده صلای عشرت هم داد میهمانی
جور و ستم نمانده در عهد او بعالم — امن و امان درآمد از بهر میزبانی
دولت بود قرینش نصرت بود بپاش — اقبال کرد اورا در رزم همعنانی
طبعش همیشه مائل بهر رفاه عالم — عدلش همیشه شاغل برکار پاسبانی
در وقت مهر سازد هرگونه مهر و شفقت — هنگام قهر سازد اظهار قهرمانی
با سروران نماید شان کرم هویدا — با مفلسان نماید الطاف بیکرانی
جمجاه وکی شکوها باشی همیشه شادان — از هر بلا خدایت سازد نگاهبانی
از جبهه تو ظاهر شانِ جهان کشائی — وز چهره تو تابان انوار ملک رانی
در عنصر تو شامل این چند چیز است — عدل و کرم فتوت هرگونه مهربانی
گویم جهانِ عدلی هم کان لطف و مهری — در حلم چون زمینی در قدر آسمانی
در عقل بی نظیری در فکر دوربینی — مقبول یک جهانی محبوب یک زمانی
در حلم آفتابی در فضل ماهتابی — هم جان یک جهانی هم برکت زمانی
در عهد استواری در عزم پایداری — در رزم جانستانی در بزم گلفشانی
در وقت عیش و عشرت همرنگ نوبهاری — هنگام غیظ و سطوت چون صرصر خزانی
از کارهای نیکو وز نام نیک یارب — تا این جهان بماند تو در جهان بمانی
شاهنشه جهان را اقبال یار باشد — صد تاج ملک بخشد در مملکت ستانی

اے مہر خستہ خاطر راہ سکوت برگیر	بگذر ز جوش خاطر وز طول داستانی
سال نو است اکنون کن عرض بار دیگر	فرخندہ باد دائم این روز کامرانی

اور ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء مین جب شاہزادہ جرمن بغرض سیاحت لکھنؤ تشریف لائے اور منجانب انجمن ہند انکی دعوت ہوئی حضور ہز آنر سر جان پرسکاٹ ہیوٹ بالقابہ نے خاص طور سے مجھسے ملاقات گورنمنٹ ہاؤس مین کرائی اور میرے مذاق علمی کی شاہزادہ موصوف سے بہت تعریف کی مین نے قصیدہ ذیل پڑھکر سنایا۔ جسکو سنکر نہایت محظوظ ہوئے

(قصیدہ)

مژدہ ای اہل اودھ شہزادہ جرمن رسید	نونہال تازہ گوئی کہ در گلشن رسید
نونہال گلشن اقبال فرد اقتدار	باشکوہ خسروی باشوکت بہمن رسید
در زمان جوش خاطر ہم بوقت انتظار	وارث تخت شہی در ساعت احسن رسید
درۃ التاج شہنشاہی چراغ سلطنت	عالم ہر علم و دانش ماہر ہر فن رسید
شہسوار چابک میدان رزم و کارزار	باسنان و تیغ و باخفتان با جوشن رسید
غلغل شادی برآمد از دل برنا و پیر	این نوید تازہ چون در کوچہ و برزن رسید
ہر کسے واکرد چشم خود براہ انتظار	ہر کسے از جوش دل از موطن و مسکن رسید

شد منور ساحت ہندوستان از مقدمش — اینچنین خورشید چون با چہرۂ روشن رسید
آمدہ شمع منور در شبستان مراد — شاہد مقصود خاطر در کنار من رسید
شد شگفتہ غنچۂ خاطر ز فرط خرمی — گوہر مقصود دل در دست در دامن رسید
شکر ایزد را کہ کشت آرزو شد تازہ تر — شکر ایزد دانۂ مقصود در خرمن رسید
از قدوم فیض بخش این مسیحائے زمان — عالمے را صد روان تازہ در تن رسید
اللہ اللہ این چہ روز نیک آمد در نظر — اللہ اللہ این چہ وقت فرخ و احسن رسید
جان نثار راہ اخلاصش کنید اہل وطن — میہمان تازۂ شاہنشہ لندن رسید
از وفور خلق عالم را مسخر کردہ است — بہر صید مرغ دلہا طرفہ صید افگن رسید
بہر عمر و اقبالش دعائے خاص کن — زود یابی در قبول قادر ذو المن رسید

بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۱۲ء حضور پر نور جناب مستطاب معلی القاب گردون مآب
لارڈ ہارڈنگ والسرائے و گورنر جنرل کشور ہند لکھنؤ تشریف لائے
اوسی روز منجانب تعلقداران اودھ بوقت شب بارہ دری قیصرباغ مین
جلسہ دعوت منعقد ہوا۔ دوسرے روز بتاریخ ۲۰ فروری سنہ مذکور کو

دربار لیوی گورنمنٹ ہاؤس مین بہت شان و شوکت کے ساتھ ہوا - راقم السطور نے اِن ہر دو دربارون مین شرف حضوری حاصل کیا - بعد ازان ۱۲ - فروری ۱۹۱۲ء بوقت سہ پہر گارڈن پارٹی ہوئی شاہزادگان والا تبار و راجگان بلند اقبال و رؤسا عظام و حکام بلند مقام نے شرف باریابی حضور ویسرائے بہادر حاصل کیا - حضور ویسرائے بہادر نے ہر ایک تعلقدار سے ہاتھ ملایا جس وقت میرے پاس تشریف لائے عالیجناب ہیوٹ صاحب بہادر بالقابہ لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ نے میری علمی لیاقت کا ذکر حضور ویسرائے بہادر سے کر کے مجھسے فرمایا کہ اگر آپ کی کوئی تصنیف اسوقت موجود ہو تو پڑھئے خوبی وقت سے حضور ممدوح الشان کی تشریف آوری کی تہنیت مین جو قصیدہ مین نے تصنیف کیا تھا اسکا مسودہ میری جیب مین موجود تھا چنانچہ مین نے اسکو باواز بلند و بلہجہ خوش پڑھا حضور ممدوح الشان بہت ہی مسرور و شادمان ہوے اور کلمات تحسین و آفرین سے میری عزت افزائی فرمائی -

قصیدہ

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد
نہال مقصد عالم بہ برگ و بار آمد

نسیم لطف و تلطف وزید در عالم
شمیم رحمت حق طرفہ مشکبار آمد

فتاد ہمسر آمد جہان فیض و کرم
فتاد غلغلہ جانبخش روزگار آمد

یکی بگفت که نواب هارڈنگ رسید
بصد جلال و بصد حشمت و وقار آمد

دگر بگفت که خار الم بچید ز طبع
ز لطف مرهم زخم دل فگار آمد

یکی بگفت مربی اهل هند رسید
دگر بگفت پی خلق غمگسار آمد

نوای عیش و طرب خاست از زمین و زمن
صدای سور ز هر گوشه و کنار آمد

پی زیارت روی جمال پاک او
هجوم خلق ز هر گوشه و کنار آمد

جهان چرا نشود شاد از زیارت او
ز هارڈنگ نخستین چو یادگار آمد

ببال بر تن خود ای وجود اندر بیت
که در ریاض خزان دیده ات بهار آمد

بناز ملک اوده بر طلوع اختر خویش
که این قدوم به بخت تو سازگار آمد

خدایگانا این بوستان خطهٔ هند
ز آبیاری لطف تو لاله زار آمد

فدای خوی نکوییت بود همه عالم
دل زمانه باخلاق تو نثار آمد

چو مخزن کرم و لطف ذات پاک تست
جهان ز شفقت و لطفت امیدوار آمد

نظام ملک منظم شد از وجود تو
قرار تازه بدلهای بیقرار آمد

بخفت فتنه و بیدار گشت امن و امان
بنای سلطنت هند استوار آمد

خموش مهر که وقت دعا رسید نه راز
برای طول سخن وقت اختصار آمد

بگو دوام بگوشم همین رسد یا رب
که مورد کرم و فضل کردگار آمد

مدام در نظر آید که در رکاب او
ظفر یمین و همه اقبال در یسار آمد

انشا پردازی کی تعلیم خاص جناب والدنامدار نے مجھے دی اور خود رات کو میرے مسودات اپنی اصلاح سے مزین فرماتے اور ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ تحریر مین ایسی حالت انسان حاصل کرے کہ جسمین مکتوب الیہ خط کے پڑھتے ہی مثل گل شگفتہ ہو جائے اور اُسکی محبت کا اثر اسپر پڑے پھاگن ۱۲۷۰ف مطابق ۱۸۶۳ء مین میری شادی ہوئی اُس وقت میری عمر ۱۷ سال کی تھی ۱۸۶۴ء مین جناب والدنامدار نے کاروبار ریاست میرے سپرد فرمایا حکام والامقام یعنی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و کمشنر صاحب کی خدمت مین ہردوئی وسیتاپور جاتا اور لکھنؤ مین حضور پرنور جناب صاحب چیف کمشنر بہادر سے شرف ملازمت حاصل کرتا تحصیل وصول بھی میرے متعلق فرمائی تمام عملہ ریاست میری نگرانی مین کام کرتا تھا جسقدر ڈاک اور خطوط آتے جواب لکھنے کے لئے میرے سپرد فرماتے تھے۔ ایک دو گھنٹہ کے اندر تمام جوابات لکھکر پیش کر دیتا خط مین کوئی بات لکھنے کو رہجاتی تو وہ خود دستخط کرنے سے پہلے بڑھا دیتے لیکن ایسا کم اتفاق ہوتا تھا۔ بعنایت الٰہی جوابات حسب منشاء خاطر اشرف ہوتے تھے اِس مراسلت اور کتابت سے میری انشا پردازی کو بہت قوت پہونچی والدنامدار میری وصلیان خوشنویسی کی اور جنم پتر ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے جب کوئی خوشنویس آتا تو اُسکو میری وصلیان دکھلاتے اور جب کوئی منجم آتا میری جنم پتر دکھلا کر زبان مبارک سے فرماتے کہ کسقدر عمدہ طالع

اسکے پڑے ہین ۱۲ بجے رات تک اپنی خدمت مین حاضر رکھتے ہین صبح ۵ بجے
غسل وغیرہ سے فراغت کرکے حاضر خدمت والا ہو جاتا۔ ۱۱ بجے تک
حاضر حضور رہتا پھر دوسرے وقت ۲ بجے سے شام تک حاضری دیتا تھا شام
کے وقت تفریح کے لئے بالمرہ اجازت حاصل کرتا اور گھوڑے پر سوار ہوکر
معہ حسین خان سوار اور محمد جان چابک سوار اور چند خدمتگارون اور سپاہیون
کے بیگم گنج یا کھتری تالاب کے میدان تک جاتا اور وہان سے واپس آتا گلیون
بازارون مین جانے کی اجازت نہ تھی مکان بالاخانہ جو میری آرام کے لیے
عطا فرمایا تھا اُس کا دروازہ اپنے نشستگاہ کے سامنے رکھا تھا جسمین آپکی
نگاہ ہر وقت آتے جاتے والون پر رہے اور ہر وقت دیکھتے رہین کہ کوئی نااہل شخص
تو صحبت مین نہین بیٹھتا ہے غرضکہ تعلیم سے زیادہ تربیت کا خیال ملحوظ
نظر اشرف رہتا تھا رات کو منجملہ دیگر مشاغل علمی نجوم کی بھی تعلیم بذریعہ منی رام
پنڈت مجھے دیجاتی تھی چنانچہ اپنی مثنوی پند دلپسند مین مین نے اسکا ذکر لکھا ہی

صحبت با اختر شناسان ہر زمان   داشتے مشغول سیر آسمان

استعمال منشیات سے بہت بڑی احتیاط میرے واسطے عمل مین لائی گئی۔
جناب شمس الامرا مرحوم تمباکو حقہ کا شغل فرماتے تھے لیکن میرے
لیے اُسکی بھی ممانعت تھی۔ جس مین اسقدر کامیابی مجھکو اور میری اولاد
کو حاصل ہوئی کہ نہ مین نے اور نہ میرے کسی بھائی نے حقہ پیا اور اب

میری جسقدر اولادین ہین سب اس سے محترز ہین کوئی بفضل خدا نہین پیتے۔ یہان تک کہ اگر کوئی دوست احباب آجاتے ہین تو تمباکو انکے لیئے بازار سے منگائی جاتی ہے اور اس ضبط پر مجھے فخر ہوتا ہی علی ہذالقیاس تمام ہوا و ہوس نفسانی سے بفضل خدا کے دل پاک مین ریاست کی متعلق جو حقوق مواقع شادی و بیاہ و دیگر تقریبات ارباب نشاط کے لیئے مقرر ہین وہ بتقضائے ریاست رسم وراہ سوسائٹی کرنا ہوتے ہین۔ مگر تب بھی تخفیف و تقلیل کا دخل اسی مین ضرور ہوتا ہی جیسا کہ مین نے کتاب بہد دلپسند مین لکھا ہی۔ ؎

پیرو راہ نیاکان بودہ ام	گہ نہ لب از جام تر آلودہ ام
نے بہ بزمم شورش مستانہ	نے بدستم ساغر و پیمانہ
مجلسم پاک از مے و مینا بود	صحبتم با مردم بینا بود
خامہ در رقص از بیانم نغمہ سنج	گنج معنی حاصلم از در درنج

آخر اس علمی شوق نے مجھے بہت کامیابی بخشی۔ میری کتب تصانیف تمام ہندوستان اور لندن اور ملک ایران تک پہونچی ہین۔ اور نیز ہر موا قع تقریبات شاہی مین مین نے بذریعہ قصائد اظہار عقیدت اور بندگی کیا ہی ازانجملہ اسموقع پر صرف دو قصائد کی نقل داخل کتاب ہذا کرتا ہون جسمین حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند جنت آشیانی نے اپنی خوشنودی مزاج بذریعہ وزیر اعظم ظاہر فرمائی ہے

اور نیز حضرت شاہنشاہ فلک بارگاہ ایڈورڈ ہفتم کے جشن تخت نشینی سنہ ۱۹۰۳ء
مین قصیدہ تصنیف کر کے ارسال کیا جسکی بابت بھی چٹھی صادر ہو کر سرفرازی بخش
احقر ہوئی۔

(قصیدہ)

در تہنیت جشن شصت سالہ شہنشاہ فلک بارگاہ سریر آرای سلطنت و جہانبانی فرازندہ لوای گیتی ستانی علیا حضرت ملکہ کوئن وکٹوریہ قیصر ہند ادام اللہ سلطنتہا و ملکتہا

فگندہ شور بہر جانب صدای انسی جانی
کہ فرخ باد در عالم نشاطِ جشن سلطانی

فروغِ بزم جشنش خیرہ ساز دیدۂ انجم
فلک از فرِ الوانش فرو رفتہ بحیرانی

زہی جشنے کہ خوش دادہ نشان در عرصۂ عالم
کہ سال شصت بگذشتش زشاہی و جہانبانی

شہنشاہے جہان پرور خدیو عدلیت گستر
کوئن وکٹوریہ دارا حشم اسکندرِ ثانی

زہی ماہی کہ روشن شد شبستان جہان ازوے
زہی شاہی کہ عالم گویدا و را ظلِ سبحانی

فروغ دیدهٔ دولت چراغ دودهٔ دانش
شه کشورستان و مالک ملک سلیمانی

جهانگیر و جهان‌بخش و جهاندار و جهان‌پرور
بود نازان بنام پاکش القاب جهانبانی

بهار دولت و حشمت عیار صولت و عظمت
نتاج دولت و ملت نشان حکم یزدانی

سپهر مجد را ماهی سریر فضل را شاهی
نگین رفعت و جاهی بنای عدل را بانی

جهان بر نام او نازد فلک بر کام او تازد
قضا بر حکم او سازد تعالی شان انسانی

تهیدستان قسمت را توانگر می‌کند در دم
همی بخشد گدا را منصب شاهی و سلطانی

زهی عدلش که از ستم نترسد در جهان زالی
زهی رعبش که بز را گرگ می‌سازد نگهبانی

اگر دست سخای او بعالم زرفشان گردد
نه حاجت در جهان ماند که بارد ابر نیسانی

بهار لطف او تازد قدم در عرصهٔ عالم
نماند در ریاض خاطر کس خار حرمانی

خوشا عهدش که دارد هر کسی جمعیت خاطر
بجز زلف پریشان کس نمی‌دارد پریشانی

ز مهرش دوستان را بادهٔ عشرت بساغر شد
ز قهرش کشتی عمر عدو گردید طوفانی

ایا شاه جهان پرور خدیو معدلت گستر
تویی در عالم امکان ظهور لطف ربانی

وجود دانش آرای تو شد سرمایهٔ بینش
بود ذات مبارک مخزن صد علم یونانی

بگاه بحث علم و فن به بزم دانش اندوزان
فلاطون است پیش تو یکی طفل دبستانی

ز شاهان سبق بیشک ربودی گوی در عالم
ادا کردی چنان امروز رسم معدلت رانی

ز خوانت می‌رسد نعمت هزاران بینوایان را
ز بذلت دامن هر کس پر از لولوی عمانی

تویی آن مهر تابان سپهر دولت و حشمت
که کردی شام غم‌های جهان را صبح نورانی

اگرچہ قیصر در آمدند درگہ معلی ہست
الا تا نظم ملک و دولت از ذات شہنشاہ باشد
الٰہی ملکہ وکٹوریہ شاہنشہ دوران

دلی دائم بود کارش دعاگوئی ثنا خوانی
بود زیبندہ تا بر فرق شاہان تاج سلطانی
بصد اجلال باشد بر سر تخت جہانبانی

دوران در عیش باشد جنود نصرت دولت

بود اقبال را در عہدش کار نگہبانی

نمبر ۱۲۸

نقل چٹھی ایچ لیوشن اسکوایر ڈپٹی سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا
بنام کنور درگا پرشاد تعلقدار ہردوئی

شملہ - ۱۱ - جون سنہ ۱۸۹۷ء

جناب من -

مجکو ہدایت ہوئی ہی کہ مین آپکو اس سے مطلع کرون کہ سکریٹری آف اسٹیٹ ہند (یعنی وزیر اعظم) نے اطلاع دی ہے کہ حضور ملکہ قیصرہ ہند نے بہت خوشی کے ساتھ آپکے ایڈریس کشتی نقرہ جو آپنے بتقریب جشن ڈایمنڈ جوبلی (جس سے مراد حضور قیصرہ کی شصت سالہ تخت نشینی سے ہی) پیش کی قبول فرمایا ہی کہ حضور ممدوحہ کی جانب سے آپکی خیرخواہانہ نذر کا خاص شکریہ ادا کیا جاے -

(راقم ایچ لیوشن ڈپوٹی سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا)

قصیدهٔ تهنیت تاج پوشی اعلیٰ حضرت قدر قدرت بادشاه جمجاه شهنشاه خورشید کلاه نوازندهٔ کوس جهانبانی فرازندهٔ لوای گیتی ستانی ایدورد هفتم پادشاه انگلستان و شهنشاه هندوستان دام الله سلطنته و ملکته

شورے بپاست هر دم از ماه تا بماهی — که امروز شه برآمد بر تخت پادشاهی

شاهنشه معظم ایدورد شاه هفتم — موزون شده بنامش لفظ جهانپناهی

بر عدل و رافت او نوشیروان بنازد — بر شان و شوکت او خسرو دهد گواهی

گسترده خوانِ نعمت امروز بهر عالم — داده صلای عام بخشش هرچه خواهی

از عدل و جودش بس که دولت ازان — در چار سوی عالم اسباب عز و جاهی

پر دامن هر یکی از گوهر مطالب — وز خلعت و مناصب گشته مباهی

هر سو است جشن عشرت هر جا است عیش و راحت — شادند جمله انسان هم مرغ و مور و ماهی

نازم بخت دهلی کز زیب و زینتِ او — جنت کند ز خجالت صد گونه عذر خواهی

هر جانبی که جویی یابی نشانِ دولت — هر پهلوی که بینی بینی شکوهِ شاهی

عالی جناب کرزن آمد فرازِ مسند
قایم مقام قیصر باشانِ کج کلاہی

فرماندہانِ عالم مہاراجگان اعظم
گشتند جلوہ فرما با فرِ بادشاہی

یکطرف پہلوانان با تیغ و گرز و خنجر
دادہ ثبوت جرأت ہم عرضِ خیر خواہی

اہلِ قلم نشستہ یکسو بصد ارادت
خیلے بود و گرسو از لشکر و سپاہی

بانگِ خوش نقیبان بررے اہلِ مجلس
افزود طرفہ صولت ہم شانِ فرشاہی

دہ دہ چہ روز خرم وہ وہ چہ وقتِ میمون
ہر طبع راست حاصل خوش عشرتِ کماہی

این جشن را بجشنِ شاہ جہان چہ نسبت
نے نسبتی بجشن بزمِ قبادِ شاہی

دہلی بہشتِ عدن است امروز بہرِ عالم
رضوان برین دلیلم بشتاب دہد گواہی

حوران پاک صورت با چشم آرزوہا
از غرفہ ہاے جنت سازند خوش نگاہی

مہاراجہ جدہشتر بودے اگر بعالم
دیدے بچشمِ حیرت این شہر تختگاہی

شاہا بتو مبارک این جشن عیش و عشرت
شامل بود بحالت صد رحمتِ الٰہی

پروردہ جہان را از ناز و نعمت خود
صادق بود بنامت القابِ قبلہ گاہی

کشتیِ اہلِ عالم بردی بسوے ساحل
اے ناخداے دوران از ورطۂ تباہی

اقبال و فتح و دولت ہم فروشان و شوکت
در موکبِ تو دایم مصروفِ سربراہی

ہنگامِ رزم دشمن گر ہمچو کوہ باشد
در چشمِ ہمتِ تو باشد چو برگ کاہی

مہر است بندۂ تو دایم ز صدقِ باطن
سازد دعاے دولت در وردِ صبحگاہی

تا مہر و ماہ روشن بر روے سقفِ گردون
تا روز را سفیدی شب راست تا سیاہی

تا ز سپہر نیلی موزون است سائبانے	بر خاک تا کہ فرش است از سبزہ گیاہی
عالم بود مسخر ہم لشکرت مظفر	ہم بر سرِ تو بادا زیبندہ تاج شاہی
دستِ تو باد یارب ہموارہ براوامر	حکمِ تو باد نافذ ہر لحظہ بر نواہی

قطعہ تاریخ

تخت و کلاہ شاہی چون از تو شد مباہی	شاش کنون بجویم اے سلطنت پناہی
اندک چو غور کردم تاریخ خوش برآمد	دایم بود مباہی تخت و کلاہِ شاہی ۱۹ ۰ ۳ ع

نقل ترجمہ چٹھی انگریزی دربارہ رسید قصیدہ دربار دہلی۔

از۔ ایچ ٹی۔ مارکن اسکوائر۔ آئی۔ سی۔ ایس۔

انڈر سکریٹری گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ واودھ

بنام کنور درگا پرشاد تعلقدار سرین بڑاگانوٗن ہردوئی از مقام الہ آباد موٗرخہ ۲۶۔ فروری ۱۹۰۳ع

حسب الحکم گورنمنٹ مین شکریہ کے ساتھ آپکی چٹھی بلا تاریخ کی رسید بھیجتا ہون جسکے ذریعہ سے آپ کے نے ایک اڈرس تبقریب جشن تاجپوشی بحضور حضرت شہنشاہ معظم اڈورڈ ہفتم بھیجا ہے۔

راقم مارکن انڈر سکریٹری گورنمنٹ۔

ہائینس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ہردوئی نے حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند کی یادگار
جشن جوبلی مین عجائب خانہ شاہی کے لئے میری کتاب گلستان ہند لندن
بھیجی اور وہ ایسی مقبول ہوئی کہ صاحبان انگریز نے ولایت سے بذریعہ وی۔
پی۔ دو جلدین میرے مطبع سے اور منگوائین۔ لیکن مین نے ہدیتاً انکی
خدمت مین ارسال کین ۱۹۰۹ء مین جب برٹر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر
ہردوئی ولایت جانے لگے تو مجھسے بذریعہ تحریر چھٹی ارشاد فرمایا کہ آپ
ایک کتاب خوشنویسی کی ٹھیکہ لکھ کر دین تاکہ مین اسکو بطور تحفہ ولایت لیجاؤن
چنانچہ مین نے ایک کتاب قصیدہ جشن تخت نشینی حضرت ایڈورڈ ہفتم کی
لکھکر حاضر کی جناب موصوف نے اسکو ولایت لیجاکر عجائب خانہ شاہی مین
داخل کی۔ جسکی بابت اپنی چھٹی مورخہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء مین تحریر فرمایا ہے

نقل چٹھی

کنگ لی نیوملٹن

۳۰ - اکتوبر ۱۹۰۹ء

ڈیر کنور درگا پرشاد

مین نے آپ کی خوشخط لکھی ہوئی نظم جو آپنے شاہ اڈورڈ ہفتم کی تاجپوشی کی یادگار مین تصنیف کی تھی برٹش عجائب خانہ مین پیش کی - مین خود اُسکو لیکر گیا اور اپنے ایک دوست کو دی جو کہ وہان کے لائبریرین ہین وہان کے حکام اُس کتاب کو دیکھکر بہت خوش ہوے مجھے امید ہے کہ تھوڑے عرصہ مین اُسکے متعلق میرے پاس خطوط پہونچین گے جس کو مین آپکے پاس بھیجدونگا

ایل - ایچ - ٹرنر

دوسرا اتفاق یہ ہوا کہ ایک شاعر ایرانی جن کا تخلص دارا تھا سندیلہ تشریف لائے مین نے بمناسبت زبان فارسی ایک جلد گلستان ہند اور دوسری حدیقہ عشرت یعنی تذکرہ النسوان انکو دی انھون نے ولایت جاکر ذکاء الملک وزیر صیغہ علمی سلطنت ایران کی خدمت مین پیش کین

نواب معزی الیہ نے اخبار ہفتہ وار طہران مطبوعہ روز پنجشنبہ سیزدہم رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۰۶ء مین اس کتاب کا ریویو لکھکر میرے پاس روانہ فرمایا جس مین بہت انصاف کے ساتھ داد میری محنتون کی دی تھی مجھکو تمام عمر مین ایسی خوشی حاصل نہوئی تھی کہ جو اس قدر دانی سے ہوئی اسواسطے کہ فارسی اہل ایران کی زبان ہے مصرعہ مشکل ما و سہل ایران ست:؛ ہم لوگ دور ملک کے رہنے والے اور ایرانی فارسی جاننے والے ہین فارسی مین کیا کہہ سکتے ہین اگر وہ لوگ قدر کرین تو ہمکو اپنی محنت کا نتیجہ مل جانے یا عمدہ صلہ حاصل ہو جانے مین کیا شک ہو سکتا ہے یہ امر مین اپنے لیے بہت ہی باعث فخر سمجھتا ہون محض یہ عنایت خداوند کریم ہے کہ میرے کلام کو اسنے خلعت قبولیت بخشا ہے۔

انتخاب رسالہ تربیت روزنامہ ہفتگی صاحب امتیاز ذکاء الملک مدیر مدرسہ سیاسی دار الخلافۂ طہران پنجشنبہ سیزدہم شہر رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ مطابق یکم نومبر ماہ فرنگی ۱۹۰۶ء میلادی۔

سال نہم

گلستان ہند کتابے است مستطاب از مولفات جلیلۂ یکی از بزرگان و راجہ زادگان ہندوستان کہ صاحب جلالت قدر و رفعت مقام دانش

ومنبر است و آثارش از آفتاب مشهورتر ست راجه منفخم یعنی مولف کتاب گلستان ہند نواب گردون جناب معظم راجه درگاپرشاد صاحب تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ بہادر و رئیس اعظم قصبه سندیله آدام الله اقباله العالی می باشد۔ اما سندیله شہریا قصبه ایست از صوبه ہای شمالی غربی ہندوستان انگلش در ولایت سیتاپور در اوده کنار نہر بیتا د حوزه ۔ وو گنگ و منسوب بآن را سندیلی گویند و نویسند اما کتاب گلستان ہند تاریخ قدیم و جدید و سبعه ہندوستان می باشد و مشتمل بر چہار دفتر۔ دفتر اول در ذکر سلطنت ہنود۔ دفتر دوم در ذکر سلطنت سلاطین اسلامی ہندوستان که خاتمه و تتمی ہم دارد۔ دفتر سیوم در ذکر حکمرانی انگلش در بعضے از قطاع ہندوستان۔ دفتر چہارم در ذکر نیاکان بزرگوار مولف دانشمند کتاب مستطاب پوشیده نباشد که نواب شامخ الالقاب راجه درگاپرشاد بن راجه دنیت رائے بن راجه پرم دہن سندیلی ضاعف الله اجلاله که نگارنده کتاب گلستان ہند است در سنه ہزار و ہشت صد و چہل و شش میلادی بکرماجیتی متولد شده بنابرین سال عمرش که دراز و باسعادت و سربلندی انباز باشد حال تحریر این مقاله تقریباً بشصت میرسد دولت یار نامی یعنی جوہر گاپرشاد دام افضاله در پنج سالگی بمکتب رفته و مشغول درس شده و در ہمان اوائل بتحصیل لغت انگلشی پرداخته و در صرف مدت سه سال آن دانش را بدرجه کمال رسانده پس از ان چون شوق

فارسی دانی در فطرت او بوده درک و فهم این زبان را در زمانے بیش از کم کامل نموده و دقایق و نکات عبارت فارسی را از اہل زبان که در آن حضرت مہمان شده می شوند و ملاطفت و مہربانی دیده و می بینند دریافت کرده چنانکه نظم و نثر بسیار گفته و نوشته و در جہان معرفت و درایت بیادگار گذاشته و از انجمله یکی گلستان ہند است که بزبان شیرین فارسی نگاشته و بلندی مقام آن بختیار را در دانستن فارسی معلوم می نماید بعلاوه تتبع و اطلاع کامل مغری الیه در تاریخ سوانح و دقائق اقلیم با وسعت و عظمتے که ہمیشه مطمح نظر فاتحین کشورستان عالم بوده و در جنوب ممالک ما واقع است حکایت می کند پس از آن راجه درگا پرشاد بالیاقت و استعداد زبان اردو را که درین اواخر در اقطاع ہندی رونق و رواجے یافته نیز بخوبی آموخته و درین لسان ہم مالک از مه شعر و انشا گردیده و مصداق این بیت که اوستادان ما فرموده و گفته اند بیت

ہر که در وجوہر دانائی است　　در ہمه کارش توانائی است

شده کردگارش بکرامت و فضل مخصوص دارد تا ہمواره بنشر معارف و کشف حقائق گذارد غرض از تحریر این سطور آنکه دو ہفته پیش یک جلد کتاب مستطاب گلستان ہند و یک نسخه کتاب به حدیقهٔ عشرت باسم این ضعیف با دایرهٔ تربیت شرف وصول ارزانی داشته ریاحین بویاے فضائل و نکہت گلہاے پاینده آن گلستان و حدیقه حوزه دانش طلبان را چون روضهٔ بہشت معطر و دماغ قدردانان

دائره را تر کرد. معلوم شد کتابهای مسطور را مولف معظم آن نواب مهر قباب راجه درگا پرشاد سندیلی ادام الله حشمته والطافه بتوسط جناب فضائل و معالی نصاب آقا میرزا احمد متخلص به دارا از شعرای سخندان ایران و فصحای بحزبان دامت افاضه برای اینجانب ارسال داشته بعنوان هدیه عنایت فرموده است. انصافاً که سخت رهین و شاکر اکرام و احسان بزرگ بزرگان شدم و بمیل و رغبت مبلغی ازان دو دفتر دانائی خواندم و لذت بردم و باید دانست حدیقه عشرت تذکره نسوان شعرای فارسی زبان هندوستان و سائر ممالک می باشد و از هر جهت امتیاز دارد. کتاب تاریخ قدیم و جدید هندوستان موسوم به گلستان هند از کتب مفیده و کتاب حدیقه عشرت برای تفنن و تفریح بسیار خوب است و اصل مطالب صفات حسنه و مکارم اخلاق راجه دانائی آگاه دانش دوست فرخنده درگاه درگا پرشاد دام اجلاله می باشد که فی الحقیقت آدمی را بعالم انسانیت و بزرگ منشی و خوی پسندیده هموار می کند و حجاب قرب و بعد و سائر ملاحظات را از میانه برمیدارد و دور را نزدیک می نماید از توانای دانا درخواست میکنم که برعمر و دولت و معرفت و بصیرت نواب مستطاب راجه درگا پرشاد بفزاید سران و مهتران جهان را بکار خیر خاصته امور و مهام معارف دلالت و تشائق نماید فقط

بعنایت الٰہی میری تصنیفات کثیر ہین جسمین کتب ہائے ذیل اسوقت
تک طبع ہو چکی ہین ۔ گلستان ہند بزبان فارسی یعنی تاریخ ہندوستان ۔
حدیقۂ عشرت ۔ بوستان اودھ بزبان فارسی ۔ پند دلپسند بزبان فارسی ۔
اردو مثنوی مہرتابان ۔ گلشن ہدایت ۔ تاریخ اجودھیا ۔ اسوقت مہابھارت
اُردو مین ترجمہ کر رہا ہون ۔ جملہ ان پربون کے چھ پرب طبع ہو چکے ہین اگر
خداوندکریم نے اس کتاب کو پایۂ اختتام پر پہونچا دیا تو مین اپنے آپ کو
نہایت خوش قسمت سمجھون گا ان تصنیفات کے علاوہ قصائد اور مثنویان
اور تاریخین اور رباعیات بکثرت ہین جو ابتک طبع نہین ہوئی ہین اور
حالت موجودہ تک برابر میرا قلم میدان تصنیفات مین آمادہ جولانی ہے
ہرچند کہ کثرت کار سے بالکل فرصت نہین رہتی ۔ ریاست کا کام جسمین
کہ بڑا صیغہ مراسلت کا ہے اس کا تعلق اپنی ذات خاص سے مین نے
رکھا ہے ۔ دویم مقدمات فوجداری ۔ سویم کارہائے مینوسپل بورڈ جس کا
مین چیرمین ہون لیکن بقول کہ مصرعہ شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست
سفر حضر چلتے پھرتے جب اپنے متعلقہ کامون سے فراغت پاتا ہون برابر
تصنیفات کرتا رہتا ہون خدمتگارون کے پاس کاغذ قلم موجود ذرا وقت
ملا شعر یا مضمون لکھا ۔ چنانچہ مثنوی پند دلپسند مین مین نے ذکر کیا ہے ۔

گرشدم جانب بستان سوار	دل بیارم بود دست من بکار

زیر ہر نخلے و ہر شاخِ چمن	عندلیب طبع من شد نغمہ زن
گر دم آمد بابالین بہر خواب	مونس خوابم نیامد جز کتاب
تاکہ نوک خامہ صد دفتر نگاشت	یادگار از رفتگان نیکو گذاشت
از صریر خامہ جادو بیان	زندہ جاوید کردم یک جہان

اسقدر ذکر اور بے موقع نہوگا کہ ہندستان مین شاعری کا مذاق ہمیشہ سے چلا آتا ہی سنسکرت مین تو تمامتر تصنیفات کا دارو مدار اسی شاعری پر رکھا گیا ہی۔ یہان تک تواریخ اور دیگر علوم بھی نظم مین لکھے گئے ہین۔

فارسی اور عربی مین بھی اس فن کی بہت قدر کی گئی ہی اسوقت بادشاہ وزرا سب شاعر ہوتے تھے چنانچہ جسقدر بادشاہ ہندوستان مین گذرے ہین سوائے چند بادشاہون کے سب شاعر تھے جنکی تصنیفات اتبک ہندستان مین موجود ہین۔ شاعری ایک ایسا آلہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے انسان اپنی خواہشین درگاہ جناب باری تعالی مین بھی ایک اثر پذیر طریقہ سے پیش کر سکتا ہے اور اکثر تاریخون سے ثابت ہوا ہے کہ ایسی دعائین بااثر شعرا کی قبول بھی ہوئی ہین۔

علی ہذا القیاس سلاطین اور وزرا اور امرا کے دربار مین انسان اس احسن ذریعہ سے بہت کچھ کامیابی حاصل کر سکتا ہی جو دوسرے طریقہ سے

غیر ممکن ہے جہان پر کسی کا بار ہو شاعر کا کلام وہان بہو نچکر اپنا اثر دکھلاتا ہے
حضرت نظامی گنجوی علیہ الرحمان اپنی کتاب مخزن اسرار مین فرماتے ہین۔

بلبل عرش اند سخن پروران	باز چہ مانند بدین دیگران
ز آتش فکرت چو پریشان شوند	با ملک از جملہ خویشان شوند
پردہ رازی کہ سخن پروریست	سایہ از پردہ پیغمبریست
پیش و پس بست صف کبریا	پس شعرا آمد و پیش انبیا
این دو نظر محرم یک دوست اند	مغز همین و آن دگران پوست اند
شعر ترا صدر نشانی دہد	سلطنت ملک معانی دہد
شعر برآرد بامیریت نام	کالشعراء امراء الکلام

اس کے علاوہ شاعر کے خیالات نازک اور دقیق ہو جاتے ہین جس کام پر اسکی طبیعت رجوع ہوتی ہے اُسکو ایک نازک خیالی کے ساتھ پورا کر سکتا ہے۔ مثلاً کوئی شاعر ہے جو انشا پرداز نہین ہے لیکن انشا پردازی مین اگر وہ مشق حاصل کرنے کی کوشش کرے تو بہ نسبت اور دن کے وہ اندک توجہ مین جلیسی انشا پردازی کر سکتا ہے وہ انہین کر سکتا انشا پردازی کا بھی کم درجہ نہین ہے

دنیاوی معاملات اور تحریرات مین یہ بہت بکار آمد چیز ہے بلکہ یون کہنا چاہئے کہ بہت ہی مشکل چیز ہے بغیر اعانت طبع رسا اور بغیر امداد ذہن دقیقہ کشا یہ منزل دشوار گذار انسان طے نہین کر سکتا ہے۔ شیخ ابو الفضل وزیر اکبر نے بہت ہی کچھ فضائل انشا پردازی کے لکھے ہین جسمین یہ شعر بھی لکھا ہے۔

ازان نثر پایہ برتر منند کز آشفتہ گویم گران تر منند

چنانچہ بعنایت وکرم پروردگار عالم جس طور سے مین نے نظم مین مشق حاصل کی ہے اسی طور سے انشا پردازی مین بھی کثرت مشق بہم پہنچائی ہے چنانچہ میری تواریخین میرے اس دعوی کی شاہد ہین مین نے کوئی تصنیف نظم یا نثر خلوت مین بیٹھکر نہین کی بلکہ صحبت دوست احباب اور بحالت کاروبار تصنیف کی ہے اور ہمیشہ لحاظ اس امر کا ملحوظ ہے کہ میرے کار ہاے متعلقہ مین ان تصنیفات سے کوئی ہرج یا ملاقات دوست احباب مین کوئی فرق واقع نہو چنانچہ بعنایت الٰہی مجھے کامیابی حاصل ہوئی۔ میری تصنیفات علم اخلاق اور علم تواریخ اور حمد ایزد جلشانہ مین زیادہ تر ہین۔ اس موقع پر تمثیلاً ایک مثنوی مختصر داخل کتاب ہذا کرتا ہون۔

ای کہ داری ہوش در اخلاق کوش	تا توانی جامہ نیکی بپوش
خلق اعزاز ترا افزون کند	بر کلامت کار صد افسون کند
عالمی محکوم احکامت شود	بادۂ مقصود در جامت شود

غنچهٔ عیش دوستان آید بدست | هر عدو باید شکست اندر شکست
دولت و اقبال یار تو بود | دور گردون غمگسار تو بود
نیست در عالم متاعی ذی بهاست | بهر دفع درد دل نیکو دواست
بازگوید گوش کن این پند من | ای سرور خاطر و دلبند من
بهر نیکی در طلب سرگرم باش | نیک شو در وقت سختی نرم باش
نیکوان نیک نامی ها دهد | وقت کلفت شادکامی ها دهد
خوی نیکو مایهٔ صد زندگیست | خوی نیکو مژدهٔ پایندگی است
از تکبر دور شو با عجز ساز | دوست پرور باش و هم دشمن نواز
زیر حکم بادشاه خویش باش | نقد جان در راه اخلاصش بپاش
بهر او هر دم دعای تازه کن | جان نثاری های بی اندازه کن
حاکمان خویش را هم دستگیر | گفتهٔ ایشان بجان و دل پذیر

زین عمل محبوب یک عالم بشو
افتخار دودهٔ آدم بشو

میری نسبت کتاب گزیتیر ضلع هردوئی مطبوعهٔ گورنمنٹ پریس ممالک متحده مولفه ایچ آر نول آئی سی ایس کے صفحه ۱۰۴ مین اسطرح یه لکها هی که کنور درگا پرشاد ۱۸۸۳ء سے انریری مجسٹریٹ هین اور اس ضلع مین سربرآورده شخص هین یه بڑے قابل آدمی هین انهون بهت سی کتابین بزبان فارسی لکهی هین

اور ایک خوش نما پختہ سرائے اور دھرم سالہ سندیلہ مین تعمیر کرایا ہے اور گزیٹر مذکور کے صفحہ ۱۰۰ میں یہ عبارت درج ہے۔ کہ اگلے زمانہ مین بلگرام قابل انتخاص اور شعرا کے لئے مشہور تھا لیکن اب اوسکی وہ عظمت ایک قصہ پارینہ ہے خاص خاص تصنیفات وہان کے مصنفون کی قصبہ کے حالات مین پائی جاتی ہین گوپامئو اور بھانی مین بھی بہت سے مشہور آدمی گذرے لیکن اونکے جانشین اون کی اِس شہرت کو قائم نہ رکھ سکے کنور درگا پرشاد تعلقدار سروین ٹڑا گانون بڑے قابل شخص ہین بہت سے کتابین انھون نے تواریخ اور اخلاق کی زبان فارسی مین لکھی ہین مگر کم لوگ اونکی اِس مثال کی پیروی کرتے ہین۔

اِس موقع پر پہونچکر مجھے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ مین اپنی ریاست اور اسکی مالی حالت کا بھی شروع سے ایک مختصر طور پر ذکر کرون۔

جب تک اِس خاندان کا تعلق سلطنت مغلیہ سے رہا بڑی بڑی جاگیرین اور علاقہ جات کا یہ خاندان الکہ تھا چنانچہ راے پرمانند کو پرگنہ تھرا عطا ہونا اور اسکی سند تختہ مسی پر معہ تصویر شاہجہان بادشاہ کے ملنا ایک مشہور تاریخی واقعہ اِس خاندان کے واسطے ہے ۱۷۳۹ء مین یہ خاندان ہمراہ نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ اودھ مین آیا اور انتظام ملکی مین ایک بازوِ سلطنت کا رہا اُسی دوران مین تعلقہ سروین ٹڑا گانون جو

بفضل خدا ابتک اس خاندان مین موجود ہے بارگاہ دولت اودھ سے عطا ہوا اس کے بانی راے جے سکھ راے ہین جو رکن اعظم سلطنت اودھ کے تھے اور انکا ذکر خیر اپنے موقع پر آچکا ہے اسی عہد مین موضع بہاری پور اسی سرکار سے ملا جو خاص آبادی لکھنؤ کے اندر واقع ہے اور ایک تعلقہ سرسوا دلھا ٔم پور ضلع کانپور مین حاصل کیا گیا تھا جو خاندانی تنازعات مین میرے وقت سے پہلے ضایع ہوا۔ تعلقہ سرسوا بصلہ وہی خیرخواہی غدر مین میرے والد راجہ جگنت راے نے حاصل کیا۔ زمانہ شاہی مین زمینداری کی قدر نہ تھی ورنہ ہمارے بزرگان کے حیطہ اقتدار مین یہ امر تھا کہ تا حد اپنی خواہش کے تعداد دیہات کی بڑھا لیتے اور آج ہمارے تعلقہ سے کوئی بڑا تعلقہ اودھ مین نہوتا لیکن جس تعداد نے بنیاد اس ریاست کی ڈالی۔ وہ بھی ابتک اس بڑے خاندان کی عظمت قایم رکھنے والی ہے۔ چکلہ داری اور نظامتون کے زمانہ مین بھی اسکی قدر نہوئی اسوجہ سے ریاست کے دیہات ہمیشہ ٹھیکہ داری مین رہنے لگے اور سرکاری عملداری مین پہونچکر اُن پر حسب قانون وقت اُن لوگون کا ایک حق پیدا ہوگیا اور انمین سے اکثر دیہات پختہ داری ہوگئے جو ابتک شامل ریاست ہین۔ باقیماندہ پر چکلہ داری و نظامتون کی کثرت مصارف اور نقصان مالی کے نتیجہ مین قرضہ کی ذمہ داری ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ جب میرے ہاتھ یہ ریاست آئی اُسوقت بہت گران بار تھی کثرت عیالداری بھی بفضل خدا زیادہ تھی۔

مجھے ۳۲ شادیان لڑکی اور لڑکون کی کرنا پڑین متوسلین و متعلقین خاندان کی خبر گیری سے گریز نہین کرسکتا تھا خاندانی عزت قائم رکھنے والی مصارف بھی ضروری تھے۔ کچھ رفاہ عام کے کامون کا صرفہ واجب سمجھا گیا ان سبب اسباب نے اور بھی گرانبار کر دیا۔ آخر مین خاندانی مقدمہ بازی نے اور بھی بُرا اثر ڈالا۔ اور اِس کا ذکر برائے عبرت ناظرین اور تنبیہہ آئندہ نسلون کی بہت ضروری ہے واضح ہو کہ یہ علاقہ سروین بڑاگاؤن راجے جرکھ رام نے حاصل کیا جیساکہ ذکر ہو چکا ہے۔ دوسرے مالک راجہ گوردھن لال انسی میرے والد راجہ دھنپت راے کو پہونچا راجہ ممدوح نے اپنی فیاضی اور ایثار نفسی سے دونون تعلقہ جات سے نصف نصف حصہ راجہ فتح چند کو بلاسوال ادائے قرضہ موروثی دیدیا جو انکے چچازاد بھائی تھے انکے بعد وہ حصہ ڈ ٹکڑے ہو کر ان کے صاحبزادگان کو پہونچا انمین کنور وزیر چند نے پہلے انتقال کیا اور رانی چندر کنور انکی بیوہ کے زیر انتظام علاقہ بڑاگانؤن آیا اور علاقہ سرعوا کنور نراندر بہادر کو انکے باپ کنور امیر چند کے ورثہ مین ملا انکی زندگی نے بہت کم وفا کی تباریخ ۱۸ جون ۱۹۰۵ء کو بلا وصیت انتقال کیا کوئی اولاد پسری یا دختری نہین چھوڑی۔ انکی وفات کی تاریخ مین نے لکھی جو درج ذیل ہے

یارب چہ این بلاسیہ آشکار شد	کز غم جہان بدیدہ ما تنگ و تار شد
ہی ہی کنور نراندر بہادر عزیز جان	امشب روان ز عالم نا پائدار شد
گل را نہ بوئے ماند نہ رنگے بر نمے باغ	فصح خزان رسید شکست بہا شد

سنبل نمود زلف پریشان بانتشی	نرگس ز خونِ دل بغمش اشکبار شد
رفته برون ز دست گلم رشته قرار	هم دامن شکیب ز غم تار تار شد
ایجان کجا شدی و کجا خیمه بازدی	حالِ من از فراقِ تو زار و نزار شد
عمرت چه بود همچو حباب آمدی شدی	عبرت ازین بخاطر هر هوشیار شد
چون بهر سال فوت نمودم خیال مهر	دل بخت بخود آمد و بے اختیار شد
مضمون نمچو بگفت دلِ زار خسته ام	هم این صدا بلند ز هر یک کنار شد

بے روے انتظار بگو سال فوت او
ہے ہے دلم ز درد الم داغدار شد

اونکی وفات کے بعد اونکی بیوہ جگرانی کنور نے ایک وصیت نامہ پیش کر کے رجسٹری کرائی جسپر چودھری نصرت علی کی شہادت تھی مجھکو جسوقت یہ خبر وحشت اثر ملی فوراً آنریبل مہاراجہ پرتاب نرائن سنگھ صاحب بہادر کے سی۔ آئی۔ ای۔ مہاراجہ اجودھیا کو خط لکھا۔ (جو کچھ اوسکا جواب آیا حاشیہ کتاب ہذا پر درج ہے)

بعد ازان مین نے بحیثیت وارث مالیہ عدالت دیوانی مین دعوی دائر کیا جو جو واقعات پیش آئے اور جو جو معاملات عبرت افزا وقوع پذیر ہوئے اسکا ذکر کرنا بحث طویل ہے سوا اسکے مین اپنی عادت جبلی اور تعلیم اخلاقی سے نہین چاہتا ہون کہ اس میری کتاب سے کسی کا دل دکھے یا میری اس تحریر سے کسیکا ملال دائمی ہو کر آیندہ نسلون کیلئے اسباب کدورت جمع ہون لہذا اون حالات و واقعات سے کہ کسکو نقصان مالی پہونچا اور کس کا سرمایۂ عزت پامال ہوا)

ع نظر کرکے اسی پر اکتفا کرتا ہون کہ مقدمہ کا کچھہ خبر و عدالت سب جج صاحب بہادر
ع ہردوئی سے اور بالتمام عدالت عالیہ جوڈیشلی سے بحق میرے فیصل ہوا
ر وصیت نامہ جعلی قرار دیا گیا جملہ حالات مقدمہ نمبری ۲۹ منفصلہ ۱۱۔ جنوری ۱۹۰۹ء
دالت العالیہ جوڈیشلی اور مقدمہ نمبری ۱۳۱ منفصلہ ۳۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء اجلاس
ماجد ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع ہردوئی سے ظاہر ہین -

اب مین مختصر حالات اپنے متعارفات اور مراسم بزرگان دولت صاحبان
مل وکمال کے ساتھہ لکہنا چاہتا ہون - مہابھارت کا یہ مضمون آب زر سے
لکھنے کے قابل ہی کہ جو شخص طبقہ اعلی کے ساتھہ صحبت اختیار کرتا ہو وہ ترقی کے
زینہ پر قدم رکہتا ہی برابر کی صحبت بہی موجودہ عزت قائم رکہنی والی چیز ہی لیکن
ادنی صحبت ہمیشہ نظرون مین ذلیل و خوار رکہتی ہے یہ مقولہ ہمیشہ میرے پسند
خاطر رہا اور خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میری ہمت نے ہمیشہ اسی پر عمل رکہا
اور ایسے ہی بزرگ منشون سے سابقہ رہا کہ جو باعتبار مالکِ مال و شرف
فضل وکمال آج نیکنامی کی دنیا مین شہرت رکھتے ہین - یا اپنے نام کا سکہ
دنیا مین چھوڑ کر گئے ہین چنانچہ مرزا واحد علی المخاطب بہ مرزا جہانقدر بہادر کا اول
ذکر کرتا ہون - آپ نبیرہ حضرت مصلح الدین ثریا جاہ امجد علیشاہ بادشاہ و داماد
حضرت سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بادشاہ اودھ کے بیٹے جس وقت مین
سنہ ۱۸۹۴ء مین بذریعہ ڈیپوٹیشن تعلقداران صاحبان اودھ واسطے رخصت

حضور پُرنور لارڈ لینسڈون صاحب بہادر بالقابہ گورنر جنرل کشور ہند واستقبال حضور فیض گنجور لارڈ الجن صاحب بہادر بالقابہ گورنر جنرل کشور ہند کلکتہ گیا۔ اسوقت پہلے پہل مجھکو اس شہزادہ گردون وقار کی شرف حضوری حاصل ہوئی اور اُسی روز سے سلسلہ مراسم روز بروز ترقی پذیر ہوتا گیا۔ بعد واپسی مین نے ایک شکریہ کی مثنوی حضور پر نور مین بھیجی آپ نے بہت قدر کی اور وہ مثنوی جو نہایت عمدہ خط سے لکھی اور مطلا اور مذہب اور چوکھٹے اور شیشہ کے اندر تھی اپنی نشستگاہ مین نگاہ کے سامنے لگائی۔ بہ نظر اختصار صرف دو ہی تحریرات کی نقل داخل کرتا ہون ایک مثنوی اور دوسری تحریر حضور پرنس والا کی جو میرے نام آخری وقت صادر ہوئی جس سے میری عقیدت اور فدویت اور حضور والا کی عنایت و مرحمت ثابت ہوتی ہے حضور والا نے میری رخصت کیوقت نہایت گران بہا سے مجھے مخلع فرمایا اور میرے فرزند برخوردار کنور بخت بہادر پہ نہایت شفقت شاہانہ مبذول فرماکر اپنے آغوش مین بٹھلایا اور پھر ایکسو ایک روپیہ بصیغۂ شیرینی اور خوان فواکہات عطا فرمائے۔

نقل مثنوی

ایا شہزادہ گردون وقارے فلک جاہ ملک قدر و فلک صدرے	بہ بزم نامداران نامدارے خدیو دادگر مرزا جہان قدرے

حدیثِ دردهای دلفگاران　　شنیدن فرض شد بر شهریاران

خصوصاً التماسِ بندهٔ خاص　　که دارد بر جبین صد نقشِ اخلاص

بود شایانِ شانِ بادشاهان　　نشانِ التفاتِ کجکلاهان

بدین امیدهای روح پرور　　سخن سر میکنم ای دادگستر

که از جوشِ تمنای حضوری　　دلِ من بود وقفِ ناصبوری

نه در دل تاب نی آرامِ جان بود　　حدیثِ آرزو زیبِ زبان بود

گهی گفتم که کی آید چنین روز　　که بینم روی آن ماهِ شب افروز

گهی گفتم که گر بختم شود یار　　بدم آسان شود این کارِ دشوار

درین اثنا ز تائیدِ زمانه　　خدنگِ آرزو شد بر نشانه

بسوی کلکته عزمِ سفر شد　　هوای شوقِ خاطر راهبر شد

رسیدم اندران مصرِ دل افروز　　بخاطر شادمان و بختِ فیروز

چه مصری مصرِ محبوبانِ گلفام　　چو یوسف صد هزاران نازک اندام

بهر بازار و قصر و کوی و برزن　　ز مژگانِ خوبرویان ناوک افگن

بدامِ زلفِ خوبانِ دل آزار　　هزاران مرغِ دل دیدم گرفتار

تمنای طوافِ قصرِ والا　　فزوده اضطرابِ دل دوبالا

سمندِ عزم را مهمیز دادم　　بسوی کعبهٔ خود رو نهادم

سعادت در رکابِ من روان بود　　دعایم بر سرِ آسمان بود

بدرگاهت سیدم از فلک تخت
زهے طالع زهے اختر زهے بخت

معلی حضرتِ گردون جنابے
بچشم آمد چو روشن آفتابے

ز آب و تاب او شد چشم روشن
فضائے خاطرِ من گشت گلشن

ز حجابان این درگاهِ عالی
یکے رفت و خبر نمود حالی

که آمد بر درِ تو بندهٔ خاص
زده بر فرقِ خود دستارِ اخلاص

ستاده با ادب چون بندگانست
نشانِ بندگی از وے عیان است

چو شد این ماجره آویزهٔ گوش
درآمد بحرِ الطافِ تو در جوش

همانَدَم از صفاتِ خسروانی
طلب کردی بلطف و مهربانی

نکو بنواختی فرمانبرے را
نمک پروردهٔ همتگرے را

من از فرطِ خجالت باختم هوش
نمودم هستیِ خود را فراموش

جلال رویت اے مهرِ جهانتاب
فگنده کشتیِ هوشم بگرداب

عصائے عقلِ چون در دستِ من بود
پئے حفظِ ادب جنبش کار فرمود

ادا کردم همه آدابِ شاهی
بتعظیم و بتکریم کماهی

ازین رسم و طریقِ بندگانه
فزودن شد التفاتِ خسروانه

اشارت ساختی به نشستن
بانجائے که دیدی لایقِ من

زعطر و پان مدارائم نمودی
درِ اعزاز بر رویم کشودی

ز پرسش خاطرم را تازه کردی
تلطفهائے بے اندازه کردی

بزخمم مرہم تازہ نہادی | بحالِ خستہ دادِ لطف دادی
دران دم از دو سو لطفی عجب بود | ز تو الطاف بود از من ادب بود
ز تو ارشادہا شیرین تر از قند | ز من شکرِ عنایاتِ خداوند
خیالت مائلِ بندہ نوازی | دلم شاد از حصولِ سرفرازی
گہی چشمم بدیدارِ تو بود | زبانم گاہ مصروفِ دعا بود
گہی برگردِ تو گشتم چو پرکار | گہی نقدِ دل و جان کردم ایثار
سخن کوتہ چو وقتِ رخصت آمد | باستقبالِ من صد حسرت آمد
ز رنجِ فرقت از دردِ دوری | نماندہ در کفم نقدِ صبوری
مگر نازم بہ لطفِ خسروانی | عیان کردی بمن مہرِ نہانی
ز نقد و جنس و ز ملبوسِ شاہی | فزودی آبروی من کماہی
ازین خلعت کہ کردی تنم آراست | خروش از خاطرِ این خستہ برخاست
عنایاتِ کہن در یادم آمد | ز جورِ آسمان فریادم آمد
ز یادِ عہدِ شاہانِ گذشتہ | دلم از تیغِ غم مجروح گشتہ
مگر کردم ز دل شکرِ الٰہی | چو دیدم در تو فرِ بادشاہی
بحمد اللہ بہ بخت و کامگاری | ز شاہانِ اودھ خوش یادگاری
شکوہ و صولت از طرزِ تو پیدا است | فروغِ دولت از رویت ہویدا است
ہمسامانِ عز و جاہ داری | کلاہِ خسروی بر ماہ داری

چراغِ شاہی از نام تو روشن
فزائے عالم از مہر تو گلشن

لبِ خنداں دلی پر ہوش داری
بدرد درد منداں گوش داری

ترحم موجۂ دریائے ذاتت
تلطف جوہرِ تیغ صفاتت

گلستانِ وفا را نو بہاری
بباغِ جود بادِ خوش گواری

جہاں بر ذاتِ والائے تو نازد
سمندِ چرخ بر کامِ تو تازد

خرد را در جہاں پیرایہ دادی
اساسِ دانش از نو بر نہادی

نداند مہر چون گوید ثنایت
بآخر میرسد سوئے دعایت

کہ یارب دائما دلشاد باشی
ز بندِ رنج و غم آزاد باشی

جنابِ حق نگہبانِ تو بادا
محافظ فضلِ رحمانِ تو بادا

رحیقِ عیش در جامِ تو باشد
سمندِ آسمان رامِ تو باشد

حضورِ قیصرہ شاہِ جہاں گیر
کہ از مہرش جوان شد عالمِ پیر

بجالت مثل مادر مہربان باد
دلت زین شاد مائی شادمان باد

نقل منشور مرحمت پرنس عالیجاہ مرزا جہاں قدر بہادر شاہزادہ اودھ

منتجب مجموعۂ آفاق خجستہ باطن مہذب الاخلاق راجہ درگا پرشاد تعلقدار

آنریری مجسٹریٹ سندیلہ ملک اودھ - درین کربت لیالی فراق و غربت فیافی اشتیاق
در تمنای عکس دوری و آرزوی نقیض مهجوری صورت بیخوابی از پردهٔ چشم مشتاق
دیدار رو نمودی و آئینهٔ خاطر را از غبار انتظار زنگار بیقراری بیفزودی که ساقی میخانه
موالات با جام و سبوی نصف الملاقات در رسید یعنی دو قطعه عریضه دلنواز و تیمهٔ دل
از غم پرداز مورخه دهم و سی ام مارچ ۱۸۹۶ء در رسید تصویر و استخبار کیفیت مزاج
یاسمین گریبان وصول و ریاحین دامان قبول گردید ریختهٔ شاخ قلم از گل و رنگین
نغمات رقم به از صفیر بلبل سرمایهٔ هزار گونه سرور و انبساط خاطر گشت هر قدر که فرق اندیشه کهی
بر زانو و دمی در گریبان فرو میرود همین حرف دلپذیر نقش نگین ضمیر
می گردد که آن چمن طراز روضة الصفای مهر و محبت در گلستان همیشه بهار
مودت جاری مجرای آب جاری بوده اند و نازل منزلهٔ باد بهاری چنانچه اقامت
بر تعظیم تصویر و ارادت به تکریم آن از جوش خاطر خطیر دلیل قاطع بر تصدیق این
تصور محبت ساطع بر تصحیح این تفکر می باشد هرگاه دیگری را بصد تکاپو باین منزل
رسیدن متعسر است و با آن گرم رو جادهٔ صداقت همعنان بودن متعذر پس ما را
همیشه ذاکر صدق و اتحاد و خوشدل از حسن اعتقاد خود دانند و مشتاق اخبار اخیار
خود پندارند سبب تاخیر در جواب عرائض چه نگارش رود که درین طرف روزگار
که گرم بازاری های هوای فاسد است و متاع اعتدال جهانیان کاسد تاریخ
بیست و سوم شب ماه صیام بنواخت دمانده ساعت دور از حال حرارت

بخار عارض شده بود و طبیعت از جادۂ اعتدال منحرف گشته یرقان و اسهال
بر تپ افزوده و زیاده تر از دو هفته بہمین کیفیت ناگوار بسر آمده بعد ازان
او جاع وادرام بواسیر چنان شدت گرفته که شب و روز خواب و آرام
را از سر و تن ربود و مثل سیاب و ماہی بے آب نمود ناچار مزاج مانع
ملاحظہ اکثر تحریرات و حائل توجہ بدیگر معاملات گردید اگرچہ تحریر آن عقیدت
آئین را فوراً من اوله الی آخرہ خوانده اما جواب فوری نوشتن ممکن نشد
ہمین که اندکے ازان افاقه دست داد و اکتساب آب ہواے چمنستان
خانه باغ اتفاق فتاد که گل دیگر شگفت یعنی ۳- اپریل شب چہارم تشنه از خواب
بیدار شدم بعد خوردن آب برف درد پس پشت چنان بیقرارم ساخت که
بگفتن و نوشتن در نمی آید مختصر اینکه نجافت باعث خیلے نقاہت گردید الحمد الله
که حالا افاقه دارم و کمال صحت و توانائی از درگاه الٰہی میخواہم ضعف و اضمحلال
و کسل و کاہلی ہنوز قرین خاطر رنجور است و احتیاط در ماکل و مشارب بدستور
بهر نوع جنس مرض را بظاہر خفت است و مزاج اقرب بصحت اما بوجه آنکه
آب و ہواے این سواد درین روز ہا مایۂ ہر گونه فتنا است از حضرت نیت بتبدیل
آب و ہوا سفر ملحوظ است لیکن ہنوز سمتے معین نشده ندانم که کجا رفتن خواہد
میخواہم که بدلدہی آن صافی مشرب مسرت خاطرم را تازه سبب پیدا شود
و آن این ست که از اشیاۓ فواکه کلکته انچه مطلوب و مطبوع و مرغوب

باشد بے تکلف بقلم آرند تا ازان عقیدت شمائل خیلے راضی وخوشدل شوم درین باب اہمال وتوانی بکار نرود باقی بقا بقاے شما باد فقط

اعلی حضرت نظام حیدرآباد دکن کی حضوری مین بھی بذریعہ مراسلت ومکاتبت بتوسط راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت مراسم پیدا ہوے ۱۸۹۷ء مین مین نے ایک قصیدہ تہنیت سالگرہ لکھکر بھیجا اور حدیقۂ عشرت وبوستان اودھ کتب ہاے مصنفہ خود مین نے ارسال حضور کین منظور ہوئین اعلی حضرت نے نہایت شفقت خسروانہ سے مجکو پانچ جلد کتابین اپنے اجداد والامقام کی تصنیفات سے مرحمت فرمائین اور نیز وہی دو جلد کتابین بخدمت نواب اقبال الدولہ بہادر بھی بذریعۂ خط نظم بھیجین جسکی نقل شامل کتاب ہذا ہے - اور جو جواب آپنے تحریر فرمایا اسکی بھی نقل درج کتاب ہذا کرتا ہون -

بذریعۂ تحریر خاص نواب اقبال الدولہ وزیر اعظم مین اس عنایت مرحمت شاہی سے مطلع فرمایا گیا - نقل قصیدہ و نقل عنایت نامہ نواب اقبال الدولہ بہادر یہ ہے -

قصیدہ در تہنیت جشن جوبلی

بیا کہ عید رسید و برفت ماہ صیام
کجاست بادۂ احمر کہ تا کشم دو جام

بیا بیا کہ رسیدست دور عیش و طرب
بیا بیا کہ شگفتہ است بوستان مرام

نسیم مشک فشان و ہوائے عنبر بو
بسان طبلۂ عطار کردہ است مشام

زبان زمان ز فلک میرسد نوید نشاط
نفس نفس ز طرب آیدم ہزار پیام

بگوش اہلِ جہان این صدا رسید امروز
حلال عیش بود غیر عیش جملہ حرام

خوش این صدائے طرب بخش خاطر عالم
خوش این نوائے مسرت فزائے خاص و عام

خوشا بہار گلستان خجستہ بہار چمن
خوشا ہوائے بہاران خجستہ ہجوم غمام

خوشا لطافت بزمِ شہ عطوفت کیش
خوشا مسرت جشن حضور شاہ نظام

نظام دولت و دین قوام ملت و ملک
چراغ دودۂ ہمت کفیل رزق انام

نہالِ جود و سخا و سپہرِ فضل و کرم
کریم کان فتوت جہان بخششِ عام

ایا خدیو جہان ذات بے عدیل تو
چو گل میانِ گلستان خجستہ روح در اجسام

بر انقیاد تو بستہ کمر سرانِ جہان
بر آستان تو بنہادہ سر ملوک کرام

ز ہیبتِ تو بود زہرہ آب ببر و پلنگ
ز صولتِ تو بود لرزہ بر تن ضرغام

ز مہر و لطف تو عالم قبائے امن بہ بر
ز عدل و داد تو دارد بنائے ملک قیام

رسید صیت سخایت بچار سوئے جہان
گرفتہ لطف تو عالم بدست خویش تمام

همیشه فکر تو مائل باستفادهٔ خلق — همیشه رائے تو شاغل بانصرام مہام
ملاذ و مامن عالم شده است درگہِ تو — زبسکہ لطف و کرم کردہ بخاص و عوام
دلِ صغیر و کبیر اندرین زمانهٔ تو — بہ بند حلقهٔ مہرت چو مہر خستہ کلام
چراکہ مہر تو ظاہر کند بحالت خلق — گہی تلطف ابرو گہے محبت مام
درین زمانِ فرح بخش و میمنت آگین — چو جشن سالگرہ گشت فیض بخش انام
جہان جوان شد و عالم بہا تازہ گرفت — تبادہ درکف اہلِ جہان متاع مرام
زبذلِ جود تو اے مخزنِ سخا و کرم — نماند کس بجہان بر مرادِ خود ناکام
خداے پاک مبارک کند چنین عشرت — همیشه باد شراب نشاط و عیش بجام
درین ادب گہ دولت کہ شیر مردان را — فتد ز طنطنهٔ رعب عشرہ بر اندام
زجوشِ طبع برائے دعائے شاہ زمان — بدین صحیفه دگر مطلعے کنم ارقام
کہ از وجود شہان تا جہان دہ نظام — همیشه باد کلیدِ جہان بدست نظام
ہزار سال چنین جشن تا ابد بینند — بہ عیش تازہ نماید بہارِ صبح و شام
مطیع دولت و اقبال چاکرش باشد — ظفر رفیق و شفیقش زمانہ باد غلام

خموش مہر ادب گہ بیا ز ادب
بکن ادائے سجود و بکن ادائے سلام

نقل خط النظم بخدمت نواب اقبال الدولہ بہادر وزیر اعظم سلطنت دکن

اے وقار الامرا فیض رسانِ دوران — بارگاہِ تو بود مامن و ملجاے جہان

صیت عدل و کرمت رفت بہر چار طرف — نام نیکوے تو شد نقشِ نگینِ دل و جان

دولت و حشمت و اقبال بود چاکر تو — شوکت و صولت و عظمت برِ تو دوان

نظم باید نہ چرا سلطنتِ شاہِ نظام — آصفِ عہد توئی شاہ سلیمانِ زمان

گرچہ از خدمت والاے تو دورم لیکن — شد دعاے تو مرا شام و سحر وردِ زبان

بہ تمناے قدمبوسِ تو اے بحرِ کرم — دلِ من آمدہ چون ماہیِ بے آب تپان

نہ قرار است بخاطر نہ شکیب است بدل — می کند با دلِ من ہجرِ تو کارِ پیکان

گر چنین بعدِ مسافت نہ شدے سنگِ رہم — کے شدے خاطرِ من خستہ ز جورِ ہجران

می رسیدم بحضورِ تو ز جوشِ خاطر — می نمودم دلِ آشفتۂ خود را درمان

کہ تماشاے جمالت بہ نظر می کردم — گاہ چشمم شدے از فرِّ شکوہت حیران

گاہ این خاطرِ آشفتہ فدا می گردید — گہ نثارِ رہِ اخلاص شدے گوہرِ جان

چون نباشد بمرادِ دل خود دسترسم — بہتر آنست بہ یادِ خود اے فیض رسان

پیشکش خدمتِ عالی بہ کنم چند کتاب — کہ بود ریختۂ خامۂ این ہیچمدان

چشم آنست کہ این پیشکش ہے پیچمیرز
چشم آنست بدانی کہ بہی خواہ توام
چشم آنست کہ با مہر جنان مہر کنی
چشم آنست دہی جاے من اندر دل خود

بہ پذیری زرہ لطف و کمال احسان
اے وزیر خرد افروز فلاطون زمان
کہ شود قصۂ مہرت بہ لب پیر و جوان
یاد من آوری از نامۂ شفقت عنوان

چشم آنست ز فضل و کرم و رب قدیر
تا جہان ہست باقبال تو باشی بجہان

عنایت نامہ جناب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر وزیر اعظم سلطنت دکن

مہر سیماے عقیدت و داد راجہ درگا پرشاد آنریری مجسٹریٹ ضلع ہردوئی سلامت
قصیدہ و عرضی معہ دو جلد حدیقۂ عشرت و بوستان اودھ مصنفۂ آن راجہ
صاحب باستصواب راجہ گردھاری پرشاد بنسی راجہ محبوب نواز ونت بہادر
بملاحظہ اشرف و اقدس ملازمان حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی
دام سلطنتہ بتاریخ دوم جمادی الاول ۱۳۱۳ھ درگذشتہ در جلدوی آن دو جلد
شش جلد دواوین آصف جاہ مغفرت مآب و ناصر جنگ شہید وغیرہ بکمال
قدردانی کہ مرحمت شدہ اند مرسول و نیز قصیدہ مع جلد مذکورہ در پیشی ہاہم

راجہ صاحب مسطور داخل نمودند از معائنہ نظم و نثر مصنفۂ آن منظہر فصاحت کہ هدیتًا براہ خلوص ارسال داشتند کمال خوشنودی بحصول انجامید یک مہر انگشتری مرصع ہدیتًا ارسال داشتہ است زیادہ بجز اشتیاق ملاقات چہ نگارش رود۔

مرقوم ہفتم ماہ جمادی الاوّل ۱۳۱۳ھ

مہاراج سرکشن پرشاد صاحب بہادر یمین السلطنت حال زیر سلطنت دکن سے بھی اسی طرح سے بذریعۂ مراسلت اور بمناسبت سخن مراسم پیدا ہوئے ۱۳۱۹ھ دربار تاجپوشی حضرت قدر قدرت اڈورڈ ہفتم بمقام دہلی شرف ملازمت بھی حاصل ہوئی بہت اعزاز میرا آپنے فرمایا اور وقت رخصت پانچ قلمیں عطر گلاب کشتی مین رکھکر دست مبارک سے عطا فرمائیں۔ مین نے فی البدیہہ ایک غزل تصنیف کرکے خدمت عالی مرتبت مین پیش کی۔ بمناسبت سخن و کمال قدردانی نہایت ہی مسرور ہوے۔

غزل

میروم سوئے وطن از کوئے تو	ناز بینم یا الٰہی روے تو
دل فداے طرز اخلاقِ تو گشت	جان شدہ قربان حسنِ خوے تو
منت ایزد را کہ دارد یک جہان	چشم خود بر جنبشِ ابروے تو
بارگاہت مرجع اہلِ ہنر	دیدۂ امید عالم سوے تو
عالمے بر خال روے انورت	چشم بد دور آمدہ ہندوے تو

بخطر شد از ستمہاے فلک	ہر کہ جا بگرفت در پہلوے تو
مہر راز ین بہ نباشد آرزو	دائما سازد طواف کوے تو

خط مہاراجہ صاحب بہادر در رسید گلستان ہند

افشان جبین فصاحت گیسوی عذار بلاغت راجہ درگا پرشاد بہادر سلامت

بعد ما یلیق بیا نکم منی - آنکہ خط بہجت نمط مع تاریخ گلستان ہند مصنفہ آن سخندان زمانہ رسیدہ مسرور و مبتہج ساخت توقفے کہ در تحریر جواب رو داد وجہش این است کہ تاریخ مذکور زیر مطالعہ ام ہست وقتیکہ از رتق و فتق امور سلطنت بمدت کہ ذریعہ سعادت است فرصت دست مید ہد از مطالعہ اش خط وافر و لطف متکاثر می بردارم ہر قدر کہ از نظرم گذشت از و تصدیق این امر میکنم این کتاب گلدستہ فصاحت جیست کہ باستشمام روائح مفوبش دل مشتاق برخود می جنبد و چشم دیدار پرست از تازگی نور موفور می یابد سواد الفاظ مشکینش آبحیات است جان پرور و جانبخش اگر خورشید مشرقستان گویم می زیبد کہ نورش نابینای بادر زاد را نور بخش است صریر کلک گوہر سلک آن جوہری جواہر معانی صوت عنادل باغ فصاحت مخموران بزم سخن را میکدہ الیست مملو از بادہ و سالہ و اغید لیست نو خیز و چار دہ سالہ نوخوا د آراستہ و پیراستہ قلندران محفل سخن را بیخود است ہوی مستانہ از دل بلبب می آرد و ہر ست کیف صہباے بلاغت این ترانہ برزبان می آرد در جنون دیوانہ را و نگے بس است ؛ خانہ پرشیشہ را سنگے بس است ؛ چو این شاہد آراستہ معانی و عروس نو خاستہ سخندانی را از خود برافگندہ نقاب بے حجاب دیدم یواقیت سرشک بر سر و دوشش فشاندم من و انیز تو انا کہ ید بیضا در آستین دارم اللہم زد فترد

رجاکہ اشہب خامہ جادو ختامہ آن شہسوار مضمار نکتہ رانی سبک خرام و باد رفتار باد بالنون والصاد

کشن پرشاد عفی عنہ ۷ المحرم الحرام ۱۳۱۶ھ

جواب راقم

مہر سپہر دولت و حشمت شمع پر نور شبستان صولت و عظمت معدن عطاف والطاف اتم مخزن اخلاق و اشفاق اتم مکرم نیاز کیشان عمدۂ خیر اندیشان دام مجدہٗ

پس از تسلیم و نیاز آنکہ آداب شناسان بزم محبت را ذریعۂ ہزاران ہزار ناز نیست بگذارش مدعامی پردازد کہ گلدستۂ یکتا دلی دوداد و ثمر پیش رس نہال محبت و اتحاد یعنی صحیفۂ رنگین عنایت نامہ دلنشین کہ ہر لفظش مداوائے دل رنجور و ہر حرفش مسرت بخش خاطر مہجور بود بزمانے کہ چشم فرش راہ انتظار و خاطر دربند تردد و انتشار داشت غرور و آوردہ افتخار افزائے این مخلص بریں و تسکین بخش خاطر مضطر و حزین شد نسخہ گلستان ہند کہ مطبوع طبع عالی اتحاد و باوجود قلت فرصت و کثرت مہمات دولت رحمت گلگشت این گلشن ہمیشہ بہار گوارائے ہمت والا گردید باعث کمال ممنونی نیاز کیش و موجب اثبات قدردانی سخن بیش از بیش شد بر خاطر عاطر شایقان سخن و بر ضمیر منیر دلدادگان این فن نہفتہ نیست کہ اگر شاہد ہر ہنرمفت کردہ سخن را در بازار قدر سنجان قدردانے بدست نیاید متاع حسن دل آویزش را با وجود عین الکمال در نظر عالم قدرے

نباشد و جواہر بے بہاے معنی را در دو کان جوہریان تا جواہر شناسی ہمہ نرسد باد جو دہمہ آب و تاب در نظر جہان سنگی و ریزے نبود بحمد اللہ کہ آن رمز شناس سرآیر معانی و نقاد دار العیار سخندانی باقتضاے کمال جوہر شناسی این خزف پارہ ہای کلم ارزراہ ہمسنگ گوہر بے بہا گرفت و قبایح و عیوبش را بدامن لطف و کرم نہفت

مشفقا قربان احسانت شوم | این چہ احسان است قربانت شوم

ہر قدر کہ بچشم تعمق و نگاہ ژرف بین دیدہ میشود ذات والاصفات آن مسند نشین ایوان امارت مستجمع فضل و کمال مراتب علمیہ و تحصیل فضایل کلیہ و خیر و بیعدیل و بیمثال است امید آنست کہ از ذات با برکات ہجو امرے سخن سنج و روساے معنی شناس حدیقۂ روح افزاے سخن دوام بہار آگین و انجمن بادہ کشان خمخانۂ معانی مدام نشاط آگین باشد زیادہ بجز تمناے ملازمت و شوق مجالست چہ عرض نماید۔

اکثر اوقات جب مین تحفہ اثمار ہاے باغات خود جناب موصوف کی خدمت مین بھیجتا تھا اُسوقت نظم ہی مین تحریرات طرفین سے ہوتی تھین چنانچہ بطور نمونہ دو ایک نقلین اون تحریرات کی براے تفریح طبع شائقین سخن داخل کتاب ہذا کرتا ہون

مہر اُجہ جم مرتبہ دستور معظم	خوش ملک نظام است ز ذاتِ تو منظم
سرچشمۂ فیاضی و درصدف جود	ارزاقِ جہان است ز دستِ تو مقسم
چند آئینہ بجود پیشکش خدمتِ والا	بپذیر کہ شد مہر تو بر مہر مسلم

تا جلوهٔ مهتاب بود روشنی چشم	تا شعشعهٔ شمس است فروغ رخ عالم
دولت بر کابت و اقبال تو هست	خصم تو بود خوار و نکو خواه تو خورم

خط مهاراجه کشن پرشاد صاحب بهادر یمین السلطنت وزیر اعظم دکن رقم زده
۳۰ - جمادی الاول ۱۳۲۳ھ

ای مشفق من راجهٔ ذیجاه مکرم	بر ما شده احسان تو زین بیش مسلم
الحال یکی نامهٔ الطاف مودت	واصل شد و بنمود مرا خوشدل و خورم
گردید قبول آنچه موصولهٔ سامی	احسنت که بی فصل شد این تحفه فراهم
ما طالب دیدار تو هر گه و بیگه	هستیم بصد شوق هم از پیش و هم ایندم
امید ز درگاه خدا هست که مانند	این مهر همیشه ز تو و ز جانب من هم
دارا و خدا از همه آفات نگاهت	ای دوست جواب تو من امروز نوشتم
من بعد چنین هست توقع که ز احسان	باشد دل من شاد ز پیغام تو پیهم

جواب از راقم

ای ذات معلی شرف گوهر آدم	وی شان شکوه تو فروغ رخ عالم
دستور نکونامی مهراجهٔ ذیجاه	در طبقهٔ امراست وجود تو مفخم
گنجینهٔ اوصاف بود ذات همایون	صد گونه محاسن به یکی ذات فراهم
گلدستهٔ اعزاز چو ارزاد به فرمود	بشگفت چو گل خاطر پژمرده و برهم

ین لطفِ مباہات من افزود بجدش — وز شانِ و شکوہت سرِ موے نہ شدہ کم
زق یم حیرت دل من بود کہ یا رب — از مہر چرا مہر تو شد دور بیک دم
بختِ بد خویش گہے شکوۂ من بود — گہ بود دلم خستۂ و آشفتہ و درہم
حال کہ این شفقتِ تازہ نمودی — صد شکر کہ شد دور ز دل شورشِ این غم
انی بہ یقین مہر بہی خواہ تو آمد — سازد بہ ثناے و دعاے تو بہر دم
ذکر تو بود وردِ منِ خستہ و مہجور — یادِ تو ہمیشہ بودم مونس و ہمدم
آن روز چہ خوش باشد و آن وقت چہ نیکو — بوسم بہ لبِ خویش قدوم تو دمادم
کہ شوکت و شانِ تو بصد شوق بہ بینم — بینم گہ دربار گہت پشت سران خم
لیک این ہمہ امر آمد باوقاتِ مقرر — تدبیر مؤخر شد و تقدیر مقدم
مانی بجہان تا ابد اے سرورِ دوران — با دولت و اقبال حبیبِ دلِ عالم
چند آنبہ فجری کہ بود نادر و نغزے — شد پیشکش خدمتِ آن سرورِ اعظم
این ہدیۂ مورے بہ سلیمان بود امروز — بپذیر بہ لطف و کرم اے خلقِ مجسم

خط مشعر ترسیل آنبہ بحضور مہاراجہ کشن پرشاد صاحب بہادر کے سی ایس آئی جی سی آئی ای یمین السلطنت دکن

اے وزیرِ نامدار و کامگار — اے امیر حشمت جم اقتدار
شمع بزم دولت و اقبال و جاه — آفتابِ آسمانِ اقتدار
بعد تسلیم و نیاز بیکران — عرض پرداز ست مہر دلفگار

فصل انبہ آمدہ خوش در جہان — عالمے گشتہ سراسر لالہ زار
ساحتِ گلشن شدہ ہمچون بہشت — خوش نسیم باغ آمد مشکبار
ہر طرف از انبہ ہاے نو بنو — شد نمایان قدرتِ پروردگار
مہر از فرط ارادت ہاے خویش — می فرستی انبہ ہاے خوشگوار
گر بذیری حسبنا لطف و کرم — ور جوابش می شوم منت گذار

دائما اقبالِ تو افزون شود
دشمنت گردد الٰہی زار و خوار

نقل خط مہاراجہ کشن پرشاد صاحب بہادر وزیر اعظم دکن موصولہ ۱۵ - جولائی ۱۹۱۰ء

افشان جبین فصاحت گیسوی عنبر بلاغت

مہربانا اندرین فصلِ بہار — نامہ ات چون مقصد آمد در کنار
بر کشودم خواندم واز صحتت — شکر کردم حضرت پروردگار
آنبہ ہا شد نیز واصل این زمان — خوردم الحق بود خیلے خوشگوار
در لطافت بود بہ از برگِ گل — بود خوشبو ہمچنان مشکِ تتار
من چہ گویم دیگر از شیرینیش — شکر اندر پیش او شد شرمسار
از صمیم قلب اندر نزد مہر — می کنم من شکر احسان بیشمار
خاصہ از بہر خطاب من زلطف — تہنیت گفتی چو در پیشا ہوار

شاد شد شاد از مودت ہاے تو		زندہ دارد در جہانت کردگار	
این مودّت این محبت تا بہ حشر		بادروز افزون بحق ہشت و چار	

مہاراجہ کشن پرشاد یمین السلطنت دکن - دوم رجب المرجب ۱۳۲۸ھ

اسی طور سے اگر مین ایک ایک صاحبان کا ذکر کردن تو کتاب مطول ہو جاوے
میری کتاب تواریخ خاندانی ہین یہ سب اذکار موجود ہین اب بین زیادہ طول دینا
نہین چاہتا ہون - آخر مین ذکر اسپنے پیرو مرشد اور اُنکے قدیمیہ تعلقات کا جو
اس خاندان کے ساتھ چلے آئے ہین - کرتا ہون -

ذکر مہاراجاو جھالجی لال جی خلف او جھا امرت لال جی ساکن رہیکا پرگنہ ترہت ضلع دربھنگا

او جھا امرت لال جی عہد سلطنت نصر الدین حیدر بادشاہ مین اپنے مسکن مالوفہ سے
لکھنؤ تشریف لائے اور راجہ موتی لال کشمیری اور راجہ بین پوری و راجہ جیالال
یہ سب امرا آپ کے سکھ ہوے چنانچہ میرے اجداد نامدار راجہ گوردھن لال
راجہ پرم دھن بھی بہت بڑے سامان کے ساتھ سکھ ہوے جسمین بڑی
جماعت شاشترداناں کی بنارس سے بلائی گئی تھی - بالآخر میرے چچا
کنور جمعیت راے صاحب آپ کے سکھ ہوے آپ کا انتقال بمقام سنگی

رام پور ۱۸۵۶ء افضلی مین ہوا۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے فرزند متوسط آپکے
مہاراج اوجھا بچی لال تھے ۱۸۶۵ء مین آپ بنارس سے فارغ التحصیل
ہوکر لکھنؤ تشریف لائے جناب والد نامدار لکھنؤ مین اُن دنون تشریف
فرما تھے۔ خبر پاکر آپ سے ملاقات کی اور سندیلہ مین تشریف آوری کی لئے
استدعا کی جناب موصوف سندیلہ تشریف لائے چند ماہ قیام کیا پھر واپس
گئے دوسرے سال پھر تشریف لائے اوسوقت جناب راجہ صاحب ممدوح
آپ کے سکھ ہوے بہت کچھ دادو دہش کی ازانجملہ ایک موضع زیدنگر آپ کو
دینے کا وعدہ کیا چنانچہ اوسکے دوسرے سال جناب ممدوح نے انتقال
فرمایا۔ میرے وقت مین جناب ممدوح جب تشریف لائے تو مین نے
اُس موضع کی دستاویز ہبہ نامہ آپکو لکھدی اور اُسپر قبضہ کرادیا چنانچہ
اُسوقت نکاسی اُس موضع کی ایکہزار روپیہ سالانہ کی ہے اُنکے کارندہ اُسکا
انتظام کرکے روپیہ بھیجتے رہتے ہین۔ مین اور میرے فرزندان سب آپ
کے اور آپ کے بیٹے گوری کانت کے سکھ ہین آپ نے چند سال ہوے
وفات پائی اب مہاراج گوری کانت قابض موضع مذکور ہین مہاراج
اوجھا بچی لال بہت بڑے عالم باعمل تھے جھوشاستر کے جاننے والے
تھے۔ علم تنتر خاص انکے گھر کا تھا کیا کہنا کسقدر اُسپر قادر تھے۔ اب
ایسے لوگ کہان ہین۔ آپکے کئی بھتیجے ہین۔ ازانجملہ مہاراج رادھاکانت ہین

جنکی آمدورفت میرے یہان زیادہ ہے - بہت ہی شایستہ اور علمی مذاق سے انکو نہایت دلچسپی ہے جس سے یقین کیا جاتا ہی کہ وہ چند ہی روز مین بہت بڑے کامل و فاضل شخص ہون گے -

اب مین چند نقول سارٹیفکٹ عطیہ حکام ذوی الاحترام درج ذیل کرتا ہون

(نقل چھٹی ہاپکنس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہردوئی)

مین یہ چند سطور نہایت خوشی کیساتھ کنور درگا پرشاد کو دیتا ہون جو پرانے خاندان کے قائم مقام اور اِس ضلع کے تعلقدار ہین یہ علم دوست ہین اور بہت سی عجیب تاریخین انھون نے لکھی ہین - اُنکی ملاقات کی نہایت عزت کے ساتھ قدر کرتا ہون اور ہمیشہ انکی خیر و عافیت دریافت کرکے خوش ہوا کرون گا -

ایچ ایم - ہاپکنس قایم مقام ڈپٹی کمشنر ہردوئی - ۱۴ فروری ۱۸۹۰ء

نقل چھٹی ٹی جی کوین میجر جزل ڈپٹی کمشنر سابق ضلع ہردوئی -

ازمقام بارنیپیج میراچھپہ کوڈیکس فورڈ آئر لینڈ - ۲۱ - فروری ۱۹۰۱ء

مین کنور درگا پرشاد تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ سندیلہ کو اُسوقت سی جانتا ہون جبکہ مین چھ سال تک ضلع ہردوئی مین ڈپٹی کمشنر رہا تھا - مین سچائی کے ساتھ کہ سکتا ہون کہ مین نے اُسوقت ہمیشہ اُنمین وہ اوصاف پائے جو کہ ایک ہندوستانی رئیس مین ہونا چاہیئے - یہ نہایت رحیم اور یکسانیت کے ساتھ خلیق ہین -

اور سب سے زیادہ اُنمین یہ بات ہے کہ یہ گورنمنٹ اور اپنے افسران ضلع
کے ہر طرح سے خیر خواہ ہین - اِن سے ملنے اور نیز سندیلہ یا ضلع کے متعلق
گفتگو کرنے مین نہایت خوشی ہوتی ہے - بحیثیت آنریری مجسٹریٹ اِنکے فیصلہ جات
قریب قریب بلا تغیر صحیح اور قابل اطمینان ہوتے تھے - مین اُن سب مثالون کو
آسانی کے ساتھ نہین بھولون گا جسمین کہ اُنھون نے میری خواہش کے مطابق
کارروائی کی اور مینوسپل اور ضلع کے انتظامات مین میرے خیالات کی تائید کی
۱۸۹۷ء مین نہایت افسوس کے ساتھ مین اُن سے رخصت ہوا جب کہ مین نے
ہندوستان چھوڑا تھا - نہایت تہ دل سے اب مین اُنکے عروج اور تندرستی و
سلامتی و درازی عمر کے لیے دعا کرتا ہون -

ٹی . جی - کوئن میجر جنرل ڈپٹی کمشنر سابق ہردوئی

(نقل چٹھی ای سانا ڈیر صاحب بہادر)

کنور درگا پرشاد تعلقدار سندیلہ سے ملکر نہایت دلی خوش ہوتا ہے یہ اس ضلع مین
سنسکرت اور عربی کے عالم ہین اور بہت سی باتون کے جاننے والے ہین - اب یہ سندیلہ
مینوسپل بورڈ کے چیرمین ہین - جہانتکہ اُنکی ایمانداری اور محنت سے مجھے یقین ہی کہ قصبہ کو
فائدہ پہونچیگا -

ای سانا ڈیر - ۱۸ / مارچ ۱۹۰۱ء

از میجر جے۔ سی۔ رابرٹسن قائم مقام سنٹری کمشنر ممالک متحدہ

بنام راجہ درگا پرشاد تعلقدار سندیلہ از لکھنؤ۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۱۰ء

حسب ہدایت حضور ہز آنر لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر مین منجانب گورنمنٹ آپ کا شکریہ اُس خاص امداد کی بابت ادا کرتا ہون جو آپنے ۱۹۰۹-۱۰ء مین ٹیکا کے کام مین دی ہے

دستخط جے۔ سی۔ رابرٹسن قائم مقام سنٹری کمشنر ممالک متحدہ

نقل چٹھی ڈیوس صاحب بہادر سابق کمشنر لکھنؤ

مین کنور درگا پرشاد تعلقدار کو بہت دنون سے جانتا ہون جبکہ مین بسلسلہ ملازمت اودھ مین تھا۔ یہ تعلیم یافتہ اور صاحب درجہ آدمی ہین اور ہر شخص جو انکو جانتا ہے انکی بہت عزت کرتا ہے انکی ریاست کا انتظام بہت اچھا ہے۔ اور منجملہ دیگر اوصاف کے یہ شاعر اور بڑے انشا پرداز ہین۔

ڈیوس لیٹ انڈین سول سروس کمشنر لکھنؤ ڈویزن از مقام ابرے ہنڈ فورڈ السن و دیوان۔ ۱۶۔ فروری ۱۹۱۱ء

از دفتر کمشنر لکھنؤ ڈویزن ۱۹۔ دسمبر ۱۹۱۱ء

کنور درگا پرشاد ساکن سندیلہ ایک سربرآوردہ تعلقدار سندیلہ کے ہین یہ سرکاری خیرخواہی اور عوام کی خیراندیشی کے لئے مشہور اور معروف ہین۔ انکی ذہانت اور روشن خیالی سے انکی ملاقات مین لطف ہے۔

دستخط ای۔ ایل۔ سانڈرس ای۔ سی۔ ایس

نقل چھٹی ٹی اے ایچ - وے ڈپٹی کمشنر لکھنؤ

کنور درگا پرشاد تعلقدار سندیلہ مشہور پرانے خاندان سے ہین جس نے بہت لایق انجاص اسلامی اور انگریزی دونون حکومتون مین سرکاری ملازمت کے لیے دے ہین یہ مشہور شاعر اور فارسی کے عالم ہین - نہایت خلیق ہین انکی ملاقات سے خوشی ہوئی ہی یہ تجربہ کار اور لائق آنریری مجسٹریٹ ہین اور گذشتہ ڈھائی سال سے اول غیر ملازم چیرمین سندیلہ مینوسپل بورڈ کے ہین -

ٹی - اے - ایچ - وے - ڈپٹی کمشنر لکھنؤ - ۱۶ مارچ ۱۹۱۲ء

ذکر برادران راقم

اب مین اپنے برادران نیکو نہاد اور فرزندانِ سعادت بنیاد کے کچھ حالات لکھنا چاہتا ہون - برادر عزیز رائےصاحب کنور کامتا پرشاد صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر مجھ سے چھوٹے اور برادر عزیز کنور جوالہ پرشاد تحصیلدار اُن سے چھوٹے ہین اِن ہر دو برادران عزیز کے حالات سعادت اور عقیدت و محبت اور لیاقت کیا لکھے جائین اظہر من الشمس ہے -

حاجتِ مشاطہ نیست روے دلارام را

اِن مین ہر ایک بجالت خود صفات انسانی سے موصوف اور محامد ذاتی سے ایک دوسرے پر بالاتر ہے - برادر عزیز رائیصاحب کنور کامتا پرشاد صاحب نے عمدہ کارگذاریون سے بہت اعزاز و اقتدار گورنمنٹ مین پیدا کیا اور نیز اپنے اخلاق وسیع اور حسنِ معاشرت سے ہر مقام اور ہر محلہ مین اپنے آپ کو ممدوح بنایا منجملہ مین سلطنت انگلشیہ سے رائیصاحب کا خطاب عطا ہوا - ۱۸ جنوری ۱۹۰۹ء مین حضور ہز آنر سر جان ہیوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بالقابہ نے سند خطاب و سارٹیفکٹ حسن خدمات قحط سالی عطا فرمایا - حُسن اتفاق اور یاوری بخت بلند سے اِسی مبارک دن کی شب مین اُنکو خدا نے فرزند ارجمند مرحمت فرمایا - بحالت ناامیدی خورشید مراد مشرق امید سے طالع ہوا - کنور لوک اندر بہادر مین نے اسکا نام رکھا اور تاریخ ولادت بھی لکھی - اسی دو تین روز کے اندر درجہ ڈپٹی کلکٹری مین بھی برادر موصوف نے ترقی پائی - اور اسی ہفتہ مین مین نے مقدمہ ریاست خاندانی تنسیخ وصیت نامہ جعلی متدائرہ دیوانی مین محکمہ عالیہ جوڈیشلی سے ڈگری پائی - یہ چار خوشیان ایک ہی ساتھ حاصل ہوئین جنکا ذکر مین نے اس نظم مین کیا ہے -

این چہ روئے نیک آمد در نظر	این چہ وقتِ سعد گشتہ جلوہ گر
بابِ عشرت کرخِ من گشت باز	شد شبِ امید رانیکو سحر
گشت تازہ بوستانِ آرزو	در نہالِ مدعا آمد ثمر
شد زبانِ اضطرارِ انتشار	شاہدِ مقصود من آمد ببر

در حریم نجم از افضال حق — شد طلوع مہر با صد کر و فر
کامتا پرشاد فخر روزگار — نیک طبع و نیک خو نیکو سیر
قوت بازوے مہر ناتوان — راحت جان من خستہ جگر
داد ایزد چون باو فرزند نیک — تلخی ہجران شدہ برلب شکر
شد ز یمن این ولادت در جہان — از خطاب رائے صاحب مفتخر
پایہ ہم افزود از فضل خدا — این سر تازہ شد پیدا دگر
نہ ہم شد زین ولادت کامیاب — یافتہ بر دشمنان خود ظفر
شد سرور بیکران پیدا بدل — آمدہ در چشم من نور بصر
حبذا مولود نیکو طالعے — حبذا مولود فرخندہ اثر
حبذا نور مبارک فال من — حبذا خوش بخت و خوش اختر پسر
دور کن فرق بلا سالش بگو — راحت جان آمد و لخت جگر
یا الٰہی عمر او باشد دراز — در کنار مادر و ظل پدر

دیگر

چو از بہر سعادت آمد این دُر — نہادم نام لوک اندر بہا در
بجاے اندر اگر اندر نگفتم — چنین گوہر بہ سلک نظم سفتم
مگیر آہو برین تازہ شکارم — ز معذوری مرا معذور دارم

	کہ مضمون پیش گشت و بحر تنگ ست		قلم را دست زین و زیر سنگ ست	

برادر موصوف علاوہ دیگر صفاتِ انسانی جامۂ قابلیت سے آراستہ و پیراستہ
ہین شاعری مین عزیز موصوف کو یدِطولیٰ حاصل ہے کلام نہایت پاکیزہ سنجیدہ
پُراثر ہوتا ہے بہت سے قصائد مثنویان غزلین رباعیات اونکی تصنیفات سے ہین
چنانچہ ایک مثنوی بہ واقعہ اپنی دختر کے جو عزیز موصوف نے لکھی تھی اوسکی نقل
اِس موقع پر داخل کتاب ہذا کرتا ہون ۔

نقل مثنوی تصویر غم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُوسکی حسرت ہے جسے دل سے مٹا بھی سکون
ڈھونڈھنے اُسکو چلا ہون جسے پا بھی سکون

اِس مثنوی کی بنیاد ایک پیاری لڑکی کی دنیا سے رحلت اعزا سے دایمی جدائی اور باقیات مین اوس کی عبرت انگیز تصویر ہے شاعری نے اُسمین کوئی درجہ پایا ہو مگر حسرت کے مرقع نے ضرور اپنے اوراق کھولدئے اور دیوانگی نے نئے نئے عالم دکہائے ہین۔ مدعاے نظم آغاز مین اسیقدر تھا کہ حاشیۂ تصویر پر حیات ممات و دیگر خاص واقعات کا سنہ وسال ایک طریقہ سے جگہ پاجائے اور تصویر معہ واقعات خاندان مین یادگار رہے مگر قلب کی تڑپ کب

رک سکتی تھی بیچارہ دل آخر خون ہو کر آنکھوں سے ٹپک ہی پڑا۔ شعر

زخمی دل و جگر ہین صدمہ ہی جسم و جان پر | دو ہاتھ کل ہین یارب کہون کہان کہان پر

یہ بھی خواہش مصنف کی نہ تھی کہ بصورت کتاب یہ مضامین پراگندہ جمع ہو کر طبع کرائے جائین مگر بہ تعمیل ارشاد عالیجناب معلے القاب جناب راجہ درگا پرشاد صاحب بہادر دام اقبالہ یہ لخت دل پیشکش خدمت ناظرین ہوتے ہین

ای صبا جا کے اسیران قفس سے کہدے
اتنی فرصت ہمین ہے ای کشش دشت جنون

موسم گل ہے اب آکر چمن آباد کرین
ہم کہ دو چار گھڑی خاطر صیاد کرین

مثنوی

دل بیتاب کی یارب دوا بھی
کہانتک صدمے یہ دل کے جگر کے
تمنائے دل بسمل کی حد بھی
کہون کیا اس فلک کو مین کہ کیا ہے
دکھا کر شکل آسایش کی اکدم
بنا نقشہ مٹانا کام اس کا
بھرے ہین نوش ہین بھی نیش اسکے

جفائے چرخ کی کچھ انتہا بھی
کہان تک ہو جور چرخ فتنہ گر کے
جفائے خنجر قاتل کی حد بھی
جفا پرور وفا نا آشنا ہے
ہے کرتا قلب سے آرام کو رم
نیا شعبدہ دکھانا کام اس کا
گلون مین خار ہین دلریش اسکے

ستم ایجاد ہے بیداد گر ہے
کسی کے دردِ دل کی کیا خبر ہے

زلال اس کا ہی مملو آبِ سم سے
بدلتا رہتا ہے راحت کو غم سے

ہنساتا ہے کبھی یہ صورتِ گل
رولاتا ہے کبھی مانند بلبل

وفا اسکی جفاؤن کی ہے پالی
شراب اسکی نہین تلچھٹ سی خالی

اوگلنا زہر کا ہے کام اس کا
ہلاہل سے بھرا ہے جام اس کا

وفا سے منحرف ہر حال اس کی
جفا اک عادتِ پامال اس کی

فروزان شمع کو کرتا ہے یہ گل
عیان ہے خانہ بربادی بلبل

اُٹھین شعلے یہ کب تک غمکے تن مین
رُکے کب تک رہین نالے دہن مین

دکھا دون تمکو مین اک غم کی تصویر
سنا دون قصۂ نیرنگِ تقدیر

وہ دیکھو سامنے ہے کون صورت
شبیہِ حسرت و تصویرِ عبرت

کبھی یہ شمع بزم انس و جان تھی
میانِ دل دلیلِ کاروان تھی

چمن مین گل گلون مین رنگ و بو تھی
تھی دل سینے مین دلمین آرزو تھی

ہوا بدلی جو اس رنگین چمن کی
جدا ہر پنکھڑی سے پنکھڑی تھی

اُٹھا طوفان تو قطرے دربدر تھے
جو آئی آندھی ذرے منتشر تھے

نہ سمجھو تم کہ ساکت ہے یہ تصویر
خموشی رکھتی ہی معنی و تفسیر

اشارہ ہے یہ چشم خونفشان کا
بیان ہی یہ لب عاجز بیان کا

نہ ہو ہم یون صدا تصویرِ دیوار
تھے گوہر بحر مین گوہر مین انوار

قضاے آسمان جنبش مین آئی
کشش دنیا کی ہمکو کھینچ لائی

جب آئے ہم تو کیا کیا رنگ لائے
بہی نیرنگ تقدیر نے دکھائے

جو روئے ہم تو کتنون کو ہنسایا
ہنسے جب ہم تو کس نے کیا نہ پایا

جگہ آغوشون مین جسوقت پائی
نہ لی کس دل سے ہمنے رونمائی

چلے جب پاؤن سے ہمراہ دایا
کلیجہ ہاتہ بہر مادر کا پایا

جو بولے ہم تو کیا جادو تھی بولی
گرہ ہر خاطر بستہ کی کھولی

بڑے جتنا بڑہاے دل اثر سے
گرائے مہر و مہ اوج نظر سے

کبھی تھے گل کبھی شمع فروزان
ہمین سے تھا منور باغ و ایوان

نہال راج کے ہم بھی ثمر تھے
انہین پھولی پھلی شاخون کے بر تھے

نہ پائی کون عظمت گھر مین رہکر
پکارا مان نے جگرانی ہی کہکر

نسب پایا تھا مثل مہر تابان
سے تھے دادا راجہ دھنپت راے ذیشان

عیان شان اسکی مہ سے تا بہ ماہی
فلک دیتا تھا عظمت کی گواہی

چچا سے خانۂ دولت ہے آباد
جہان فیض راجہ درگا پرشاد

سدا نخل اسکا یا رب بار لائے
ہر اک شاخ اسکی سو سو گل کھلائے

ہین عم دوم راجہ جوالا پرشاد
پہلین پھولین خدا دایم رکھی شاد

پدر کا نام کیا لون کچھ حذر ہے
مری بزم عزا کا نوحہ گر ہے

کسی حیران کی حیرانی نہ پوچھو
پریشان کی پریشانی نہ پوچھو

قضا نے گلشنِ ہستی جو لوٹا
کسی کے ہم نہ کوئی اب ہمارا
نہ اَب دل ہی نہ کوئی آرزو ہے
مخالف ہے ہوا دریا چڑھا ہے
ابھی کچھ دن ہماری یاد بھی ہے
ورق جب اور کچھ اُلٹے گی تقدیر
مٹے گا نام تک لوحِ جہان سے
ہو جب انجام مین یہ حکم تقدیر
جلا دو پھونک دو کاغذ کے گھر کو
بھلا مین کیا تھی اور کیا ہو مری یاد
مرے آنیکا یان اتنا تھا حاصل
خبردار اے دلِ غمگین خبردار
سناؤن مین مفصل یہ کہانی
یہ تھین ہم بطن باہم تین ہمشیر
ہر اک انہین بلا گردانِ مادر
ہر ایک کی آنکھ کا ہر ایک تارا
ہر اک کے ہاتھ مین ہر ایک کا دل

ہر اک سے رشتۂ خویشی ہی ٹوٹا
خدا کا رہگیا ہی اک سہارا
نہ گل باقی نہ اُسکی رنگ و بو ہے
خدا کشتی کا میری ناخدا ہے
خیالِ خاطرِ ناشاد بھی ہے
نہ پھر یہ یاد ہو گی اور نہ تصویر
پتہ کوئی نہ پائے گا نشان سے
نہ دیکھو مجکو تم اور میری تصویر
نہ دو تکلیف نظّارہ نظر کو
سمجھ لو ہو گیا اِک نقشِ برباد
دُکھائے پیاری پیارے کتنے ہی دل
نہین غفلت کی جا دنیا ہے زنہار
جگر پتھر کا کر دو ان پانی پانی
بہارِ گلشنِ تقدیس و تطہیر
محبت ماں کی سب پر سایہ گستر
ہر اک کی زیست کا ہر اِک سہارا
سجی تھی اور سجائی ساری محفل

جلا پیرِ فلک دیکھا جو یہ رنگ
دکھایا اور ہی کچھ اپنا نیرنگ

اُٹھایا پہلے سایہ ماں کا سر سے
گرایا شیشۂ دل کو نظر سے

جدائی یہ نہیں تھی جان کی تن سے
تھی رخصت شمع کی اِک انجمن سے

پریشان ہو گئی جمعیتِ دل
اُڑی سب رونقِ سامانِ محفل

نہ بھرنے پایا تھا یہ زخم کاری
بڑی ہمشیر جنت کو سدھاری

کچھ ایسا کر لیا پتھر جگر کو
نہ دیکھا لوٹ کر ماں کو پدر کو

مسافر نا بلد منزل کڑی ہے
خدایا دستگیری کی گھڑی ہے

نہ اِس پر بھی فلک کو رحم آیا
پہاڑ اِک اور بھی غم کا گرایا

جنازہ اُٹھا ہمشیرِ دوم کا
فلک ٹوٹا سروں پر رنج و غم کا

نہ دیکھی کچھ بہارِ کامرانی
پھلی پھولی نہ شاخِ زندگانی

اُسی اجڑے چمن کی یہ فضا تھی
ستم کشتے کاروان کی نقشِ پا تھی

قضا نے اُسکو بھی مہلت نہ دی وائے
نہ کی کچھ زندگانی نے وفا ہائے

خزان کا چھا گیا بادل چمن مین
یکایک آ گیا سورج گہن مین

الٰہی بابِ جنت اِس پہ کھل جائے
گلے جا کر یہ اپنی ماں کے مِل جائے

بڑی چھوٹی بہن سب ایک جا ہون
یہ اون پر اور وہ اُس پر فدا ہون

کرے حسنِ عمل رحمت کو تسخیر
ملے انعام مین جنت کی جاگیر

کہان تھے نجم تم پہونچے کہان پر
پھر آؤ اپنے غم کی داستان پر

ہوا تاباں تھا جس ساعت یہ اختر
ہوا پھر منتخب بہرِ عروسی
قضا کا آگیا ارجنٹ جب تار
دوم تاریخ کو ماہِ دسمبر
نظر آتی ہے اک شکل اور معصوم
گیا یہ یاں سے آگے سوئے جنت
ستم کا اور غضب کا یہ سماں ہے
جنازہ ہے پسر کا ماں کے سر پر
خموش اے انجم کیوں ہرزہ بیانی

رواں تھا سن اٹھارہ سو چوہتر
اٹھارہ سو نواسی سالِ عیسیٰ
تھا سالِ غم فزا انیس سو چار
ہوا ملکِ عدم کا آہ رہبر
کھڑا ہے پشت پر مادر کے مغموم
ہوئی جاں جسم سے پہلے ہی رخصت
لرزنے کا مقام اے آسماں ہے
لبیہ ہے نوحہ خوانِ مرگِ مادر
خدا باقی ہے باقی سب ہے فانی

جو آیا آج یاں وہ کل رواں ہے
زمانہ جائے آسائش کہاں ہے

تاریخ

برادر عزیز کنور جوالا پرشاد اسوقت تحصیلدار بسولی ضلع بدایون ہین اُنکی لیاقت سعادت اور حسن کارگذاری اور اخلاق کے حالات ہر ہر جگہہ پر ظاہر ہو ہی ہین

بصورت آدمی لیکن فرشتہ ۔ خدا از لطفِ خود داو را سرشتہ

چنانچہ مین نے ذکر اسکا اپنی مثنوی پند دلپذیر مین بھی اسطور سے کیا ہے

در جہان دارم دو اخوانِ عزیز	ہر یکے زان مخزنِ عقل و تمیز
ہر یکے زان شمعِ بزمِ افتخار	ہر یکے زان نامدار و کامگار
ہر دو ایشان راحتِ جان منند	خوش فدائے حکم و فرمانِ من اند
الفتِ شان مرہمِ زخمِ دل است	مہرِ شان آسان کن ہر مشکل است
اتفاقِ الفتِ ایشان آمن	کرد آن کارے کہ باران با چمن
اتفاقم داد خوش لطفِ حیات	اتفاقم داد از غمہا نجات
اتفاق افزود اعزازم بسے	در جہان بنمود ممتازم بسے

مین نے ایکمرتبہ ۱۸۹۱ع مین از راہِ جوشِ محبت برادر عزیز کنور جوالا پرشاد کے نام ایک قصیدہ فی البدیہ لکھکر بھیجا۔

تا مہر و ماہ گردشِ لیل و نہار باد	در دہر این برادرِ نیکو شعار باد
در تابِ آفتابِ غمِ اندوزِ روزگار	دایم بہ زیرِ سایۂ پروردگار باد

رویش چو گل شگفته بود در ریاضِ دهر
خصمش ز خار خارِ الم دلفگار باد

هم نعمت نکوی و هم دولتِ جهان
در موکبش دوایم یمین و یسار باد

از دام مهر و دانۀ اخلاق و لطف او
مرغِ دلِ زمانه بدستش شکار باد

ای جان و ای برادر و ای دلربای من
نقدِ دلم همیشه براهت نثار باد

در بزم دلفریب جهان شاهد مراد
هر دم بذوق و شوق ترا همکنار باد

آئینۀ دلِ تو درین خاکدانِ دهر
یارب همیشه صاف ز گرد و غبار باد

دایم فدای خوی تو بادِ سحر بود
قربان بوی خلق تو مشکِ تتار باد

بخت بلند باشد و اختر بکامِ تو
دولت همیشه یاور و اقبال یار باد

خوی خوشت رفیق و سعادت انیس تو
دیگر بخدمت تو نه خدمت گذار باد

زین خوی نیک نقد دلم شد بدستِ تو
دایم برین متاع ترا اقتدار باد

گویم سه شعر از دل پر آرزوی خویش
طبعت پی شنیدن آن گوشدار باد

غیر از خیال تو نبود هیچ دردِ دلم
جز یاد تو مرا نه دگر غمگسار باد

این مایۀ محبت و این جوهرِ خلوص
یارب دو اهم در نظرت با وقار باد

جز دیدنِ جمال و دعا کردنِ تو بس
نی مهر را بدهر دگر کار و بار باد

اب مین فرزندان سعادت نہاد کے ذکر کیطرف متوجہ ہوتا ہون کہ بعنایت الٰہی بحالت موجودہ میرے سات فرزند ہین۔

کنور جنگ بہادر۔ کنور اقبال بہادر۔ کنور لال بہادر۔ کنور بخت بہادر کنور برج بہادر۔ کنور راج اندر بہادر۔ کنور مہندر بہادر

کنور جنگ بہادر کی فارسی لیاقت بہت ہی اچھی ہے اور انگریزی ایف۔ اے تک پڑھی ہے کاروبار ریاست عرصۂ دس سال سے مین نے انکے متعلق کیا ہے جسکو وہ نہایت محنت اور خوبی سے انجام دیتے ہین اور بعنایت ایزدی او ربا تفاق سعادت ہر کام اُن کا میری مرضی کے موافق ہوتا ہے حسابی معاملات و انتظامی امورات مین انکو خاص مادہ حاصل ہے مراسلات انگریزی بھی سب اُنھین کے متعلق ہے۔ اسمین خاص مشق بہم پہونچائی ہے۔ بفضل ایزدی اُنکے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے

کنور اقبال بہادر کورٹ مین ملازم ہین۔ کنور لال بہادر تحصیلدار ہین۔ کنور بخت بہادر کو مین نے فارسی پڑھائی ہے۔ کچھ عربی بھی پڑھی ہے۔ شعر و سخن مین اعلیٰ مذاق ہے۔ کنور برج بہادر نے انٹرنس تک پاس کیا ہے۔ اب ایف اے مین پڑھتے ہین اور کنور راج اندر بہادر و کنور مہندر بہادر بھی تکمیل انگریزی کرتے ہین بعنایت الٰہی اسوقت میرے دس پوتے ہین۔ ازانجملہ کنور کرشن بہادر بہت ہی علم دوست حلیم سلیم الطبع ہوشیار لڑکا ہے۔

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

کنور بخت بہادر کا کلام مجملاً اس موقع پر درج کتاب ہذا کرتا ہون - اہلِ سخن خود اسکی ابتدائی مشق کو اندازہ کر کے آیندہ اُسکی مزید قابلیت کی پیشین گوئی فرمائینگے -

قصیدہ اُردو

چار جانب سے گھر آیا ہی فلک پر بادل
ہر طرف بیٹھ گیا فصلِ بہاری کا عمل

ٹوٹے پڑتے ہین خمِ مَے پہ جہان کے میخوار
جھکی جاتی لبِ ساغر پہ ہی مَے کی بوتل

کرتے ہین کبک ہین اٹکھیلیان صحرا صحرا
رقص مین مست ہین طاؤس بھی جنگل جنگل

گلشنِ دہر ہے آراستہ مانندِ دلھن
حبذا قدرتِ حق صنعتِ صناعِ ازل

نغمہ زن فرطِ مسرت سے ہین مرغانِ چمن
فاختہ بولتی ہے کرتی ہی کوکو کویل

چہرۂ گل پہ نمایان ہین خوشی کے آثار
بلبلِ نغمہ سرا شاخ پہ گاتی ہی غزل

دیکھ کر سبزۂ صحرا کو گمان ہوتا ہے
دھوپ دینے کو بچھایا ہی یہ کاہی مخمل

گلشنِ دہر مین دیوالی کی آئی ہی بہار
روشنی سے ہی ہر اک قصر مکان نور محل

کہین جلتے ہین چراغ اور کہین روشن قندیل
کہین فانوس ہین روشن کہین جلتے ہین کنول

دیکھ کر شب کو یہ شمعون کا سمان محفل مین
گل ہوئی ماہ کی گردون پہ دمکتی مشعل

ساقیا دیر نہ کر دے مجھے بھر بھر کے جام
جلد لا بادۂ گلگونی تو بھر کر بوتل

نظم کرتا ہون تیرے مدح مین اشعار
چونکہ ہے آج امیرانِ جہان مین افضل

گوہر بحر عطا راجہ درگا پرشاد — مخزن جود و سخا و کرم و علم و عمل

مالک ملک سخن مظہر جاہ و حشمت — مہر و گلزار سخا دیدۂ ارباب دول

جوہر علم ادب مین نہین ثانی تیرا — دفتر دہر مین تو آج ہی فرد و اکمل

گنج قارون بھی اگر ہاتھ سے اپنے بخشے — تیری ہمت مین نہ فرق آئے نہ بخشش مین خلل

چمنستان تمناے جہان ہو سیراب — آپ کے جود و سخاوت کا جو برسے بادل

فرق دشمن کا قلم مثل قلم ہو جاے — گر ترے ہاتھ مین ہو تیغ دم جنگ و جدل

ذات سے تیری ہے وابستہ امید عالم — وا ہین ناخن سے ترے عقدۂ ہائے مشکل

طرز اخلاق پہ تیرے دل عالم ہی فدا — اسم تسخیر جہان مین ہی ترا حسن عمل

عدل سے تیرے ہی ہر دلکو ثبات و قرار — رعب سے خاطر اعدا مین ترے ہی ہلچل

بخت خاموش ذرا روک عنان خامہ — کر دعا اب ہی پیش چمن آراے ازل

تا کہ ہے جلوہ فزا تخت پہ شاہ خاور — تا سر چرخ ہی مہتاب کی روشن مشعل

نیر دولت و اقبال درخشان ہووے

دشمن جاہ ہے کشتۂ شمشیر اجل

غزل فارسی

کہ یہ را میصاحب کنور کامتا پرشاد صاحب بہادر برخوردار کنور بخت بہادر تصنیف کردہ پیش نمود

بیا ای ہمنشین من کہ آہنگ سفر دارم
بہ گلگشت جونپور اشتیاق بیشتر دارم

بپیراہن نمی گنجم ز فرط شادمانی ہا
کہ امشب شاہد مقصود خود یا رب بردارم

بیا ساقی بدہ جام شراب ارغوانی را
کہ از فرط خمار انزو ہا درد سر دارم

ہمیشہ بخت می نازم بہ بخت سازگار خود
کہ ہمچون کامتا پرشاد عم نامور دارم

خوشا روزیکہ بوسم آستان درگہ والا
ازین بہتر تمنائے نہ در خاطر دگر دارم

تنائے مہر و اخلاقش ہمیشہ بر لبم باشد
دعاے دولت او بہ زبان شام و سحر دارم

بہ فرقم باد دایم در جہان ظل جلیل او
کہ مہر از جمال خود بہ از مہر پدر دارم

اب مین چند اشعار دعائیہ لکھکر اپنے خاندان کا ذکر ختم کرتا ہون

خدایا رحمت خود را عیان کن
ترحم بر من و بر خاندان کن

فروزان دار شمع خاندان را
تفاخر بخش ہر پیر و جوان را

بہر یک دہ متاع عز و جاہی
بفرما مورد الطاف شاہی

ز مہرِ تو ہمہ دلشاد باشند
بہ گلزارِ جہان باشند خوشحال

بقصرِ خود می آباد باشند
زکلفت دور و زغم فارغ البال

زنعمائے جہان آسودہ باشند
فدائے حکم شاہنشاہ مانند

فروغِ دیدۂ این دودہ باشند
بہی اندیش و نیکو خواہ مانند

نفاق و بغض از دل دور دارند
بآزار دلی ہرگز نکوشند

طریق صلح با ہر کس سپارند
خطا بینند و چشم خود بپوشند

نباشد کارشان جز راست کاری
چو حالِ خاندان زین گونہ بینم

وفا داری و یا نیکو شعاری
زنخل مدعا صد گل بچینم

کشایم پرچمِ اقبالِ خود را
جہان را بر مرادِ خویش یابم

نمایم شوکت و اجلال خود را
بقوت پنجۂ دشمن بتابم

دلِ حاسد بسینہ آسا بسوزم
بہ تیرِ غم دلِ دشمن بدوزم

خدایا این درِ امید بکشا
جمالِ شاہدِ مطلوب بنما

ذکر داخلۂ اہلِ اسلام

تحقیقات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ سندیلہ مین پہلے پہل مسلمانونکی آبادی مشائخ عظام اور اولیاء کرام سے شروع ہوئی ہے اور تصدیق اسکی کاغذات موجودہ روساء سندیلہ سے جو اسوقت میرے پیش نظر ہین بخوبی ہوتی ہے۔ سب سے پہلے پیر تاج الدین اور آپ کے بعد میران معز الدین اس کے بعد قاضی سراج الدین و سید محمود شفورانی اور انہین دونون حضرات کے دوران زمانہ مین حضرت مخدوم سید علاء الدین قدس سرہٗ اور پھر قاضی بہاؤ الدین شیخ علی لاہوری نبیرہ شیخ فریدالدین شکر گنج و نیز ہاشم شاہ و شاہ جنید روحانی سندیلہ مین تشریف لائے۔ پس جسقدر خاندان قدیم اہل اسلام سندیلہ مین ہین وہ اکثر انہین بزرگان باکمال کی اولادمین ہین جسکی تفصیل آئندہ سطور مین لکھونگا۔

خاندان پیر تاج الدین

قدس سرہٗ

اِس خاندان کا سلسلہ پیر تاج الدین سے ہمکو ملتا ہی یہ اوّل شخص اِس خاندان کے ہین جو ملکِ فاریاب سے ہندوستان مین آئے اور کم سے کم انکی ذاتِ پاک کا اسقدر تعلق سندیلہ سے ضرور مان لینے کے قابل ہی کہ انکی وفات اسی قصبہ مین ہوئی اور آبادی قصبہ کے پورب طرف ایک اونچے مقام پر مدفون ہین اِس خاندان کی سندیلہ مین کئی شاخین ابتک موجود ہین۔ سکونت ملک فاریاب چودھری عطاءاللہ کے شاخ کی تحقیقات ہی جنکی سرخی سے ہم نے اس خاندان کا ذکر شروع کیا ہے مگر بعض دیگر شاخین انکی آمد ملک جام سے بتلاتی ہین۔ اسمین جو صحیح ہو ہمکو باوجود سعی جمیلہ اسکا کچھ پتا نہین چلتا ہے کہ ٹھیک کس سنہ و سال مین انکا ورود نزول ہوا اور کتنا زمانہ اس پر اسوقت تک گذر چکا ہے۔ مگر اس خاندان مین بہت پرانے کاغذات موجود ہین اور شجرہ خاندان نہایت مرتب اور مکمل پایا جاتا ہے اور بروقت تحریر اس ذکر کے وہ تمام سفینہ ہماری نظر کے سامنے ہے اسمین ہمکو

ایک اصل پروانہ سلطنت دہلی کے ایک حاکم محمود خان نائب نواب دلیر خان شاہ آبادی کا بابت تقرر چودھرائی (رفیق اللہ) بسلسلہ وفات اُنکے باپ چودھری شاہ محمد مورخہ غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۵۱ہجری مطابق سنہ ۱۶۳۳ء ملتا ہے جو پیر صاحب کی اولاد مین تھے اُس سے ہم قریب قریب اُنکے سندیلہ آنے کا زمانہ دریافت کر سکتے ہین۔ شجرہ بتلاتا ہے کہ پیر صاحب کی نوین پشت مین چودھری رفیق اللہ پسر چودھری شاہ محمد ہین۔ چودھری شاہ محمد سے پانچ پشتین اِس خاندان مین گذر چکی ہین اور چھٹی پشت مین اِسوقت چودھری علی رضا موجود ہین۔ چنانچہ سنہ ۱۰۵۱ء عہد چودھرائی شاہ محمد سے ۶ پشت مین ۳۰۰ سال کا زمانہ گذرا ہے اور اس مناسبت سے ۹ پشت کا دور ۴۵۰ سال مین گذر سکتا ہے اِس حساب سے تقریباً ۷۵۰ سال سے یہ خاندان سندیلہ مین قائم پایا جاتا ہے جبکہ شہاب الدین غوری کے حملے ہندوستان پر ہو رہے تھے۔ اسمین دس بیس سال کی کمی دبیشی کا اگر ایر پھیر ہو تو مورخ کی ذمہ داری نہین ہے۔

اب مین سلسلہ وار اِس خاندان کا ذکر کرنا چاہتا ہون

پیر تاج الدین کے صاحبزادے پیر احمد۔ اُنکے بیٹے خواجہ امام الدین۔ اُنکے بیٹے پیر بہولے۔ اُنکے بیٹے میان اچھن۔ اُنکے صاحبزادے پیر احمد اُنکے نور چشم میان لاد۔ اُنکے پسر طیب ہوے۔ انھین کو اول اول عہدہ چودھرائی قانون گوئی بذریعہ پروانہ شاہی مورخہ ہفتم ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۶۳ھ

بعہد معدلت مہد جلال الدین محمد اکبر شاہ دیہات پرگنہ سندیلہ کا ملا - اس فرمان کی نقل بمہر قاضی اس خاندان مین موجود ہے - انکے صاحبزادے شاہ محمد ہوے یہ وہی شخص ہین جنکا ذکر پروانہ محمود خان حاکم عہد شاہجہان بادشاہ مین ہوا ہے انھون نے ۱۰۵۰ء مین وفات پائی اور فیق اللہ انکے بیٹے اُنکے بجاے عہدہ چودہرائی پر کامیاب ہوے اور ۱۷ شہر شوال ۱۰۸۰ھ کو بذریعہ پروانہ ... کی جاگیر اضافہ ہوئی - پروانہ اصل خاندان مین موجود ہے - اور موضع کو درکولی نانکار مین آیا - نقل پروانہ محمود خان نائب دلیر خان شاہ آبادی بمہر قاضی انکے یہان موجود ہے انکے مرنے پر انکے بیٹے نور محمد کو بموجب پروانہ دستخطی خیراندیش خان محررہ ۱۵ - شہر شوال ۱۱۱۰ھ بجلدوی خدمات سرکاری مبلغ چھ سو روپیہ نقد اور سو بیگھہ آراضی موضع کول مین ملی - انکے مرنے کے بعد فرحت اللہ اُنکے جانشین ہوے اُنکی بابت ایک نقل پروانہ رجب علی خان حاکم وقت بمہر قاضی رقمزدہ ۲۲ - رجب المرجب سنہ جلوس (۳) عالمگیر ثانی ۱۱۷۰ھ انکے کاغذ مین ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکو موضع قاضی پور نانکار مین ملا - مگر کسی عامل نے اسکو ضبط کرلیا تھا - اس پروانہ کے ذریعے سے حاکم وقت کو اطلاع دی گئی کہ اس نانکار کو جاری سمجھکر بحال و برقرار رکھین - اس کے بعد ۱۱۸۰ھ مین چار پروانہ مہری نواب شجاع الدولہ بہادر صوبہ دار اودھ سے اسکی تجدید ہوئی اور وہ اصل پروانہ بنام رجب علی بیگ خان متوسلان ...

موجود ہین - انکے لبعد اُنکے لڑکے غلام جیلانی اُنکے قائم مقام ہوے - انکو بتاریخ یکم شوال ۱۲۰۶؁ھ ایک پروانہ دستخطی راے جے سکھ راے دیوان سلطنت اودھ برادر جدِ راقم السطور بحیثیت عہدۂ دیوانی بنام لالہ مادھو رام حاکم وقت کے بلا اوسکے روپیہ پچاس روپیہ نانکار ۱۱۹۷؁ھ سے مقرر کی گئی جسکی نقل درج ذیل ہے۔

نقل پروانہ بمہر رائے صاحب خداوند نعمت راے جے سکھ راے صاحب دام اقبالہ

از قرار تاریخ بست و یکم شہر شوال ۱۲۰۴؁ھ

لالہ صاحب مہربان لالہ مادھو رام جیو سلامت مبلغ پچاس روپیہ در وجہ نانکار باسم غلام جیلانی چودھری پرگنہ سندیلہ از ۱۱۹۷ف مقرر نمودہ شد لہٰذا نگارش می رود کہ مبلغ مذکور در باقی جمع واصلباقی پرگنہ مسطور مجرا دہند تا فی الحال بموجب ہمین پروانہ در باقی جمع واصلباقی مجرائی خواہد شد درین باب تقید مزید دانستہ حسب المسطور بہ عمل آرند تحریر بصدر سنہ صدر

چودھری غلام جیلانی کے صاحبزادے چودھری محمد عطاء اللہ ہوے انکے وقت مین انکی خاندانی نانکار کی کچھ روک ٹوک ہوئی مگر پروانہ مہاراج مرلی دھر ناظم سندیلہ مورخہ ۲۳- جمادی الاول ۱۲۶۳؁ھ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ناظم موصوف نے بنام سید راحت علی تحصیلدار سندیلہ پروانہ لکھکر بدستور بہ تفصیل ذیل نانکار جاری کردی نقل اس پروانہ کی بمہر قاضی

خاندان مین موجود ہے -

جدید ۵۳ ۱۲ باسم علی رضا چودھری　　دلیل اللہ چودھری　　عطاء اللہ چودھری

عـــــہ

حصہ　　۱۲ حصہ　　حصہ

چودھری عطاء اللہ کو مین نے خود دیکھا ہے ۱۳۰۳ھ مین بعد رہائی مدار انکا انتقال ہوا - انکو دو بیٹے چودھری حسن رضا و چودھری علی رضا ہوئے آخر الذکر ۱۳۲۲ھ مین انتقال کر گئے دوسرے موجود اور ریاست حیدرآباد مین ابتک نوکر ہین - اس خاندان مین اب بھی تھوڑی تھوڑی زمینداری باقی ہے یعنی موضع تلومیا کلان دوسرا عالم پور اور قصبہ کے بعض ٹکڑے کی ملکیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس خاندان چودھریان مین بڑی در قائم شاخ عہد شاہی کی یہی ہے -

سید رضا چودھری علی رضا کے اکلوتے بیٹے ہین - اس کتاب کی تحریر کیفیت پرانے کاغذات اپنے خاندان کے پیش کرنے مین مجھکو بہت مدد دی ہے

چودھری منصب علی

اس سے پہلے ہم خاندان چودھری عطاء اللہ کی تواریخ لکھ چکے ہین اور دکھلا چکے ہین کہ انکے بزرگ ملک فاریاب یا جام سے ہندوستان مین آئے - اُنکے مورث اول اس قصبہ کے واسطے پیر تاج الدین تھے - انھین کی اولاد مین یہ خاندان بھی ایک شاخ فیروز خان سے قائم ہوا ہے - فیروز خان پیر تاج الدین کی آٹھوین اولاد مین ہین جو ہمعصر میان طیب تھے اونکو عہدہ چودھرائی بعض دیہات پرگنہ سندیلہ کا ملا اُسی زمانہ مین اُنکے نام کے ساتھہ خانی کا خطاب شامل ہوا - تواریخ تعلقداران اودھ

مین تحریر ہے کہ اکبر کے وقت مین) اُنکے خاندان کو خطاب خانی ملا۔ مگر شجرۂ مستند وقدیم خاندان چودھری عطاء اللہ مین فیروز خان کے نام کے برابر یہ ریمارک دیا ہوا ہے (کہ خطاب خانی مردمان مفت دادہ بودند) ان دونون حالات مین جو صحیح ہون مگر ایسی صورتین بہت ممکن ہوسکتی ہین اور عزت سے خالی نہین ہین۔ اُس تاریخ مین یہ بھی مندرج ہے کہ تیمور کے وقت مین انکے خاندان کو عہدۂ چودھرائی ملا ہے مگر حافظ شوکت علی نبیرہ چودھری منصب علی (جو ایک بڑے عالم و بزرگ قصبہ سندیلہ مین گذرے ہین) وہ اپنی کتاب ثمراۃ الانظار مین تیمور کے عہد کو اس عہدہ کے حاصل ہونے کی بابت مخصوص نہین کرتے ہین بلکہ تیموریہ خاندان سے اس عہدہ کا ملنا لکھتے ہین اور اُنکی کتاب کی عبارت حسب ذیل ہے۔

ازکتاب ثمراۃ الانظار

عہدۂ کاروبار چودھرائی علاقہ بابت مال وسائر کے سلاطین ماضیہ کیطرف سے ہمارے بزرگون کو ملا ہے۔

پس ٹھیک زمانہ اس عہدہ کے حاصل ہونے کا خاندان پیر تاج الدین کو دہی مستند ٹھہرتا ہے جو تحریرات پارینہ مقبوضہ خاندان چودھری عطاء اللہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور جو اکبر اعظم کا وقت ہے۔

فیروز خان کے بیٹے صدر جہان ۔ اُنکے صاحبزادے بیالے ۔ اُنکے بیٹے عبدالرسول انکے پسر میر دائم ۔ انکے لڑکے محمد یار ۔ انکے بیٹے عبداللہ ۔ انکے صاحبزادے چودھری منصب علی ۔ انکے بیٹے چودھری مسند علی و چودھری حشمت علی و چودھری عظمت علی تھے ۔ پیر تاج الدین کا شجرہ متعدد شاخون مین پھیلا ہوا ہے ۔ شاخ چودھری عطاءاللہ کا ہم ذکر کر چکے ہین ۔ اب ہم دوسری شاخ کا ذکر کرتے ہین جسمین ایک نامی گرامی رئیس چودھری حشمت علی گذرے ہین ۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ان دونون خاندانونمین عہدہ چودھرائی عبداللہ اوّل سے آیا اور ابتک اہل خاندان اُسی نام سے مشہور ہین ۔ یہ امر کہ کس نے یہ عہدہ دربارشاہی سے حاصل کیا اور کس شاخ مین یہ عہدہ رہا بحق میان طیب بمقابلہ فیروز خان فیصل ہوتا ہے ۔ اسکے ثبوت مین اول تو سند دربار شاہی بنام میان طیب اسوقت تک اُنکے خاندان مین موجود ہے ۔ دوم ایک صورت حال مورخہ ہفتم ماہ شوال جلوس ۴۸ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی اِس خاندان مین محفوظ رکھا گیا ہے اِسکو دیکھکر بطور واقعہ تفصیلی ظاہر ہوتا ہے کہ اِس زمانہ مین درمیان محمد دایم اور نور محمد کے تنازعہ قائم ہوا کہ اس عہدہ کے خدمات کو درباب دستخط طومار ہاے واصلات منجملہ اِن دونون دعویداران کے کون شخص ادا کرے ۔ نور محمد مورث چودھری عطاءاللہ اور محمد دائم کی اولاد مین چودھری منصب علی ہین ۔ اِسکا فیصلہ شیخ ہدایت اللہ امین فوجدار وثیقہ دار پرگنہ سندیلہ عامل جاگیر شاہزادہ والا گہر محمد رفیع القدر (نبیرہ شاہ اورنگ زیب عالمگیر نے)

شہادت و حلفہائے چودھریان و قانون گویان و زمینداران سندیلہ پر بدین الفاظ کیا کہ بجائی بجانب نور محمد ہے اور محمد دایم سے کچھ تعلق خدمات بالا کا نہین ہے اور اسکا بیان اس معاملہ مین باطل ہے۔ یہ فیصلہ اصلی موجود نہین۔ مگر صورت حال متذکرہ صدر مین رؤساء و قانون گو و چودھریان وقت نے اس واقعہ کی راستی کو تسلیم کیا ہے اور اپنے دستخط اور مہرین کردی ہین جو اس کے بعد ہی مرتب ہوا ہے یہ سال ۱۱۱۰ھ مطابق ۱۶۹۸ء کے برابر پڑتا ہے۔ اِس صورت حال پر حسب ذیل دستخط چودھریان و قانون گویان کے ہین۔

میر شاہ محمد چودھری۔ محمد معصوم چودھری۔ شیخ احمد چودھری۔ ہیرامن قانونگو۔ مہانند قانونگو۔ عبدالقادر چودھری۔ شیام داس قانونگو۔ میر لطف اللہ چودھری فیض اللہ چودھری۔ میر حیات اللہ چودھری۔ بدلے قانون گو۔ فتح چند قانونگو۔ نیک چند قانونگو۔

لطف اللہ چودھری
۱۰۹۰ھ

اِن ناموں سے سندیلہ مین متعدد عہدون قانونگوئی اور چودھرایت کا ہونا ظاہر ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ سندیلہ اسوقت مین ایک مخزن چودھریان اور قانون گویان کا تھا۔ چودھری منصب علی کی ذات سے اِس خاندان مین زمینداری کی بنا پڑتی ہے جو چودھری عبداللہ کے بیٹے ہین اور جنکا نام اوپر آچکا ہے۔

مینول ٹائیٹل آف اودھ مولفہ منشی کشن لال سررشتہ دار انجمن ہند مین یہ عبارت تحریر ہے

کہ اولاً یہ لوگ اِس پرگنہ مین ایک مزرعہ کے مالک تھے۔آہستہ آہستہ دیگر مواضع باختیارات مالکانہ دستیاب ہوے۔ انکی ملکیت کا بہت سا حصہ حال مین شامل ہوا ہے۔ حافظ شوکت علی کی کتاب مطبوعہ ثمرہ چہارم ثمرۃ الانظار سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انھین کے وقت مین علاقہ موجودہ اوّل اوّل ٹھیکہ وقبولیت پر لیا گیا (جو بالآخر زمینداری ہوگیا) بہر حال اِس خاندان مین یہی بانی مبانی ریاست کے ثابت ہوتے ہین۔ اِنکے آغاز عروج سے قبل ہمارا خاندان ملک اودھ کے تمام ارض وبلد مین کوسِ حکومت بجارہا تھا۔ راے جے سکھ راے ہمارے دادا کے چچیرے بھائی کے ہاتھ مین بعہد نواب آصف الدولہ بہادر و نواب سعادت علیخان بہادر عہدہ ناظمی و دیوانی تھا۔ اسکے بعد ہر حصۂ ملک کی چکلہ داریان کسی نہ کسی اہلِ خاندان کے زیر حکومت تہین ۱۲۲۶ھ مین سندیلہ اور ملیح آباد کی نظامت بھی زیرِ فرمان ہمارے خاندان کے آئی۔ پھر چودھری صاحب کی ترقی کیا مشکل بات تھی۔ عام باشندگانِ سندیلہ کا علم اور ہمارے خانگی کاغذات اور اکثر مورخونکی کتابین تفصیلی تعلقات اِن دونون خاندانون کے ظاہر کرتی ہین اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ چودھری محمد دایم عرف کلو چودھری کا تنزل اور چودھری منصب علی کی ترقی کے واسطے کارخانہ قدرت نے ایک ہی وقت مقرر کردیا تھا۔ تفصیل اوسکی یہ ہے۔

کہ چودھری کلّو اور اُنکے باپ چودھری مبارک بہت مقتدر چودھری

قصبہ سندیلہ کے چلے آتے تھے۔ ۱۲۲۶ھ مین چودھری مبارک کے بجاے چودھرائی محمد دائم عرف چودھری کلو کے ہاتھ مین تھی اس عہدہ کے خدمات جہان تک تحقیق ہوئین یہ تھین۔ کہ زمینداران کو ناظم وقت سے ملاکر انتظام مالگذاری کا مناسب جمع کے ساتھ کروادین اور ضمانت ادائی اس مالگذاری کی خود کرین یا کوئی معتبر ضمانت بہم پہونچائین اور اس پرانا حق زمیندار اور چکلہ دار دونون سے لین جسکی تعداد ایک ٹرانے پرانے عہد دولت سلاطین دہلی سے جسکو مین نے بچشم خود دیکھا ہے فیصدی دو روپیہ حاکم وقت اور آدھ آنہ فی روپیہ زمیندار سے نکلتی ہے مگر سلطنت اودھ کے آخری زمانے مین بجاے اسکے صرف نانکار اس خدمت کے معاوضہ مین چودھریون کو ملنا ثابت ہوتی ہے اور وہ نانکار دو قسم کی ہوتی تھی ایک مجرائی دفتر معلےٰ کہلاتی تھی جو بادشاہ کے حکم سے دیجاتی تھی اور بغیر حکم بادشاہ ضبط نہین ہوسکتی تھی دوسری مجرائی محال یہ عطیہ چکلہ دار کی ہوتی تھی اور انھین کے اختیار مین اسکی تقرری اور بحالی اور ضبطی تھی۔ یہ نانکارین نقدی اور زمین دونون صورتون مین دیجاتی تھین۔ سنہ مذکور الصدر مین جسوقت راجہ گوردھن لال نے خلعت نظامت سندیلہ و ملیح آباد کا پہنا اور داخل دربار ہوا چودھری کلو غیر حاضر ہوگئے انکو اپنے عمل و دخل چودھرایہ پر غرور تھا کہ بغیر انکی حاضری کے کار نظامت اجرا نہین ہوسکتا ہے مگر وہ اس امر سے ناواقف تھے کہ راجہ کی حکومت بوجہ انکی ذاتی عظمت کے محتاج امداد غیر نہین ہے

لہذا یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ تقرری و برخاستگی اس عہدہ کی اگرچہ بحکم شاہی ہوتی تھی مگر ناظمانِ وقت کی رائے کا اُسمین بہت کچھ دخل ہوتا تھا اور ایسے ناظمان کے اختیار تو محدود تھے جو شریک کاروبار سلطنت اور ذریعہ اجرائے احکامات مملکت رہ چکے تھے۔ راجہ صاحب نے فوراً چودھری کلو کو کامون سے معزول اور چودھری منصب علی سے کام لینا شروع کر دیا یہ پہلا زینہ اُنکی ترقی کا تھا۔ محمد سعید ایک اہلکار بندوبست پختہ ضلع ہردوئی نے ایک کتاب تحصیل سندیلہ کے بابت لکھی ہے اُسمین باب چہارم صفحہ ۳، تذکرہ خاندان چودھری حشمت علی مین لکھا ہے کہ جب تک چودھری مبارک علی کا نشوونما رہا اس خاندان کو چندان فروغ نہین تھا۔ چودھری منصب علی اسکا باپ صرف گکرالی وغیرہ چند دیہات پر قابض تھا۔ جب چودھری مبارک مرگیا اور کلو چودھری اُسکا بیٹا ایک جرم مین سرکار اودھ سے معتوب ہوا۔ اُسی وقت سے چودھری منصب علی کا عروج ہونے لگا۔ اِس نے راجہ گوردھن لال چکلہ دار سے ارتباط بڑھایا۔ علاوہ گکرالی وغیرہ تمام علاقہ بینی گنج کا اپنی قبولیت مین کر لیا۔ پھر صفحہ ۹، کتاب مذکور مین ذکر خاندان چودھری مبارک مین لکھا ہے کہ راجہ گوردھن لال کے عہد چکلہ داری مین چودھری منصب علی دخیل ہوگیا۔

راجہ صاحب ممدوح نے اپنے علاقہ سردین ٹڑاگانون کا بھی انتظام انہین کے سپرد فرمایا اور یہان تک معتمد الیہ اور دخیل ہوے کہ تمام خانگی امورات

کا انتظام انہین کے متعلق ہو گیا اور بیعنامہ اور دستاویزین بھی ریاست کی انہین کے نام ہونے لگین - اکثر کاغذات اور بیعنامجات اسوقت تک دفتر ریاست مین موجود ہین - اسکے علاوہ ایک حصۂ نظامت ضلع ہردوئی کا بھی (جو اُسوقت بنڈیاؤن کے نام سے مشہور تھا) تعلق ہوا - ایک قصہ اسکے متعلق قابل ذکر ہے کہ ۱۲۴۵ھ مین راجہ گوردھن لال صاحب کے پاس خوشحال وبھا وغیرہ زمینداران کھلی نے رہن نامہ موضع کھلی لکھکر مہر قاضی مسجل کرا دیا مثل دیگر دستاویزات - یہ دستاویز بھی چودھری منصب علی کے نام ہوئی بعد چندے اُن لوگون نے دستاویز بذا مین جھگڑا اڑا لا - چنانچہ حاکم وقت کے یہان روبکاری ہوئی - چودھریان و قانون گویان نے بالاتفاق اپنا اظہار بتاریخ ۲۲ شہر رمضان ۱۲۶۴ھ حاکم وقت کے سامنے لکھوایا - اس اظہار کی نقل اس موقع پر داخل کتاب کرتا ہون -

نقل اظہار چودھریان وقانونگویان علاقہ سندیلہ مرقومہ ۲۲ شہر رمضان ۱۲۶۴ھ

مسمیان سبحان عطا چودھری وشیونراین قانونگو وکسل سنگھ محرر وانعام اللہ چودھری وخدابخش چودھری باہم حاضر آمدہ عندالاستفسار متفق اللفظ بیان کردند کہ در ۱۲۴۵ھ رہن نامہ بست بسوہ زمینداری موضع کھلی علاقہ سندیلہ اسمی چودھری منصب علی بالعوض مبلغ ماعہ مسمیان خوشحال وغیرہ زمینداران موضع مسطور برضامندی خودہا مع جملہ وجوہات زمینداری نوشتہ دادہ بود -

سوال

بازپرسیدند که زمینداران موضع مسطور منحرف ومنکر از تحریر رهن نامه میشوند ومی گویند که منمقران گاہے قبولیت دہیه درسرکار عامل خواه پیش راجه گوردھن لال داخل نه ساخته ونه باقیات سرکار ذمه مایان برآمده چگونه رهن نامه بست بسوه زمینداری موضع مذکور گردیده حال این معنی راست راست بحلف بیان سازند

جواب

در ۱۲۴۵ھ قبولیت دہیه مذکور زمینداران مسطور پیش راجه مسطور داخل کرده بودند ازین جهت باقیات سرکار ذمه آنها برآمد رهن نامه بست بسوه زمینداری مع جمله وجوبات زمینداری اسمی منصب علی چودهری که آن زمان نائب راجه مسطور بودند بالعوض مبلغان قوم الصدر نوشته شده حالا محض دروغگوئی ازاوشان است وماورای آن چند کاغذات دیگر رهن نامه وبیعنامه دہیات زمینداری وباغات وحویلی وغیره اسمی چودهری مسطور بطور اسم فرضی نوشته شده ومالک زر رهن نامه وغیره راجه مسطور هستند وما چودهریان کارنده بودند بازپرسیده شد

سوال

که ایشان چودهریان وصیغه داران محال هستند وطریق رهن نامه همین است که مهر ودستخط رئیسان دیار وجوار وزمینداران گرده نواح می گردد رهن نامه هذا بلا حد ومحدود ودستخط زمینداران گرد ونواح است چگونه اعتماد نموده اند

	جواب	

در بیعنامہ البتہ ضرورت حد محدود می باشد و در کاغذ رہن نامہ حسب رسم علاقہ ہذا ہمین طور عبارت تحریر کردہ می شود لہذا حقیقت ہذا راست و درست مفصل گذارش نمودہ پرسیدہ شد

	سوال	

کہ نوازش علی چودھری کجاست۔

	جواب	

فوت شد۔ فقط

العبد	العبد	العبد
شیونرائن قانونگو	سبحان عطا	خدابخش چودھری
العبد	العبد	العبد
کسل سنگھ محرر	انعام اللہ چودھری	لچھمی نرائن کیل کنور جمیعت رائے

انکے مرنے کے بعد چودھری مند علی چودھرائی اور اپنی ریاست پدری پر قابض اور متصرف ہوئے انکو وہی پورے اختیارات و تعلقات چکلہ داری اور کاروبار ریاست راجہ صاحب مین حاصل رہے جب اُن کا انتقال ہوا تب چودھری حشمت علی چودھرائی اور ریاست پر قابض اور متصرف ہوئے۔

حافظ شوکت علی اپنے والد نامدار چودھری مسند علی کے اکلوتے بیٹے تھے یہ پیروں سے معذور تھے۔ باپ نے انکو پیرایۂ علمی سے آراستہ و پیراستہ کیا تھا۔ جب انکی دستار بندی فضیلت کی ہوئی بہت کچھ خرچ ہوا تھا دور دور کے عالم آئے تھے جن کا ذکر خود حافظ صاحب نے اپنی کتاب مرآۃ الانظار مین کیا ہے۔ یہ بہت ہی وضعدار اور مخیر اور نیک مزاج رئیس تھے کوئی اولاد نہ تھی لہذا چودھری محمد رؤف فرزند اصغر چودھری حشمت علی صاحب کو متبنی کیا تھا۔ اور ایک وصیت نامہ بھی انکے نام لکھا تھا۔ لیکن بعد وفات انکے چودھری محمد رؤف نے باہمی فیصلہ سے نصف ریاست پر قبضہ پایا نصف پر چودھری نصرت علی قابض ہوئے موضع گکرالی جسکے نام سے یہ علاقہ چودھری صاحب کا مشہور ہے ہمیشہ بقبضہ حافظ شوکت علی رہا۔ اُنھون نے اپنی زوجہ مسماۃ امام النسا کے نام ہبہ کر کے اپنی حیات مین قبضہ کرا دیا تھا چنانچہ مسماۃ موصوفہ نے موضع مذکور منشی عبدالودود نیج مجسٹریٹ سندیلہ کو ہبہ کر دیا۔ جس پر وہ بلا شرکت اعدی قابض اور متصرف ہین۔ حافظ شوکت علی کا دسترخوان بہت وسیع تھا تمام خاندان کو اس خوان سے بہت فیض پہونچتا تھا اور ہر ایک کے وہ حامی مددگار رہے اور اہلِ شہر کے ساتھ آپ کا برتاؤ برادرانہ۔ ہر غریب امیر کی تقریبات مین خود شریک ہوتے تھے۔ رفقا کے ساتھ بہت بہت رعایتین انکی مشہور ہین اب مین چودھری حشمت علی صاحب کے حالات کیطرف قلم اُٹھاتا ہون

کہ آپ نے اپنے زمانہ حیات مین اکثر چکلہ دارونکی نیابتین کین اور مال ضامنیان بھی کرتے رہے جیسا کہ دستور اور کام چودھراین کا تھا اور بالآخر دو مرتبہ سندیلہ کے چکلہ دار ہوئے جب انتزاع سلطنت اودھ ۱۸۵۶ء مین ہوئی اُسوقت آپ سندیلہ کے چکلہ دار تھے بوجہ باقی داری آپ بمقام ملانوان نظربند ہوئے۔ ۱۸۵۷ء مین جب غدر ہوا اسوقت فوج باغی نے انکو قید سے چھوڑا کر اپنا افسر بنایا اُسوقت سے یہ شریک باغیان رہے اور بروقت محاصرہ بیلی گارڈ یہ بھی لکھنؤ مین شریک لشکر باغیان تھے بالآخر بنظر دور اندیشی جماعت باغیہ سے جدا ہوکر لشکر انگریزی مین حاضر ہوگئے اور منجانب گورنمنٹ انگلیشیہ مراتب خیر خواہی بجالائے جسکے عوض مین علاقہ اروی رحمان پور ملانوان پایا ۲۲- فروری ۱۸۷۰ء مین ناگاہ آپکا انتقال ہوگیا۔ اس زمانہ مین تقریب آمد کپتین صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ہردوئی آپ مرادآباد سے مینی گنج تشریف لائے تھے۔ چودھری محمد عظیم آپ کے پوتے پہلے سے وہان موجود تھے۔ آپ رات کو کھانا کھاکر چارپائی پر گئے فوراً دم نکلگیا۔ بہت قصہ اور افواہین اِس موت کی نسبت مشہور ہین خدا معلوم کہ کیا اصلیت تھی بہرحال انکی وفات کا ہر شخص کو افسوس ہوا آپ بہت ہی نیک مزاج اور بامروت اور خلیق تھے۔ آپکی سخاوت و ہر دلعزیزی مشہور و معروف ہے۔ احتیاج تحریر و تسطیر نہین ہے۔ اِس خاندان کے ساتھ ہمیشہ پرانے مراسم و معمولات قدیمہ کا برتاؤ کرتے تھے اور تحریر و کتابت مین ہمیشہ میرے ساتھ مراسم یگانگیت اور بزرگی کا اظہار فرماتے تھے۔ چنانچہ نقل ایک خط کی اِس موقع پر

درج کرتا ہون تاکہ ناظرین کتاب ورآیندہ نسلین اِس برتاؤ کو نگاہ قدر سے دیکھین -

(نقل خط)

راجہ صاحب عزیز از جان والاشان گرامی قدر معالی منزلت راجہ درگا پرشاد صاحب زیدت حیاتہ ودرجاتہ' -

بعد دعاہاے اعتلاے جاہ واحتشام وآرزوے دیدار خلاصہ سخن بخامہ می سپارم کہ حال تو حد معاملہ لالہ صاحب عزیز از جان لالہ لالتا پرشاد صاحب راقم بران عزیز ظاہر است لہذا آن والامرتبت را نیز ملحوظ لالہ صاحب ماندو اشان و از معاملہ داری بیرون ہستند نظر بران پٹہ وقبولیت ملفوف کتابت ہذا میرسد آنعالی قدر حسب دستور قبولیت نزد خود نگاہ دارند و بر پٹہ دستخط فرمودہ لطف سازند بہرحال از لالہ صاحب موصوف راہ ورسم داشتن آن عزیز را مناسب می بینیم درین باب مکث وتساہل روا نخواہند فرمود ایام جمعیت وکامرانی مدام بکام باد

رقمزدہ ۱۴ - جنوری ۱۸۶۰ء

راقم چودھری حشمت علی عفی عنہ

آپ نے اپنی ریاست پر کچھ بار قرضہ چھوڑا مگر اس قرضہ مین دیدہ ودانستہ آپ کا قصور نہ تھا بلکہ جو انکی ذمہ داریان عہد شاہی سے بمقابلہ اہل خاندان ومتعلقان وہمسایگان چلی آتی تھین اُن کا نتیجہ لازمی تھا -

انکے تین صاحبزادے تھے چودھری جاوید علی چودھری خصلت حسین چودھری محمد ۔ دُوف پسر متوسط چودھری خصلت حسین کو انھون نے اپنی حیات مین مالک علاقہ بنادیا اور اُنکے نام کی ریاست کا داخلخارج کرادیا اگرچہ علمی لیاقت کا انکی طبیعت کو ذخیرہ نہ تھا مگر بڑے مدبر تھے اور خداداد مادہ انتظامی رکھتے تھے ہر کام کو بہت سوچ وبچار کے ساتھ کرتے تھے اور نتیجہ نیک اور فائدہ عظیم اُٹھاتے تھے تدبیر کے ساتھ تقدیر بھی انکی مددگار تھی دربار دہلی ۱۸۷۷ء مین آپ نے تمغہ پایا اور دسمبر ۱۸۷۷ء مین بذریعۂ رزولیوشن نمبر ۲۶ خطاب چودھرائی موروثی ہوا عرصہ دراز تک یہ سکریٹری انجمن ہند تعلقداران اودھ رہے ۔ ۱۸۹۲ء مین انھون نے خطاب راجگی بکوشش تمام حاصل کیا ۔ دو تین ہفتے بعد آپ نے انتقال فرمایا کچھ بھی حظ اس عطیہ سلطانی کا نہ اُٹھا سکے ۔

انکے بعد چودھری محمد عظیم اُنکے جانشین ہوے اور یہی ایک اُنکی اولاد تھی اُنھون نے بھی مثل اپنے والد نامدار کے انتظام ریاست مین پوری کامیابی حاصل کی ۔ خدا نے اُن کو اولاد بھی کثیر دی تھی ۔ اُسی طرح پر انکو بھی مانا تھا ۔ عمدہ عمدہ مصارف کثیر کے ساتھ تقریبات ختنہ وشادیان کین جنمین ہزارون روپیہ خرچ کیا مگر افسوس کہ انکی زندگی نے بہت کم وفا کی ۔ قصۂ مرگ اُس سے زیادہ افسوسناک نکلا ۔ مختصر حالات اُنکے یہ ہین کہ بماہ فروری ۱۹۰۲ء مہاراجہ صاحب اجودھیا لکھنؤ مین آئے ہوے تھے ۔ اکثر تعلقدار صاحبان کا بھی مجمع تھا

کمیٹیان انجمن کی ہورہی تھین چودھری صاحب ورین بھی وہان موجود تھا۔ کوئی
شکایت عوارض جسمانی کی نہ تھی بلکہ نہایت اطمینان سے وہ زمانہ اُن کا گذر رہا تھا۔ ایک
روز بتاریخ ۲۴۔ فروری ۱۹۰۷ء قریب شام مہاراجہ صاحب کے مکان پر کمیٹی تھی۔
بعد اختتام کمیٹی چودھری صاحب نے مجھ سے کہا کہ کل صبح میرا ارادہ آگرہ جانے کا ہے
اُسی رات کو صبح ہوتے نہ مجھے خبر اُنکے انتقال کی ملی۔ جس نے مجھے حیرت مین ڈالدیا۔
اسیوقت مین سوار ہوکر اُنکے مکان پر گیا تو اُنکو تمام دنیا کی فکر و آرزو سے بے فکر بستر مرگ پر
آخری نیند مین سوتے ہوئے پایا۔ بہت قصے و افسانے اس موت کے متعلق مشہور ہین
مگر ہم اُنکو یہین پر چھوڑے دیتے ہین۔ اُنکے پانچ بیٹے اُنکی وفات تک موجود تھے
چودھری محمد جان۔ چودھری علی جان چودھری نبی جان۔ چودھری احمد جان چودھری
صفی جان۔ بعد وفات چودھری صاحب درمیان برادران جھگڑا پیدا ہوا۔ لیکن باہمی
تصفیہ پر ہر ایک نے گذارہ حاصل کرکے چودھری محمد جان کی جانشینی پر رضامندی کا اظہار
کیا چنانچہ چودھری محمد جان جانشین ہوئے۔ اُنکی شادی چودھری نصرت علی کی
صاحبزادی سے بعہد پدر ہوئی اب اُنکا علاقہ زیر انتظام کورٹ آف وارڈس ہے۔
چودھری علی جان اُنکے دوسرے صاحبزادے کا عین عالم جوانی مین بتاریخ ۱۱ دسمبر
۱۹۰۶ء انتقال ہوگیا اُنکے مرنے کا تمام شہر کو افسوس ہوا اور فی الواقع ایک بہترین
انسان اور فخر خاندان تھے اُنکو ہماری ذات اور خاندان سے خاص محبت اور عقیدت
تھی اور وہ ہر امر مین اپنے تئین کو اپنے بزرگون کا پیرو ثابت کرنا چاہتے تھے۔ تیسرے بیٹے

چودھری نبی جان ہین جو آج کل لکھنؤمین تحصیلدار ہین - اسوقت اپنے خاندان مین وہی نمایان شخص ہین - ملازمت سرکاری سے بہت تجربہ انھون نے حاصل کیا ہے - بہت ہی سیر چشم اور فراخ دل ہین - اپنے والد نامدار کی تعلیم سے اخلاقی مادہ انمین بہت زیادہ ہے ان دو خاندانون مین جو مدت ہاے دراز سے مراسم چلے آتے ہین انکی بخوبی وہ قدر کرتے ہین چنانچہ اِس مرتبہ ۳ - جون ۱۹۱۳ء کو بتقریب سالگرہ حضرت شاہنشاہ عالم پناہ جارج پنجم ادام اللہ سلطنتہ مجھکو خطاب راجگی عطا ہوا - اُسوقت انھون نے جوش خاطر سے مجھے مبارکباد کا تار دیا اور میری تحریر پر جو جواب مجھے دیا اُسکی نقل داخل کتاب ہذا ہے جس سے اُن کی لیاقت اور دانش و فراست ظاہر ہوتی ہے -

(نقل خط)

جناب قبلہ واجب التعظیم وکعبہ لازم التکریم دام ظلکم العالی

بعد آداب تسلیمات دست بستہ کے عرض پرداز ہون - نوازش صحیفہ سے شرف صدور فرماکر سرفراز و ممتاز فرمایا - بدریافت خیر و عافیت مزاج ملازمان عالی سجدۂ شکر ادا کیا - گو میری حاضری کی نوبت بوجہ کم قیام سندیلہ کے نہین ہوتی ہے مگر بخدا صحیح عرض کرتا ہون - مراتب مین اپنے آپکو ایک ادنی ترین تابعدار خیال کرتا ہون - مین نے اپنے والد ماجد مرحوم کی زبان سے بارہا سنا ہے کہ جناب کے خاندان کے احسانات میرے مورثون کیساتھ اسقدر رہے ہین کہ کسی طور سے اِس دنیا مین ان سے سبکدوشی

نہین ہوسکتی ہے۔ یہ تمام حال مین نے بطور ایک فسانے کے نہین سُنا ہی بلکہ والد ماجد مرحوم اسطور سے ارشاد فرماتے تھے کہ حضور کے خاندان کی عظمت و بزرگی ہم لوگون کے دلون مین ہمیشہ کے واسطے باقی رہے۔ چنانچہ بلا تصنع و خوشامد کے سچ عرض کرتا ہون کہ آپکی ذات والاصفات کو نہین بلکہ تمام خاندان کے ایک ایک شخص کو مین اپنا واجب التعظیم تصور کرتا ہون اور تمام زندگی اسی طور سے خیال کرون گا۔ اب اس عریضہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ خداوند کریم عرصہ تک اس سایہ کو ہمارے سرون پہ سایہ گستر رکھے۔ اور یہ خاندان اسی طور سے معتبر و ممتاز رہکر خاندان کے بغض و کینہ سے محفوظ رہے آمین ثم آمین۔ زیادہ حد ادب۔

کترین محمد نبی جان۔ ۷ رجون ۱۹۱۳ء

علاوہ اسکے جس وقت جلسۂ تقریب بتاریخ ۲۸۔ جون کو ہوا اُسوقت میری خواہش پر بہت خوشی کے ساتھ لکھنؤ سے آکر شریک ہوئے اور مجکو بیحد مشکور و مسرور کیا۔

اب اس ذکر کو چھوڑکر اصل مطلب پر آتا ہون کہ اُن سے چھوٹے دو بھائی اور ہین احمد جانؒ و صفی جان وہ سب گذارہ دار ریاست ہین۔

چودہری جاوید علی فرزند اکبر چودھری حشمت علی نے گذارہ ریاست سے پایا۔ اُنکی تیسری اولاد چودھری محمد رؤف حافظ شوکت علی صاحب کے متبنیٰ تھے۔ بعد وفات حافظ صاحب نصف جائداد یانی جیساکہ اوپر لکھ چکا ہون اور کچھ تعلقہ سے بھی تھوڑی رقم

لی ہے۔ اِسوقت وہ بنچ مجسٹریٹ میونسپل سندیلہ اور بنچ مصنف ہین۔

اب ہم میسری صاحبزادے چودھری منصب علی اور انکی اولاد کا حال لکھنا چاہتے ہین جنکا نام چودھری عظمت علی ہے۔ آپ کے حالات ہمکو نہ مِل سکے۔ لیکن جہانتک ہمنے سنا ہے اُس سے ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ ایک عالی ہمت اور فراخ دل رئیس تھے۔ میوٹل ہائیٹل آف اودھ مین لکھا ہے کہ بعلت باقی زرضمانت چودھری حشمت علی فوج کے ہاتھون مین گرفتار ہوکر لکھنؤ بھیجدیے گئے اور خود قید سخت کی پابندی مین جو انکو برداشت کرنا پڑی بہت ضعیف ہوگئے اور جبکہ وہ بقول اپنے دوستون کے شکستہ دل اور بقول حکام ہیضہ کے باعث قریب المرگ ہوے اُسیوقت آزاد کردیے گئے۔ واپس آتے ہی انتقال کیا۔ چودھری نصرت علی آپ ہی کے صاحبزادے ہین۔ چودھری صاحب کا تعلق انجمن ہند تعلقداران اودھ سے بعہدہ اسسٹنٹ سکریٹری عرصہ دراز تک رہا اور اِس ذریعہ سے بہت کچھ زمانہ بکام اور روز بہ اعزاز و افتخار حاصل ہوتا رہا ازانجملہ خطاب خان بہادری کا بھی تھا۔ دو مرتبہ شمشیرہاے مرصع بھی انعام مین ملین۔ اسی درمیان مین تھوڑے عرصہ کے واسطے ڈپٹی کلکٹری کا کام بھی کیا۔ مگر افسوس کہ آغاز نے انجام کا ساتھ نہ دیا اور ایک خاص مقدمہ مین جسکا ذکر میرے حالات مین آیا ہے عہدہ اور خطاب و تن کو جاتے رہے

شاہ میران معزالدین قدس سرہٗ

آپ کا مزار آبادی سندیلہ کے پچھم شیرہ حوض کے قریب واقع ہے

ایک مسجد اور خانقشاہ شکستہ حالت مین اُسی جگہ موجود ہے جو آپ ہی کی تبلائی جاتی ہے۔ آپ کے متعلق کوئی معتبر تاریخ نہین ملتی ہے جس سے کہ ماہ و سال آپ کی آمد سندیلہ کا معلوم ہو سکے۔ مگر تاریخ مراۃ الاسرار سے ہمکو یہ پتا ہے کہ آپ عہد قطب الاسلام بختیار اوشی قدس سرہٗ مین بغداد سے ہندوستان مین بعہد شمس الدین بادشاہ دہلی تشریف لائے چونکہ اِس بادشاہ کی سلطنت ۶۰۷ھ سے ۶۳۳ھ تک رہی ہے پس اسی ۱۶ و ۱۷ سال کے درمیان مین کوئی سال آپکی آمد سندیلہ کا قرار دیا جا سکتا ہے۔

آپ کے مزار کے قرب و جوار مین بہت سے درخت مختلف اقسام کے ہین مگر کوئی شخص اُنکو کاٹ نہین سکتا اور لوگ خوف کرتے ہین۔ گری پڑی لکڑی مزار شریف کے مصارف مین آتی ہے ۱۰۵۰ھ بعہد شاہ جہان بادشاہ شاہ عبدالرحمن چشتی مصنف کتاب مراۃ الاسرار سندیلہ تشریف لائے اور آپ کے مزار متبرک کی زیارت کی چنانچہ اِسی تاریخ مذکورہ بالا مین یون تحریر فرماتے ہین۔

از کتاب مراۃ الاسرار

حضرت سید میران معزالدین قدس سرہٗ اکمل خلفاے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی است مردے عظیم القدر بود حالے بغایت قوی داشت از ابدال ہفت گانہ کہ موصوف بہ صفت اسم القہار می باشد او بود بولایت ہندوستان بطریق قہر و غلبہ بام حق تصرف می کرد و در زمان قطب الاسلام بختیار اوشی قدس سرہ از بغداد بہندوستان

تشریف آوردہ در قصبۂ سندیلہ متوطن گشت و مرقد مقبرکہ او نیز قصبہ سندیلہ مذکو زیارت گاہ
خلایق است این کاتب الحروف در ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ بشرف زیارتش مشرف گشتہ
است شیر بیشہ حقیقت دریافتہ شد کہ از قوت ولایت تا امروز تصرفات می کند
نعمت ہا درحق این نیاز مندار زانی داشتہ کہ بہ تحریر راست نیاید

حالات قاضی سراج الدین ولد قاضی عثمان قدس سرہٗ

قاضی سراج الدین کا مزار موضع بہدہنہ مین ہے کتاب ہذا کے دوران
تصنیف مین مین نے خود بہدہنہ جاکر نشانات قدیمہ اور قاضی صاحب کے مزار
کی زیارت کی اور ایک ڈیہہ بہت بڑا اور دوسرا چھوٹا دیکھا۔ قاضی صاحب سندیلہ
اور ملیح آباد کے قاضی تھے مین نے اُن مقامات کو بہت غور سے دیکھا اور نشیب و
فراز جگہون کو بسواری فیل اچھی طرح سے ملاحظہ کیا اور ان مورتون کو بھی دیکھا
جو اکثر اِس بڑے ڈیہہ مین وقتاً فوقتاً برآمد ہوئی تھین شکلین مورتون کی معدوم
ہو گئی تھین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزارون برس کی یہ مورتین ہین۔
اِس واسطے کہ جو پرانی مورتین تین تین چار چار ہزار برس کی مین نے عجائب
خانہ لکھنؤ و دیگر مقامات مین دیکھین۔ اگرچہ وہ ٹوٹ گئی ہین لیکن اُنکی شکلین
ور نقش و نگار معدوم نہین ہوے ہین۔ قاضی صاحب کے زمانہ کے کوئی

کاغذات انکی اولاد یعنی سوداگران کے پاس اِسوقت موجود نہین ہین کہ جن سے یہ ظاہر ہوتا کہ قاضی صاحب کس زمانہ مین رونق بخش سندیلہ تھے۔ بعض اصحاب کی رائے ہی کہ قاضی صاحب ملیح آباد کے حاکم تھے اور وہین رہتے تھے مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ ملیح آباد اور سندیلہ دونون کے وہ قاضی تھے اور صدر مقام سندیلہ تھا جیسا کہ مفتی معین الدین ولد قاضی سراج الدین سندیلہ اور ملیح آباد کے مفتی تھے اور سندیلہ مین صدر مقام ان کا تھا اور یہ دست آویز نوشتۂ ۲۰ ذیقعدہ ۹۷۲ھ سے ثابت ہوتا ہے جس پر خاص مہر مفتی صاحب کی لگی ہوئی ہی اور اُس مہر مین یہ کندہ ہے۔

۹۶۱ھ
معین الدین حسین
مفتی سندیلہ و ملیح آباد

اور یہ دستاویز بقبضۂ حکیم ظہور الحسن صاحب ہی جسکو مین نے خود ملاحظہ کیا ہے قاضی صاحب کا مدفن موضع بھدہنہ ہے اور آپکے مزار کے برابر آپکی بی بی اور دو لڑکیون کی قبرین موجود ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا قیامگاہ مع اہل و عیال موضع بھدہنہ مین تھا۔ آپ کی درگاہ کا پختہ حصار ہنوز قائم ہے۔ اگرچہ بوجہ عدم توجہی اولاد اب شکست و ریخت اُسمین واقع ہو گئی ہے۔ حافظ امام بخش صاحب مرحوم کی تواریخ سے ثابت ہے کہ سید محمود شنوزانی قاضی صاحب کے پاس سندیلہ تشریف لائے اور حضرت مخدوم صاحب قدس سرہٗ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے عہد مین رونق افروز سندیلہ ہوئے ظاہر ہے کہ حضرت چراغ دہلوی حضرت نظام الدین اولیا

کے خلیفہ تھے - اس واقعہ سے بھی تقدم و تاخر زمانہ کا درمیان اُن دونون حضرات کے ثابت ہوتا - معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت قاضی صاحب یا قاضی صاحب کے بزرگ سندیلہ تشریف لائے اُسوقت آبادی سندیلہ جانب مغرب شمال زیادہ تھی اِسی جہ سے آپ کا مسکن و مدفن بھدہنہ قرار پایا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سندیلہ سے تا بھدہنہ سلسلۂ آبادی برابر تھا اُسکی تائید اُن بنیادون سے ہوتی ہے جو اکثر سندیلہ و بھدہنہ کے درمیان بمقام گڈھی نکلتی ہین اور یہ مقام گڈھی بھدہنہ کے راستہ مین واقع ہے - ایک کاغذ نوشتہ ۱۲۱۱ھ سے اُسکی بخوبی تائید ہوتی ہے جو بقبضۂ حکیم ظہور الحسن صاحب ہے - آپکا مزار اسوقت بھی زیارت گاہ ہے سندیلہ سے لوگ اکثر مسافت طے کرکے جاتے ہین کاغذات پارینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس مزار کا چڑھاوا جو ہوتا تھا انکی اولاد بموجب حصص خود لیتی تھی اور رہن و بیع بھی کرلیتی تھی جسکا ثبوت ایک دستاویز مقبوضہ حکیم ظہور الحسن صاحب سے ہوتا ہے کہ جو میرے پیش نظر ہے - یہ موضع بھدہنہ عرصہ سے خاندان سوداگران مین چلا آتا ہے - چونکہ اس خاندان کی شاخین بہت ہین کسی نہ کسی شاخ کے قبضہ مین یہ موضع رہا عملداری انگریزی سے یہ موضع میر نظیر علی سوداگر کی اولاد کے قبضہ مین ہے حکیم اخلاق حسین و سید عنایت حسین تحصیلدار کانپور و سید نظیر حسین وغیرہ وغیرہ اِس موضع مین قابض اور متصرف ہین

حضرت مخدوم سید علاء الدین قدس سرہٗ

حضرت سید مخدوم علاء الدین قدس سرہٗ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے

خلیفہ تھے۔ آپ کا اصل وطن جاجنیر ہے آپکے بزرگ وہان سے دہلی آئے۔ مخدوم صاحب نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت مین رہکر تکمیل نفس اور تحصیل علوم باطنی فرمائی اور حسب ارشاد آپ کے بزمان سلطنت فیروز شاہ تغلق آپ سندیلہ تشریف لائے کتاب مراۃ الاسرار جو شیخ عبدالرحمن چشتی نے بزمان سلطنت شاہجہان بادشاہ تصنیف کی ہے اسمین مخدوم صاحب کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین ۔

از کتاب مراۃ الاسرار

سید مخدوم علاء الدین قدس سرہ از مریدان پاک اعتقاد حضرت نصیر الدین محمود اودہی است انحضرت بعد از تربیت بسیار اور اجانب سندیلہ من اعمال سرکار لکھنؤ رخصت فرمودہ سہ صد و شصت بیگہ زمین در سواد قصبہ سندیلہ بجہت خرچ خانقاہ او بدست مبارک بر پرچہ سفال نوشتہ داد۔ پس علاء الدین بموجب جازتش آمدہ در قصبہ سندیلہ متوطن شدہ صاحب مقامات اعلے بود والی الآن مرقد پاک وہم در قصبہ مذکور زیارت گاہ خلق است صاحب لایت آن دیار است و آن سہ صد و شصت بیگہ زمین تا امروز در تصرف فرزندان بحال خود است و تا این زمان محتاج اسناد سلاطین شدہ است و ہیچکس از سبب لایت پیران چشت مزاحمت نمی تواند رسانید۔ چنانچہ این مقدمہ اظہر من الشمس است ۔

حافظ امام بخش صاحب سندیلی اپنی تواریخ مین آپکی نسبت صرف اسیقدر لکھتے ہین درگاہ خلایق پناہ حضرت سید الواصلین شیخ الاکاملین زبدۃ السالکین

جناب سید علاء الحق والدین کہ قطب زمان خود بودہ از جملہ خلفاے خاص شیخ نصیر الحق والدین قدس سرہ مرجع عموم خلایق است اولاد میدارد اکثر بحلیہ فضیلت آراستہ وپیراستہ درین قصبہ توطن دارند وآنجناب صاحب ولایت قصبہ مذکور است آنحضرت را سہ پسر بودند اول مخدوم سید نصیر الدین دوم مخدوم سید خواجہ سوم مخدوم خواجہ مجیر الدین۔ ہریک بصفت بزرگی وکرامت خاص شد۔ آپکی ولادت کا سال ۷۰۹ھ مطابق ۱۳۱۰ء ہے۔ ۲ شوال ۷۷۴ھ مطابق ۱۳۷۴ء مین بعمر ۶۴ سال آپکی وفات واقع ہوئی آپ کا مزار شریف محلہ منڈی مین ہے جو درگاہ مخدوم صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا سالانہ عرس یکم شوال سے ۲ شوال تک ہوتا ہے۔ یہ عرس ہمیشہ سے مخدوم زادگان جو خاص درگاہ مین رہتے ہین وہی اپنے مصارف سے کرتے ہین اسکے مصارف سے مخدوم زادگان اشراف محلہ سے کچھ واسطہ نہین ہے ایک مسجد تعمیر کردہ فیروزشاہ آپ کے مقبرہ کے پاس موجود ہے جسکی تاریخ (مسجد اقصی است) ہے۔ جسمین ۷۶۵ھ نکلتے ہین۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ فیروزشاہ تغلق نے اپنے وقت مین اِسکی بنا ڈالی اور طیار بعہ کو ہوئی۔ آپکی ذات باصفات سندیلہ کے لیے اِسوقت بھی فیض بخش اور برکت افزا ہے۔ اہل اسلام اور اہل ہنود دونون آپکو مانتے ہین اور آپ کی درگاہ مین جاکر منتین کرتے ہین اور چادرین چڑھاتے ہین۔

مین نے بہت کوشش کی کہ کوئی سند شاہی یا اور کاغذات متعلق

آنحضرت ملین جسکی نقل اس کتاب مین داخل کرون لیکن نہ ملی اور موجودہ حالت پر مجھے آپ کے حالات ختم کرنا پڑے۔

یہ آراضی ہاسگہ جو معافی تھی اُسکانام مخدوم پورہ ہے سندیلہ کے متصل واقع ہے کبھی یہ آراضی آسامیان سے آباد نہ تھی اہلِ سندیلہ کی کاشت مین رہی۔ گورنمنٹ نے بھی اِس معافی کو دوامی بحال رکھا۔ کئی سو اشخاص کے نام کھیوٹ ہے۔ پہلے گورنمنٹ نے بعد غدر منشی فضل رسول صاحب تعلقدار اور حافظ احسان اللہ صاحب خلف شاہ ولی اللہ مخدوم زادہ کو نمبردار مقرر کیا اور بحالت تحریر کتاب ہذا مولوی منظہر علی صاحب بذریعہ بیع حق نمبرداری بجاے شاہ احسان اللہ صاحب اور دوسرے منشی سید التفات رسول صاحب بجاے اپنے جدنامدار مولوی فضل رسول صاحب کے نمبردار ہین۔

خاندان مخدوم صاحب کی اسوقت دو شاخین ہین۔ ایک شاخ کی سکونت خاص درگاہ مخدوم صاحب مین ہے۔ اِس شاخ مین عرصہ دراز سے علم اور عمل کا چرچا چلا آیا اور سلسلہ پیری و مریدی کا جاری رہا۔ اِس خاندان کے مشہور بزرگان کے نام یہ ہین۔ شاہ غیاث اللہ شاہ روح اللہ۔ شاہ فضل اللہ۔ شاہ وصف اللہ۔ شاہ غلام علاء الدین۔ شاہ ولی اللہ۔ مولوی وارث علی۔ اِن جانشینون کا تمام اہل قصبہ اعزاز کرتے تھے اور اکثر فیصلہ جات مقدمات باہمی بباعث اِن لوگون کے فضل و کمال کے انہین سے کرالیتے تھے۔ علاوہ زمینداری مخدوم پور

کے ایک موضع مسلم عرصہ دراز سے اس شاخ کے قبضہ مین چلا آتا ہے جسکی نسبت اُن کا بیان ہے کہ جہانگیر بادشاہ کیطرف سے یہ معافی ہمارے اجداد کو ملی تھی جس کا نام سرونڈ ہے جو ضلع اٹام مین واقع ہے اب یہی ذریعہ معاش ان لوگون کا ہی منجملہ اس شاخ کے شاہ ولی اللہ صاحب خلف شاہ غلام علاء الدین بہت ہی نامی گرامی شخص گذرے ہین جنکے دیکھنے والے ابتک کچھ لوگ موجود ہین۔ علم وفضل وخوشنویسی و حکمت مین دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ اب انکے پر پوتے سید محمد رضا ہین جو مولود خوانی مین ہمتل ہین۔ وصی علی شاہ صاحب نواسہ مولوی وارث علی سجادہ نشین ہوے شاہ صاحب موصوف نے اس درگاہ کو بہت ہی ترقی دی۔ تکمیل نفس اور تزکیہ باطن اور حسن اخلاق اور طرز معاشرت سے بہت اثر دلون پر پہونچایا ہزارہا مرید اودھ اور ممالک مغربی وشمالی تک آپ کے موجود ہین۔ راجہ جنگ بہادر خان تعلقدار نانپارہ آپکے بہت معتقد تھے آپکی وفات ۲۴ جون ۱۸۹۸ء کو واقع ہوئی بمقام درگاہ پیش دروازہ مقبرۂ حضرت مخدوم صاحب آپ مدفون ہوے راجہ صاحب نانپارہ نے مقبرہ سنگی بنوایا ہے۔ اکثر انکے عرس مین راجہ صاحب بہت اعتقاد کے ساتھ تشریف لائے اور مصارف کثیر کیے مجھ پر شاہ صاحب موصوف بہت توجہات فرماتے تھے۔ انکی وفات کی تاریخ مین نے لکھی ہے۔

تاریخ وفات

زگردش فلکی حضرت وصی علے	بسوے ملک عدم حیف رخت ہستی برد
جہان گرفت ز اخلاق خویش و باز گذاشت	اگرچہ مرد و لیکن نہ نام نیکش مرد
درین جہان کہ نبالش بر آب بنہادہ	بلے بلے خنک آنکس کہ گوے نیکی برد

سخن دراز مکن مہر بہر سال وفات
بگو بگو کہ ولی خدا شناسے مرد

یہ خاندان کی حالت قابل افسوس ہے۔ اکثر لوگ علم سے خالی اور معاش سے تنگ ہین۔ موروثی جائداد بھی اب اس خاندان مین بہت کم باقی ہے۔ بذریعہ بیع و رہن جا بجا منتقل ہو گئی دوسری شاخ اشرف محلہ مین آباد ہے۔ یہ شاخ مخدوم سید مجیر الدین پسر حضرت مخدوم صاحب سندیلہ کی اولاد سے ہے۔ حضرت مخدوم صاحب کے سو برس کے بعد شیخ سید حسن کا وجود مسعود ہوا۔ آپ ہمایون شاہ کے وقت سے تا زمانہ اکبر شاہ رہے۔ آپ علوم ظاہری باطنی مین کامل اور یگانۂ روزگار تھے۔ حضرت مخدوم الہدیہ خیر آبادی و حضرت شاہ صفی صاحب صفی پوری کے خلیفہ تھے۔ آپ نے عبادت کیواسطے ایک مسجد خام تعمیر کرائی۔ بعد اُسکے آپکی اولاد سے سید اسمٰعیل نے اسے پختہ بنوا دی وہ مسجد اب تک پیش مکان مولوی سید مظہر علی صاحب موجود ہے۔ یہ تاریخ اُس مسجد پر کندہ ہے۔

کردہ مسجد نخست شیخ حسن	در سنہ شیخ بانیاز ظہور ۹۹۰ھ
چو بنا باز کرد اسمٰعیل	گشت تاریخ خانۂ پُر نور

اُسی مسجد کے گوشہ مین سید حسن صاحب کا مزار ہے اور آپکی تاریخ وفات ۹۱ ہجری ہے
آپکی اولاد مین بہت بڑے بڑے عالم و فاضل اور درویش کامل اہل باطن گذرے ہین
مولوی عبداللہ صاحب مولوی احمد بخش صاحب مولوی فضل صاحب مولوی حکیم
سید لطف رسول صاحب مسیح الوقت حکیم بقاء اللہ خانصاحب مولوی اعزالدین صاحب
و حکیم بو علی صاحب منشی فضل رسول صاحب تعلقدار و منشی شمس الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر
جن کے حالات مین جدا گانہ لکھون گا۔

ذکر خاندان مسیح الوقت محمد بقاء اللہ خان بہادر

آپ کے والد ماجد کا نام سید غلام اولیا تھا بزمان نواب آصف الدولہ بہادر
آپ تحصیل علم کے لیے معہ اپنے چھوٹے بھائی سید اعزالدین لکھنو تشریف لیگئے
اور فرنگی محل مین آپنے مولوی عبدالولی صاحب سے تکمیل علم عربیہ کی۔ ایک روز
رزیڈنٹ صاحب بہادر لکھنؤ نے مولوی عبدالوالی صاحب کو طلب فرماکر فرمایا
کہ ہمکو دو طالب علم اپنے یہان سے دو۔ جو علم عربی و فارسی مین دستگاہ کامل
رکھتے ہون گورنمنٹ کو ضرورت ہے۔ مولوی صاحب نے اِن دو بھائیون یعنی
سید بقاء اللہ خان اور سید اعزالدین کو پیش کیا۔ صاحب رزیڈنٹ نے بذریعہ چیٹھی
اِن دونون صاحبون کو جنرل لیک صاحب بہادر کی خدمت مین ۱۸۰۴ء مین بھیجا
چنانچہ جنرل صاحب بہادر نے مولوی اعزالدین کو میر منشی رزیڈنسی مقرر کیا اور سید بقاء اللہ خان

صاحب کو دیوان مقرر فرمایا اور اختیارات دیوانی و فوجداری دیے۔ انہین ایام مین سید صاحب موصوف سرکار انگلیشہ کی طرف سے بعہدہ سفارت اکبر شاہ ثانی بادشاہ کی خدمت مین بھیجے گئے۔ حضرت بادشاہ نے خوش ہو کر آپ کو خطاب مسیح الوقت بقاء اللہ خان بہادر عطا فرمایا اور آپ کی درخواست پر آپ کے دونون چھوٹے بھائیون یعنی سید اعزالدین اور سید رحم رحمان و کرم رحمان کو خطاب خان بہادری دیا۔ آپ دس ماہ تک اس عہدہ پر رہے پھر آپ کے لیے دوسرے انتظام مین ڈپٹی کلکٹری تجویز ہوئی مگر خانصاحب بہادر نے انکار فرمایا اور اپنے وطن کو واپس تشریف لائے۔

سید اعزالدین عرصہ تک اپنے عہدہ پر قائم رہے آخر پنشن لیکر سندیلہ آئے۔ دونون بھائیون نے جلال پور رام پور گڑھوان وغیرہ اکثر دیہات خرید کر کے صورت ریاست پیدا کی۔ جب نواب قدسیہ بیگم رئیسہ بھوپال بیمار ہوئین تب معالجہ کے لیے مسیح الوقت کی طلبی ہوئی آپ بھوپال تشریف لے گئے وہین پر آپ نے ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۴۵ء مین انتقال فرمایا۔ بعد اُنکے آپکے صاحبزادے سید غلام حسین اور بعد انکے محمد تقی پسر اعزالدین خان بہادر دیہات کا کام کرتے رہے۔ انکے وقت مین مالگذاری سرکار ساصہ باقی رہ گئی جسکو منشی مفضل رسول صاحب نے اپنے پاس سے ادا کر کے انکے دیہات اپنے قبضہ مین کر لیے۔ مسیح الوقت بقاء اللہ خان بہادر بڑے طبیب حاذق تھے۔ اس زمانہ مین آپکی ذات باصفات سے اہل سندیلہ کو بہت فیض پہونچتا تھا۔ آپکی خدمت اور صحبت سے بہت لوگ حکیم اور طبیب

آپ کے فرزند بو علی صاحب بڑے حکیم حاذق گذرے۔ لوگ انکو بو علی سینا ثانی کہتے تھے سندیلہ مین بہت قصہ اور افسانے انکے زبان پر ہین اور خود ہین نے اپنے والد نامدار راجہ دھنپت رائے صاحب سے انکے اکثر حالات اور معالجات حیرت افزا سُنے ہین افسوس کہ بسبب تنگی فرصت اور خیال طوالت کتاب گنجایش اُن اذکار کی نہین پاتا ہون۔

مسیح الوقت کے تین پوتے ہوے۔ نجابت حسین۔ علی احمد۔ حسن احمد۔ پسران غلام حسین ہین۔ نجابت حسین کا انتقال ہوگیا۔ انکے دو لڑکے سید عنایت حسین سید کرامت حسین ہوے۔ عنایت حسین بالآخر ریاست بھوپال مین ناظم تھے اب انکا بھی انتقال ہوگیا۔

سید کرامت حسین نے تحصیلداری سے عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر ترقی کی اب پنشن لے لی ہے جج منصف اور آنریری ڈپٹی کلکٹر ہین۔

سید علی احمد ممالک متوسط مین وکیل ہین اور خطاب خان بہادر گورنمنٹ سے پایا ہے سید حسن احمد فی الحال خانہ نشین ہین بہت علم دوست ہین۔

ذکر خاندان منشی سید فضل رسول واسطی تعلقدار جلالپور

آپکے والد حکیم سید عبد الشکور اور آپ کے جد مولوی حکیم سید لطف رسول فن طبابت مین بہت نامی گرامی گذرے ہین شہر کے لوگ اِن ہر دو صاحبان کے معالجہ سے فیض پاتے تھے۔ منشی فضل رسول نے غنفوان جوانی مین تبلاش

روزگار سفر اختیار کیا اور اُس سفر مین کامیابی حاصل کی۔ میر منشی رزیڈنسی ریاست جودھپور ہوے اور بہت سرمایہ زر و دولت کا اِس ملازمت مین حاصل کیا۔ اور آخر عہد امجد علی شاہ بادشاہ مین واپس آئے۔ اور بذریعہ رہن و بیع صورت علاقہ پیدا کی اور علاقہ جلال پور خاندان مسیح الوقت بقاء اللہ خان بہادر سے حاصل کیا اور اُسکی سند غدر کے بعد گورنمنٹ انگلشیہ سے پائی اور زمانہ غدر مین گورنمنٹ انگلشیہ کی خیرخواہی کی۔ جسکی جلدو مین علاقہ کھیری پایا بعد کو اختیارات دیوانی و فوجداری بھی آپکو ملے۔ آپ نے اپنے وقت مین بہت کچھ باغات سندیلہ اور دیہات مین قلمی لگائے سندیلہ مین آپ ہی کی ذات سے قلمی آمون کا آغاز ہوا۔ آپ بہت ہی قابل شخص تھے عربی و فارسی و نجوم مین دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ شاعری مین آپکو بہت مذاق تھا۔ کلام نہایت شیرین اور باثر ہوتا تھا۔ علاوہ اِن صفات کے نہایت ذی اخلاق اور ذی مروت تھے۔ میرے ساتھ شفقت بزرگانہ فرماتے تھے ۱۸۶۵ء مین جب میرے والد نامدار راجہ دہنپت راے صاحب نے انتقال فرمایا۔ آپ لکھنؤ مین تھے وہان سے ایک خط تعزیت کا میرے نام بھیجا جو اِسوقت پیش نظر ہے۔ نقل اُسکی داخل کرتا ہون تاکہ اِس زمانے کی نسلین ایسے مراسم اور ایسی کتابت باثر کو بچشم قدر دیکھین۔ اور سبق حاصل کرین۔

نقل خط منشی سید فضل رسول صاحب

راجہ صاحب عزیز از جان راجہ درگا پرشاد صاحب دام اللہ عمرہٗ

بعد دعاے مزید علم و ہنر و ترقی درجات واضح باد۔ بدریافت حال پر ملال مقال راجہ دھنپت راے صاحب مرحوم بر خاطر اخلاص ماثر گشتہ سر خسق خالی از یادہی ملالت تازہ آن عزیز نیست چون در مشیت ایزدی چارہ نیست بہرحال بجبر باید گرائید چون امر ریاست خاندانی بر آن عزیز گذاشتہ شد مقتضاے سعادتمندی و خلوہمتی آن است کہ بمقتضاے عادت قدیمی خاندانی خود آنچنان طریقہ مرضیہ خود اختیار باید کرد کہ موجب تحسین آفرین خویش بیگانہ باشد و راہ و رسم حلم و مروت و سخاوت و ہمت انچہ از والد ماجد خود براے تعین مشاہدہ کردہ اند ہمان نہج سلوک باید شد انشاء اللہ تعالیٰ تا زندہ ام ہرچہ از من ہیچکارہ ممکن است دران دریغ نخواہد شد

فضل رسول

۱۴ ار جولائی ۱۸۷۵ء کو آپ نے انتقال فرمایا مقام امرہرہ آپ دفن ہوے آپکے فرزند ارجمند منشی سید فضل حسین نے حسب وصیت والد ماجد مرحوم عمدہ مقبرہ اور مکانات اُسکے متعلق بنواے ہرسال عرس نہایت جوش وخروش اور عقیدت سے کرتے تھے منشی فضل حسین کا زمانہ بھی بہت کامیابی اور نیکنامی سے گذرا۔ ۲۵ اگست ۱۹۰۱ء مین آپ نے انتقال فرمایا منشی سید التفات رسول فرزند دوم منشی صاحب مرحوم کے جانشین ہوے جو اسوقت اپنی ریاست کے تعلقدار ہین اختیارات منصفی و فوجداری اُنکو حاصل ہین۔ شوق شعر و سخن بغایت درجہ ہے زمانہ عرس مین ہرسال مشاعرہ اہتمام وسیع سے اپنے جد نامدار منشی سید فضل رسول صاحب بہادر واسطی کے مزار پر کرتے ہین دور دور

کے لوگ آتے ہین - چنانچہ باہمراہ عزیز موصوف مین بھی شریک مشاعرہ تھا اور یہ
غزل فارسی مین نے پڑھی -

وہ وہ چہ صحبتِ خوش و عشرت فزا است این
ازبہر طبع غمزدگان غمزدا است این

گرگویمش حدیقۂ مقصودِ شایقان
درخوانمش ریاضِ تمنا بجاست این

از التفاتِ خاص عزیزِ دل النعات
امروز صحبتِ خوش و بس دلکشاست این

گرنیم نام بُرد زبانم عجب مدار
درعالمِ محبت و الفت رواست این

شوقِ سخن نمود درین خودستائگی
یاران مقامِ گفتنِ صد مرحباست این

درعالمِ وجود چہ باشد بہ از سخن
اسبابِ جاہ مایۂ عزّ و علاست این

ہم ہادی مراحلِ اخلاقِ جانفزاست
ہم بہرِ رادِ خیرہ کرم رہنماست این

ہم مایۂ نشاطِ دل افسردگانِ ہر
ہم از برائے روح چہ نیکو غذاست این

ہرکس خلافِ رائے زند اندرین سخن
گویم ہزار بار سراسر خطاست این

مطلع

بردی دلم بغمزہ چہ شیرین اداست این
کردی نظر نہ باز چہ جور و جفاست این

شکرِ خدا نیازِ من آمد پسندِ او
از روئے ناز گفت ز اہلِ وفاست این

نبضِ مریضِ عشق تو بگرفت چون طبیب
گفتا برو و مرضِ لادواست این

یارم چو دید حالِ پریشانِ من بگفت
در دامِ عشقِ زلف کسے مبتلاست این

برگشت ہر دو دامنم از گوہر مراد	انفصال و رحمت و کرم کبریاست این
دادن باہلِ حاجت و گشتن خجل ازان	طرز و طریق و شیوہ اہلِ سخاست این
اسبابِ جاہ و دولتِ دنیاے بے ثبات	در چشمِ اہلِ ہوش ہمہ بے بقاست این

ایڈورڈ ہفتمی کہ شہنشاہِ عادل است
باشد ہمیشہ شاد الٰہی دعاست این

ذکر منشی شمس الدین ڈپٹی کلکٹر بہادر

آپ چھوٹے بیٹے حکیم عبد الشکور اور چھوٹے بھائی منشی فضل رسول صاحب تعلقدار کے تھے آپ کے صفات خارج از حیطہ بیان ہین جب منشی فضل رسول اجمیر کی رزیڈنسی مین میر منشی ہوے تب آپ جودہ پور کی ایجنسی مین میر منشی مقرر ہوے بعد ازان آپ نے گورنمنٹ انگلشیہ مین ملازمت کی تحصیلدار رہے اسکے بعد عرصہ تک ڈپٹی کلکٹری پر سرفراز رہے آخر مین پنشن لیکر سندیلہ تشریف لاے آپکا وقت زیادہ تر یاد خدا اور مشاغل علمی مین گذرتا تھا چند کتابین آپکی تصنیفات سے ہین جب کوئی غزل آپ تصنیف فرماتے تھے میرے پاس آپ فوراً بھیجتے تھے۔ اور اکثر فرمایش فرماتے تھے کہ اِسی بحر مین آپ بھی کہیئے چنانچہ ایک غزل مین اسوقت جناب موصوف کی پیش کرتا ہون اور نیز ایک غزل اپنی جو حسب ارشاد جناب ممدوح مین نے فوراً لکھکر آپکی خدمت مین بھیجی اور آپنے نہایت تحسین و آفرین سے مجھے سرفراز فرمایا۔

غزل از تصنیف منشی شمس الدین متخلص بہ شمس

زلف را پر خم چرا پیچان کردہ — خود پریشان را پریشان کردہ
حسن صورت ساختی زیر نقاب — پرتوش پیدا چہ پنہان کردہ
تو بدل موجود من در جستجو — خوب این کارِ نمایان کردہ
در رگِ جان از مژہ نشتر زدی — چارہ سازا چہ درمان کردہ
برزدی خاکِ مزار کوئے او — ای صبا بر من چہ احسان کردہ
ہر رگم نالد چو نے از سوزِ ہجر — ای سراپایم نیستان کردہ
مارِ زلفِ تو چہ بر رخ کرد جا — بہرِ گنجِ حسن دربان کردہ

شمس می نالد ز سوزِ ہجرِ تو
شاد باشی خوب احسان کردہ

غزل راقم السطور

زلف برہم بر رخ پیچان کردہ — خاطرِ جمعم پریشان کردہ
ہوش از سرِ عاشقان بردی بناز — مرحبا کارِ نمایان کردہ
چشمِ بیمارت چو بیمارم نمود — از نگاہِ مہر درمان کردہ

از کمانِ ابرو و تیرِ مژہ
بہرِ قتلِ خلق سامان کردہٗ

چون کنم پرور دگارا شکرِ تو
مشکلِ من جملہ آسان کردہٗ

لطفِ چون کردی بمن نیشب
جان فدا بیت طرفہ احسان کردہٗ

از گلِ مقصود و نقدِ مُراد
پُر سراسر جیب دامان کردہٗ

مہر با آن نو گلِ باغِ مُراد
خوش ہوائے باغ و بستان کردہٗ

ذکر مولوی مظہر علی صاحب پنچ مجسٹریٹ سندیلہ

مولوی مظہر علی صاحب اپنے خاندان مین باعث عروج وجاہ ہوے آپ ساتوین پشت مین حضرت مخدوم سید علاء الدین سے ہین آپ بہت ہی صاحب دانش و تدبیر ہین آپ نے بذات خاص ریاست پیدا کی۔ موضع کمال پور۔ گھوگھرہ۔ مخدوم پورہ۔ آپکی نمبرداری مین ہے۔ سندیلہ مین بہت دکانین آپ نے بنوائین حسب فرمایش مولوی صاحب معصوف مین نے تاریخ تعمیر دوکانات لکھی جو شفاخانہ کے روبرو دیوار دوکانات پر کندہ ہے۔

قطعہ تاریخ تعمیر دوکانات

مظہر تدبیر و دانش مولوی مظہر علی
ساخت دوکانات در سندیلہ باصرفِ کثیر

اززمین اے قمر شد آوازہ و صفش بلند		ہاتف غیبی بمن گفتہ - عمارت بے نظیر ۱۸۸۳

ہیتا ہرن کے راستہ مین ایک باغ اور ایک کنوان آپ نے مسافران کی آرام کے لیے بنوایا ہے اپنی سوانح عمری بھی آپ نے بہت تشریح کے ساتھ لکھی ہے - جسمین اکثر اہل سندیلہ کی بھی حالات موجود ہین -

باغات بھی آپ نے عمدہ لگاے - ۱۸۸۳ء سے آپ بنچ مجسٹریٹ ہین تیس سال تک آپ نے سکریٹری مینوسپل بورڈ سندیلہ کا کام آنریری نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا حکام والا مقام نے وقتاً فوقتاً اپنی خوشنودی مزاج ظاہر فرمائی - یکم جنوری ۱۹۰۳ء مین بہ تقریب دربار جشن تاجپوشی حضرت ملک معظم ایڈورڈ ہفتم آپنے بعوض خدمات آنریری مجسٹریٹی و سکریٹری مینوسپل بورڈ کاغذ چرمی پر سند خوشنودی مزاج بدستخط گورنر جنرل کشور ہند پائی -

آپکے چار بیٹے ہین مولوی مصطفٰے علی اور سید مرتضےٰ علی نے ولایت جاکر سند بیرسٹری حاصل کی اور کام بیرسٹری انجام دیتے ہین -

سید مجتبیٰ علی گھر کا کام کرتے ہین - سید ارتضیٰ علی سکریٹری مینوسپل بورڈ سندیلہ میری ماتحتی مین رہے لیکن بوجوہ موقوف ہو گئے - آپ عرصہ تک بیمار رہے دوران بیماری مین مین نے ایک تحریر نظم آپکو بھیجی جسکا بہت اثر آپ پر ہوا اور آپ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ اگر خدا نے صحت دی تو زبانی شکریہ ادا کرون گا - افسوس کہ بتاریخ ۲ - محرم ۱۳۳۰ھ

مطابق ۲۴ - دسمبر ۱۹۱۱ء آپ نے نہایت ہوش و حواس کے ساتھ انتقال کیا اور اپنے باغ مین دفن ہوے جسکے لئے سنگی قبر آپ نے پہلے سے تیار کرا رکھی تھی اِس واقعہ سے تمام شہر کو افسوس ہوا - فی الواقع آپکی ذات انواع صفات سے موصوف تھی جسکا اصلی فوٹو انکی تاریخ وفات مین کھینچا ہے -

ایک خط نظم جو مولوی صاحب مرحوم کی دوران علالت مین مین نے لکھا تھا اُسکی نقل داخل کرتا ہون -

اے مظہرِ شانِ دوستداری
ہے جانِ تنِ وفا شعاری

غمخوار و شفیقِ دردمندان
دلدار و رفیقِ مستمندان

ثمر شجرِ ریاضِ الفت
آب گہرِ یمِ محبت

از خدمتِ تو اگرچہ دورم
پیوستہ ز طبع در حضورم

ہر دم ز دعاے تست کارم
در یادِ تو وقت می گذارم

یادِ تو مرا انیسِ جان است
صد قصہ و ذکر بر زبان است

دل خستہ ام از علالتِ تو
محزون دلم از ملالتِ تو

صحت یابی ز فضلِ یزدان
باشی ہمہ وقت شاد و خندان

و ز بزمِ نشاط خوش نشینی
و ز نخلِ مُراد میوہ چینی

تاریخ وفات

مولوی مظہر علی مہر سپہر مردمی
نیک طینت نیک طبع و نیکخو نیکو شعار

دو یمی ماہ محرم بود ایام عزا
کرد زین دار فنا رحلت سوی دار القرار

کرد تا بوتش ہجوم اجر کار نیک بود
شان رحمت دید زین جوش شفاعت در بسیار

حسرتا دامن کشان از صحبت یاران گذشت
وا دریغا کاین فراق دائمی کرد اختیار

مخزن اخلاق و خوبی بود ذات پاک او
بود در عقل و فراست انتخاب روزگار

حلم بود او را انیس و صبر بود او را ندیم
بود طبعش مستقل ہم بود عہدش استوار

صد چراغ دانش او افروخت در بزم خرد
کرد در چشم جہان صد گونہ حاصل اعتبار

در زمان فکر یارا بود یاری دل نواز
در ہجوم انتشارم بود دائم غمگسار

بہر سال انتقالش مہر چون بنمود غور
در زمان اضطراب و در اوان انتشار

از سر افسوس گفتم سید مظہر علی
سال ہجری گشت زین الفاظ ہجرش آشکار

چون سن عیسی بجست از طبع در طرز جلی
یکہزار و نہصد و دہ یک درآمد در شمار

ذکر خاندان منشی جمیل الدین

منشی جمیل الدین منشی رئیس الدین صاحب ... صاحبزادے

ہین - مخدوم زادگان کے خاندان سے ہین اشراف ٹولہ مین انکا اصلی مکان تھا
اب محلہ موسٰی پور مین سکونت رکھتے ہین وہان پختہ مکان تعمیر کرایا ہے اور مخدوم پور
مین مثل دیگر مخدوم زادگان کے انکی بھی معافی ابتک موجود ہے -

فی الحال انکے والد دیہات چودھری علی جان کے منتظم اور مختار عام ہین
اور منشی جمیل الدین کل ریاست چودھرائن صاحبہ کے مینجر ہین - نہایت خوش
اسلوبی سے اس مختصر ریاست کا کام چلا رہے ہین - جس قدر قرضہ بتعداد کثیر
چودھری علی جان صاحب نے چھوڑا تھا اُس کی بابت عمدہ انتظام کیا ہے
سود کی بھی تخفیف معقول کرالی اور مالگذاری گورمنٹ ... راقساط مہاجن قبل
از وجوب ادا کرتے ہین اور تمام امورات متعلقہ ریاست وخانہ داری بہت ہی
شان وخوبصورتی سے انجام پارہے ہین - اِس انتظام کو دیکھ کر حیرت ہوتی
ہے - یہ ایک ترقی کرنے والے آدمی ہین -

ذکر خاندان سوداگران

سوداگران کا خاندان سید محمود شنوزانی کی سے ہے جو قاضی صاحب کے
داماد تھے - روایت ہے کہ جب آپ نظام الدین اولیا کے وقت مین دہلی آئے
اور وہان سے عازم سفر مشرق ہوے تو آپ نے فرمایا کہ سندیلہ مین قاضی سراج الدین
سے ضرور ملاقات کرنا - چنانچہ آپ سندیلہ تشریف لائے اور ملاقات قاضی صاحب

موصوف سے مشرف ہوے۔ قاضی صاحب نے اپنی دختر نور جہان کو آپ کے عقد مین دیا اور دختر سے جو اولاد ہوئی وہ بلقب سوداگران ملقب ہوئی۔ اِس واقعہ کو مولوی امام بخش صاحب جد حافظ کرم احمد صاحب نے اپنی تواریخ مین تحریر فرمایا۔ نقل اُسکی درج ذیل کرتا ہون۔

"سید محمود شنوزانی کہ در قصبہ شنوزان در ملک عرب واقع است بہندوستان تشریف آوردند و بہ ملازمت حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ رسیدہ چندے استقامت داشتند بعدہٗ بعزم سیر ملک مشرق رخصت خواستند حضرت نظام الدین اولیا فرمودند کہ اگر شمارا ارادہ سیر ملک مشرق است در قصبہ سندیلہ بہ بندگی شیخ قاضی سراج الدین ملاقات خواہند کرد و ہرچہ از شما استدعا نمایند خواہند نمود۔ القصہ سید محمود شنوزانی بہ سندیلہ تشریف آوردند بہ قاضی سراج الدین قدس سرہٗ ملاقات کردند۔ قاضی صاحب موصوف توجہات مبذول داشتہ فرمود کہ الحمد للہ کہ از مدت آرزوے ملاقات شما داشتم بہ حسب تمنائے دل خدائے تعالیٰ شمارا اینجا رسانید پس دختر خود را کہ مسماۃ نور جہان بود بحبالۂ نکاح میر محمود دادند از ایشان یک پسر سید احمد تولد شد میر محمود شنوزانی ارادۂ سفر ولایت فرمودند و ہمانجا وفات یافتند"

ذکر بندگی شیخ مبارک

قاضی سراج الدین کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اولاد دختری سے نبیرن

پشت مین بندگی شیخ مبارک ہین آپ مخدوم شیخ سعد خیرآبادی کے مرید تھے درج
فقر مین کامل اور قناعت اور صبر مین یکتائے زمانہ تھے۔ چنانچہ مین نے آپ کا
ذکر خیر کتب قدیمہ سے منتخب کر کے درج ذیل کیا ہے۔ یہ ذکر کتاب اخبار الاخیار
مصنفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی و کتاب سبع سنابل مصنفہ مولانا شیخ عبدالواحد
بلگرامی سے لکھا گیا ہے۔ جس مقام پر شاہ عبدالحق صاحب نے حضرت مخدوم
شیخ سعد صاحب خیرآبادی کا حال تحریر فرمایا ہے وہان عبارت یہ لکھی ہے

اورا مریدان بسیار اند چنانچہ شیخ صفی بزرگ بود صاحب ذوق و حالت و
برقدم پیر خود حضور و مجردی زیست و شیخ مبارک سندیلی کہ با حکام شریعت و آداب
طریقت موصوف بود او مرید شیخ سعد خیرآبادی بود و از شیخ سالار نیز تربیت یافتہ بود

از کتاب سبع سنابل مصنفہ مولانا عبدالواحد صاحب بلگرامی مرید حضرت مخدوم شاہ صفی صفی پوری نوشتہ می شود

مخدوم شاہ مبارک حسین سندیلی درویش کامل بود گرسنگی و بے نوائی
بسیار می دید و فقر و فاقہ می کشید۔ وقتے سہ روز گذشتہ بود ہیچ قوتے نہ رسیدہ مع
عیال و اطفال بدرگاہ رب متعال صابر و شاکر می گذرانید۔ درویشے شیخ مرجان
نام داشت بملاقات آمد و تعذر حال ایشان معلوم کرد و شتاب بازگشت و
طعامے کہ در خانہ خود موجود یافت ہمہ را برداشت و پیش شیخ مبارک آورد کہ

کہ این را قبول کنند۔ مخدوم شیخ مبارک قبول نکردند و فرمودند کہ شما کسبت نمودہ ناداری مارا معلوم کردہ رفتید تا این مقام آوردید۔ نعمت عزیز و فاقہ خود را بہ عیوض طعام نہ خواہیم فروخت۔

آپکے مرید و خلفا اعلیٰ درجہ کے مشائخ گذرے مثل شیخ ادھن معروف بہ شیخ الاسلام بلگرامی وغیرہ چنانچہ ماثر الکرام تاریخ بلگرام مصنفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی مطبوعہ رفاہ عام آگرہ صفحہ ۳۶ و ۶۵ میں یہ عبارت درج ہے۔

شیخ ادھن معروف بہ شیخ الاسلام بلگرامی قدس سرہ از فرزندان حاجی سالار قنوجی است کہ از اکمل اولیاء عصر بود و نسب حاجی سالار منتہی میشود بہ خواجہ عثمان ہارونی پیر خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم ازین جہت عشیرہ او با چشتیان و شیخ ادھن از اعاظم خلفاء شیخ مبارک سندیلوی است مقتدائے عصر و مفتی زمن بود در زہد و تقوی و حفظ شرائع و حل و تقایع طلاب ظاہری و باطنی نظیر نداشت شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار در ضمن احوال شیخ سالار بدہ می نویسد سید صفی چشتی و شیخ بدرالدین سرہندی و شیخ ادھن بلگرامی از خلفائے شیخ مبارک سندیلہ اند۔

آپکی وفات ۹۱۰ھ مطابق ۱۵۰۴ء کے بعد ثابت ہوتی ہے آپکے بعد آپکے صاحبزادے شیخ یحییٰ آپکے جانشین ہوئے۔ آپ نے اپنے وقت میں دینی اور دنیوی بہت ترقی حاصل کی۔ آپکے نام اکثر دیہات کی معافی اکبر شاہ سے ہوئی۔ جسکے کاغذات حکیم ظہور الحسن کے پاس موجود ہیں۔ علاوہ معافیات کے اکثر

جائداد بذریعہ بیع و رہن حاصل کی بعدہٗ آپکے صاجزادے مولوی شیخ عبدالواحد آپکے
جانشین ہوے - آپکے زمانہ مین بھی معافیات ملین - خرچ خانقاہ و مسجد کا جو شاہان
دہلی سے مقرر تھا شاہ عالم بادشاہ کے وقت تک قائم رہا اب موجودہ حالت
مین کچھ ریزۂ ملکیت آبائی قدیم مثل باغ و کھیت و خانہ ہاے رعایا باقی ہے وہ دونون
بھائیون سید اکرام حسین و سید ظہور الحسن کے قبضہ مین موجود ہے - سو برس سے
زیادہ زمانہ گذرا کہ مسجد اور خانقاہ منہدم ہو گئی ہے - کچھ کچھ دیوارین باقی ہین - مقبرہ
اب تک بلا سقف محدود حالت مین موجود ہے - ۱۱ ربیع الاول کو ہر سال آپکا
عرس ہوتا ہے - حکیم ظہور الحسن سندیلی مصارف عرس اپنی ذات خاص سے
کرتے ہین - حکیم صاحب آپکی اولاد سے گیارہوین پشت مین ہین - اس وقت وہ
مینوسپل بورڈ سندیلہ سے پچیس روپیہ ماہوار پاتے ہین اور بطور چندہ رؤسا سندیلہ
سے تنخواہ ملتی ہے اور یہی مداخل ہین - بہت ہی خوش چلنی سے بسر اوقات کرتے
ہین - اہل سندیلہ کو اُن سے بہت ہی فیض پہونچ رہا ہے - ہر شخص کے ساتھ اُنکو
ہمدردی اور معالجہ امریضان مین بہت دلچسپی ہے - ایک مکان مطب کا قریب
مکان قاضی صاحب بنایا ہے اُسمین مطب کرتے اور غربا کو دوا اپنے پاس سے
مفت بھی تقسیم کرتے ہین - باغات اور مکانات کی ترمیم اور تعمیر مین کوشش
کررہے ہین - اس کتاب کی تصنیف کے وقت مجھکو اُن سے بہت مدد ملی -
بہت سے کاغذات جو اُنکے یہان تھے اور نیز اور لوگون کے یہان سے جمع

کردیے - ان سب باتون پر اُنکی وضع قدیم اور خیالات قدیمہ بہت ہی قابل قدر ہین -

ذکر مفتی معین الدین

بندگی شیخ مبارک کے چھوٹے بھائی تھے - سنہ ۹ ھ کی مہر کا ایک کاغذ حکیم صاحب کے پاس مین نے دیکھا - یہ زمانہ ہمایون کا ہے شاہ اکبر کے وقت تک یہ موجود تھے - اسکے بعد عہدہ مفتی کا اُنکے چچا میر نظام کی اولاد پر منتقل ہوا -

مفتی معین الدین کی اولاد بہ کثرت سندیلہ مین موجود ہے - جو کہ بہ لقب سوداگران سندیلہ مین مشہور ہے - از انجملہ میر آغا علی انسپکٹر و عنایت حسین تحصیلدار و حکیم سید اخلاق حسین - میر اکبر علی ریونیو ایجنٹ وغیرہ ہین -

اِس قدر اور لکھنا چاہتا ہون کہ مفتی معین الدین کا مزار محلہ سوداگران مین میر عنایت حسین سوداگر کے مکان مین واقع ہے بعد وفات مفتی صاحب شیخ احمد نبیرہ میر نظام عم حقیقی مفتی معین الدین بعہد اکبر شاہ عہدہ مفتی پر مامور ہوے اور پھر پشت در پشت یہ عہدہ اُنکے خاندان مین چلا آیا - جنکے نام درج ذیل کرتا ہون -

مفتی عبد السمیع - مفتی محمد شفیع - مفتی عبد الواحد - مفتی عبد الباقی - مفتی محمد اکرم - مفتی دلیل اللہ - اب صرف اِس خاندان مین سید حسن رضا موجود ہین جو بوجہ ملازمت باہر رہتے ہین - فرمان معافی دیہات بنام مفتی شیخ احمد - مفتی عبد السمیع - و مفتی محمد شفیع اب تک سید ظہور الحسن کے پاس موجود ہین -

ذکر حافظ سراج الدین عرف مولانا حافظ

آپ کا مزار آبادی سندیلہ سے جانب شمال بہ فاصلہ پاؤ میل واقع ہے۔ مولوی سرفراز علی صاحب مرحوم جو اولاد خاص مولانا حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھے۔ اپنی کتاب ممتاز الاذکار مطبوعہ مفید عام آگرہ مین آپ کا حال اس طور پر تحریر فرماتے ہین۔

مولانا حافظ صاحب کی ولادت ۶۶۶ھ مین ہوئی اور ۷۴۱ھ مین بعہد سلطان محمد تغلق آپ سندیلہ تشریف لائے۔ ۱۵ برس قیام فرما کر ۷۵۶ھ مین بعمر ۹۰ سال آپ نے رحلت فرمائی (عارف ہوشمند) آپکی وفات کا مادہ تاریخ ہے۔ آپ عالم اور اسم بامسمیٰ بزرگ تھے۔ آپ ہمعصر مخدوم علاء الدین قدس سرہ تھے۔ کتاب مذکورہ مین درج ہے کہ جس مقام پر مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ وہین پر مکان تھا جس مین مولانا صاحب شغل عبادت مین مصروف رہتے تھے۔ اب اس وقت وہان پر چھوٹے چھوٹے ڈیہہ نظر آتے ہین۔ مزار آپ کا پختہ بلند چبوترے پر واقع ہے۔

ذکر قاضی بہاء الدین عرف پیر نورانی

یہ حضرت اپنے وقت کے ایک مشہور بزرگ تھے۔ لیکن یہ نہین معلوم

ہوتا ہے کہ قاضی کا لقب آپکو کیسے حاصل ہوا۔ آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد سے تھے۔ آپکی چھٹی پشت میں شیخ بڈھن گذرے ہیں۔ جن کے وقت میں شاہ بدیع الدین مدار (جن کا مزار مکن پور میں مرجع خلائق ہے) سندیلہ تشریف لائے اور شیخ صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے۔ جن کے حالات حافظ امام بخش سندیلی اپنی کتاب میں اس طور پر تحریر فرماتے ہیں۔

شیخ بڈھن قدس سرہٗ کہ در عہد خود از مشاہیر کبار و مشائخ روزگار بود و سلسلہ پیری و مریدی خاندانی خود کہ بہ شیخ الشیوخ میرسد تا عہد او بعد ہم چندگاہ جاری ماند واضح باد کہ حضرت بدیع الدین قطب المدار قدس سرہٗ بوقت از اوقات در سندیلہ تشریف فرما شدہ بمکان شیخ بڈھن رونق افزا شدند و شیخ مذکور شرائط تعظیم و تکریم بجا آوردہ شاہ قطب المدار از راہ تفضلات خرقہ خلافت خود بہ شیخ بڈھن پوشانید چنانچہ بعضے تبرکات تا این وقت بخانہ شیخ عبداللہ ولد شیخ محمد ناصر از اولاد شیخ عبداللہ سقانی موجود است و این احوال را شیخ عبدالرحمن چشتی در رسالہ مراۃ المداری ثبت نمودہ آخر الامر چون قطب المدار از سندیلہ عازم بطرف دیگر شدند۔ شیخ بڈھن دو سہ کروہ برفاقت رفت۔

اس واقعہ کے بعد حافظ صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ حضرت قطب المدار کی کوشش سے موضع کلانوان واسطے مدد معاش شیخ بڈھن کے دربار بادشاہ دہلی سے معاف ہوا۔ کتاب سبع سنابل مصنفہ شاہ عبدالواحد بلگرامیؒ

ثابت ہوتا ہے کہ مدار صاحب سنہ ۹۰۰ھ مین تھے - اور یہی زمانہ شیخ بڈھن کا بھی شجرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ بڈھن قاضی بہاءالدین کی چھٹی پشت مین تھے اس حساب سے ساڑھے پانسو برس کا زمانہ قاضی صاحب کو ہوتا ہے - آپکا مزار موضع حکیم پور متصل آبادی سندیلہ جانب شمال و مغرب واجد علی خان کے باغ مین جانب مشرق واقع ہے - موضع حکیم پور اور ملکانہ کے عوام الناس بجاے پیر نورانی کے آپکو پیر بنڈرانی کہتے ہین (بنڈرانی مزار مشہور ہے) شیخ بڈھن کی اولاد سندیلہ مین ابتک بکثرت موجود ہے - آپکی اولاد مین ایک شیخ سعداللہ تھے اُنکی اولاد سعدزئی مشہور ہے - دوسرے شیخ عبداللہ تھے - اُنھون نے خواب مین پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کو حقانی کی لفظ سے مخاطب فرماتے ہین - اِس لیے عبداللہ حقانی مشہور ہو گئے - چنانچہ اب تک اُن کی اولاد حقانی مشہور ہے -

حافظ امام بخش مرحوم بھی کہ جنکا ذکر خیر سطور بالا مین ہو چکا ہے جو حافظ کریم احمد سندیلی کے جد امجد تھے اور شیخ بڈھن کی اولاد مین تھے - آپ نے جو کتاب متعلق حالات سندیلہ تحریر فرمائی - وہی ایک کتاب سندیلہ مین ہے - کہ جس سے چند خاندان ہاے اسلام کے حالات معلوم ہوتے ہین اور کوئی تواریخ سندیلہ کی نہین ہے -

چودھری مبارک حسین اسی خاندان سعدزئی سے تھے -

ذکر چودھری محمد سعدزئی

چودھری محمد مبارک بہت نامی شخص سندیلہ مین گذرے ہین۔ آبا و اجداد سے پیشہ زمینداری و چودھرائی انکے یہان چلا آتا ہے لیکن محمد مبارک چودھری نے بہت فروغ دیا۔ اُنکے فرزند چودھری محمد عرف کلو کا زمانہ ابتدائی اچھا رہا۔ لیکن آخر مین بہ عہد حضرت نصیرالدین حیدر بادشاہ سرکاری سوار اُن پر دستک آئے۔ یہ موضع ہیا مین بھاگ گئے۔ سوار وہان پہونچے۔ تکرار ہوئی۔ دو سوار مارے گئے۔ عتاب شاہی اور قہر الٰہی اُنپر نازل ہوا۔ تمام ضبطی اُن کی ہو گئی اور عمارت اُنکی جو بہت وسیع تھی وہ سب بہ حکم شاہی منہدم کر دی گئی۔ اُن عمارتو مین صرف مسجد باقی ہے جسکی تاریخ یہ ہے

زقربان علی بود بنیاد مسجد	براے عبادات اصحاب معنی
زسر کرد تعمیر آن بہر طاعت	مبارک کہ صدر جہان ہست نامی
پئے سال تعمیر آن چون ز ہاتف	نمودیم خواہش بصوری و معنی
بتاریخ آن گفت ہاتف کہ ہجری	ہزار و دو صد بست و یکسال دانی

اب کلو چودھری کی اولاد نے موضع سرہری بدست چودھری مقبول حسن و چودھری عبدالباسط فروخت کر ڈالا۔ گذارہ نقدی پاتے ہین۔

ایک دستاویز نوشتہ چودھری محمد دائم عرف کلو چودھری میرے دفتر مین

موجود ہے۔ جسکی نقل درج کتاب ہذا کرتا ہوں۔ اس دستاویز سے چودھریوں کی عملی کارروائی بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ یہ لوگ کبھی ضمانت کرتے تھے اور کبھی کسی پرگنہ کا ٹھیکہ بھی لے لیتے تھے

باقرار محمد دائم چودھری مہر نمود در

خادم شرع

الشریف المتین

فیض

محمد ناصر الدین محمد زکریا بن شرف الدین

محمد سعید الدین ابن قاضی

گواہ شد منشی ... چودھری

گواہ شد ... چودھری

گواہ شد غلام محمد ... چودھری

گواہ شد جان محمد ... چودھری

منکہ محمد دائم چودھری پرگنہ سسند یلہ ام

چون متنقر ضلع و اس معمولہ پرگنہ مذکور را از ابتدائے ١٢٢٥ھ لغایت ١٢٢٦ف واجب دو سالہ از سرکار راجہ گوردھن لال صاحب تعہد کردہ بودم در سال اول ١٢٢٥ف زر سرکار تادام بیباق ساختہ مبلغ ہشت ہزار روپیہ بعوض بالضامنی ١٢٢٦ف بطریق پیشگی داخل سرکار نمودیم در ضمن بسبب مقدمات داد و ستد فوطہ داری ضلع مذکور از گنگا پرشاد تیواری مہاجن قضایا درمیان آمدہ متنقر بند و بست ضلع مذکور از دست خود ندیدہ در ماہ اگہن ١٢٢٦ف تحصیلداران خود را از ضلع برداشتہ کنارہ شدہ خود در لشکر بمقام بیرگانون نزد راجہ نارائن دھن صاحب حاضر شدیم راجہ صاحب

موصوف براے بدستور داشتن عمل و دخل در ضلع مذکور لغایۃ ۱۲۲۶ ف بموجب
نوشت خواند تاکید کردہ برمنقر سزاول فرمودند درین ضمن کارندہ ہاے منقر کہ در لکھنو
بودند عرضی استغاثہ مستردیافتن زر بیشگی و دعوی باقیات خود کہ در ۱۲۲۵ ف از
دست منقر وصول نہ شدہ بود از مہر منقر بہ حضور اقدس واعلی گذرانیدہ معہ چوبدار
ما را طلب حضور کردند چون ضلع مسطور از عملہ تحصیل خالی بود راجہ صاحب موصوف
عملہ تحصیل در ضلع مذکور مقرر کردہ مشخص نمودند بعد بند و بست پانزدہ در ضلع مذکور
از نوشت خواند منقر کمی افتاد عیوض آن بموجب اقرارنامہ منقر زر بیشگی مذکور در
سرکار ماندہ و در مابقی آن ہرچہ نانکار ما را مسدود نمودند لغایۃ ماہ صفر ۱۲۲۶ ف
منقر در لکھنو قیام داشتہ بموجب مشورت چند متعہدان خود انواع گفتگوہا داشتم و تاریخ
صدر سنہ الیہ بذات خود چون نیک تامل کردیم بہ واقع ذہن نشین و متحقق خاطر شد
کہ اینہا خاص دشمن دوست نماے منقر ہستند و از آنچہ مصلحت با امید ہنددہ بن
بناحق کوشی سراسر نقصان خود است لہذا از جملہ ناحق کرداری کہ مشورت باہم بودہ
است یک قلم دست برداشتہ و معاملہ او راستی بدل خود قرارداده برڈیوڑھی
سرکار آمد بخدمت راجہ پرم دھن صاحب حاضر شدیم و عرض حال جملہ بتقصیری
خود کردیم و مستدعی دستگیری شدیم راجہ صاحب موصوف از راہ خاوندی دستگیری
منقر نمودہ ہمراہ خود داشتند امروز تاریخ بستم صفر ۱۲۲۳ھ منقر استدعاے چیزے
زر از جملہ بہ بیشگی خود کردیم راجہ صاحب موصوف بجواب آن ارشاد کردند کہ خود را

حساب ایشان پاک کرده دادن به خاطر است و رضامندی شما مقدم از کرده
باقبال هر کرار رضای خود قرار دهند سرکار از ان انحراف نیست بلکه لوازمه
واسطه قدیمه تا بجا منظور که اگر ایشان خود حق و باطل را آریم جدا کرده هرچه
نوشته دهند ازان درگذر نه خواهد شد چنانچه منمقر برضا و رغبت خود راغنی برهمین
معامله شده فرد حساب گذرانیم بدین شرح که مبلغ هشت هزار روپیه پیشگی و یکهزار
دوصد و نود و دو روپیه بابته فرد تقاوی ۱۲۲۴ ف ویک هزار ششصد نود و
یک روپیه بابته نانکار سه ساله که از روی حساب می شوند از سرکار بنام سوای
آن مارا حالا بوجهی من الوجوه از باقیات و دیه رقومات که سابقا متعهدان منمقر
دعوی کرده بودند دعوی نمانده است پس از تعریفات بسیار آن همه معامله مجوزه
منمقر را قبول کرد مبلغ هشت هزار روپیه بابت پیشگی ویک هزار و ششصد و
نود و یک روپیه بابته نانکار سه ساله ویک هزار دو صد و نود و دو روپیه بابته سرِ
تقاوی ۱۲۲۴ ف که همگی مبلغ ده هزار نهصد هشتاد و سه روپیه شد منمقر داد ندادی
و درمی ازان منمقر ذمه راجه صاحب باقی نمانده بنابران این چند کلمه بطریق رسید
مبلغهای مذکور و لادعوی باقیات وغیره جمله دعوی نوشته دادیم که ثانی الحال
سند باشد و وقت حاجت بکار آید

بابته زر پیشگی ۱۲۲۶ ف در سرکار جمع بودند تمامشد مهر	بابته نانکار وجه ۱۲۲۶ ف لغایته آخر ۱۲۲۹ ف واجب سه ساله السالم [illegible]

بابتہ بیرد تقاوی ۱۲۲۴ف کہ وقت بہ عہد

در و تقاضاے سرکار مجرا گرفتہ بودند

المرقوم

تحریر تاریخ بست و یکم شہر صفر ۱۲۳۶ھ

محمد دائم چودھری مذکور آمدہ حسب ترقیم صدر اقرار کردند

گواہ شد

سید من اللہ مخدوم زادہ

من اللہ
سید
۱۱۸۸ھ

اب اس خاندان مین چودھری مقبول حسن اور چودھری عبدالباسط خلف چودھری عبدالباقی ہین۔ اگرچہ چودھری صاحب موصوف رئیس قدیم اونام کے ہین۔لیکن اُنکے والد ماجد چودھری عبدالباقی کا ننہال اسی خاندان چودھری محمد مبارک مین تھا۔ چودھری انعام اللہ اُنکے نانا تھے۔ اُنکے کوئی لڑکا نہ تھا۔ اِس لیے ننہالی حصہ اُنکو ملا اور علاوہ اسکے بذریعہ بیع و رہن جائداد موروثی ننہالی بڑھائی۔ چودھری مقبول حسن نے وکالت مین بھی فروغ حاصل کیا تھا میرے مقدمات سب انہین کے متعلق رہتے تھے نہایت غمخواری سے مقدمات

کرتے تھے۔ لیکن افسوس کہ امسال ۱۹۱۰ء مین اُنھون نے انتقال کیا اب چودھری عبدالباسط ریاست خاندانی پر قابض ہین۔

مین نے تاریخ وفات لکھی جسکی نقل داخل کتاب ہذا کیجاتی ہے۔

تاریخ وفات چودھری مقبول حسن صاحب وکیل و رئیس سندیلہ ضلع ہردوئی ۸ اکتوبر ۱۹۱۰ء

چو مقبول حسن حیف از جہان رفت
فغانِ ماتمش تا آسمان رفت

ز بیدادِ [illegible] باغ زندگانی
بصد حسرت ازین کون و مکان رفت

ز داغ مرگ او چون خون بگریم
عزیزِ غمگسار و مہربان رفت

چہ گویم حال خویشان و عزیزان
ز ہر یک طاقت و تاب و توان رفت

فتادہ بر یکے [illegible] است
تو گوئی از تنِ ہر کس روان رفت

ہزاران حسرت و افسوس و اندوہ
فروغِ شمع بزم خاندان رفت

نہالِ گلشن فرخندہ خوئے
دریغا حسرتا زین بوستان رفت

شگفتہ غمگسارے دل نوازے
چو بوے گل ز پیش دوستان رفت

عزیزے دور از مصرے نظر شد
دریغا یوسفے از کاروان رفت

چو فکر سال او آمد مرا پیش
ستم بر خاطر این خستہ جان رفت

فلک در گوش گفتم از روے الم گفت
کہ محبوبے ز بستان جہان رفت

۲۸ ۱۳ ھ

که حکم حق براتش ہمچنان رفت		مخور غم مہر از بہر وفاتش
	خدا صبرے دہد پس ماندگان را بماند گلشن از سرو روان رفت	
	ذکر خاندان امن زئیؒ	

سندیلہ مین یہ خاندان امن زئی کے نام سے مشہور رہے - یہ لوگ شیخ امن زئی کی اولاد مین ہین - اسی سے امن زئی مشہور ہوے - چودھری محمد رضا عرف بھگو چودھری وغیرہ اسی خاندان سے تھے - اِس خاندان مین صدہا سال سے چودھری اور زمینداری چلی آئی ہے - صدہا خانہ ہاے رعایاے و چند دیہات اِس خاندان کے ورثہ کے قبضہ مین ابتک موجود ہین - اِس خاندان کی جائداد سے ورثہ ناہنالی ہین نصف جائداد چودھری مقبول حسن وغیرہ کے قبضہ مین ہے اور نصف مختلف مقامات پر کچھ بذریعہ ہبہ وغیرہ کے منتقل ہو گئی ہے - اس خاندان کی بابت حافظ امام بخش صاحب نے جو کچھ اپنی کتاب مین لکھا ہے نقل اُسکی درج ذیل ہے -

شیخ امن زئی شیخ ادھن مردے بزرگ و کریم بود خدمت قضیائی گو پاموَ باؤ تعلق داشت بخطاب مفتخر الاکابر والاصاغر اشتہار داشت بدختر خواجہ مہین کہ ریاست چودھرائی وقانونگوئی پرگنہ سندیلہ داشت کتخدا

شدہ بود اولاد دار دہر یک اولاد او بر یاست چودھرائی پرگنہ قابض و متصرف اند۔ شیخ امن زئی بوراثت نانہالی در قصبۂ سندیلہ توطن گزیدند و اورا شش پسر تولد شدند یکے شیخ طاہا کہ مردے صاحب اقتدار بود او را عامل وقت ریختے درمیان آمد او را در برج قلعہ سندیلہ کہ جانب غرب و جنوب است زیر خشت ہا گرفتند جان بحق تسلیم نمودند ہنوز ہما بخا زیارتگاہ خلائق است۔

اس مقام پر برج بنا ہوا ہے جو کہ پیر شہید کے نام سے مشہور ہے اور اب وہ مقام بقبضۂ خانصاحب منشی مقبول احمد ہے۔

ذکر خاندان قاضی زادگان

سندیلہ مین خاندان قاضی زادگان معزز خاندان ہے۔ اوّل اس خاندان کی بود و باش محلہ ملکانہ مین تھی جسکا نام قاضی سرا تھا۔ اب وہ مقام غیر آباد ہے اور کھیت ہو گئے ہین۔ سندیلہ کی آبادی سے یہ مقام کچھ فاصلہ پر واقع ہے اور بہ قبضۂ خاص اولاد قاضی وجیہ الدین ہے۔ اِس خاندان کے مورث شیخ علی لاہوری حضرت فرید گنج شکر کی اولاد مین تھے وہ سندیلہ تشریف لائے۔ لیکن یہ امر پایہ تحقیق کو نہین پہونچا کہ شیخ علی لاہوری سندیلہ مین کب تشریف لائے۔ غالباً صدہا سال ضرور ہوئے ہون گے

اس واسطے کہ اِس خاندان مین اب جو کاغذات مثل فرامین معافی دیہات و فرامین
تقرر عہدۂ قضا وغیرہ موجود ہین - اکثر عہد شاہجہان اور عالمگیر کے ہین (جنکو مین نے
خود دیکھا ہے) بعض فرامین مین حوالہ اس بات کا بھی ہے کہ یہ معافی جو قدیم
سے چلی آتی ہے اب پھر معاف کیجاتی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہ
معافیان ضبط بھی ہوگئی تھین - اور شاہجہان کے زمانہ سے پہلے ان معافیون
کا وجود تھا - عالمگیر کے عہد سلطنت مین اِس خاندان نے بہت کچھ عروج
عہدۂ قضا مین حاصل کیا اور اس وقت سے نسلاً بعد نسلاً عہدۂ قضا آخر عہد
سلطنت اودھ تک اِس خاندان مین قائم رہا - جسکے آخر وقت مین قاضی
وجیہہ الدین تھے اگرچہ قاضی زادگان کا خاندان وسیع تھا لیکن عہدۂ قضا اِسی
شاخ قاضی وجیہہ الدین مین عرصہ سے چلا آتا ہے - بعد انتزاع سلطنت اودھ
عہد انگریزی مین قاضی وجیہہ الدین بجاے عہدۂ قضا کے رجسٹراری سندیلہ
پر منجانب گورنمنٹ مقرر ہوگئے مگر بعد چند سال کے خود مستعفی ہوے قاضی
وجیہہ الدین کی اولاد دختری تھی اُسکی شادی قاضی عابد علی سے ہوئی جو آپ کے
ہمشیرزادہ تھے - ایک لڑکا آپکی دختر سے ہوا وہ جوان تعلیم یافتہ ہوکر فوت ہوگیا
اب دوسرے نکاح سے اولاد ہے وہی قاضی کی جائداد پر قابض و متصرف
ہے - موضع مسونہ ملکیت مین سے اور ریزہ ملکیت بھی ہے اور حق نکاحانہ
قصبہ وغیرہ دیہات سندیلہ سے اُنکو ملتا ہے - چودھری سرفراز علی خلف منشی نیاز علی کے

پاس اِس وقت تک کاغذات قدیمہ یعنی فرامین شاہی موجود ہین جنکو مین نے خود دیکھا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس خاندان کا اعزاز شاہان دہلی سے چلا آتا ہے۔ چودھری سرفراز علی اولاد دختری خاندان قاضی زادگان سے ہین۔ قاضی حبیب اللہ عالمگیر بادشاہ کے عہد سلطنت مین تھے۔ سندیلہ کے کنارے پچھم طرف آبادی کے قریب درگاہ میران معزالدین کے ایک محلہ آباد کیا جسکا نام حبیب نگر ہوا۔ کاغذات شاہی مین بھی یہی نام لکھا ہے۔ لیکن اب قاضی سرائے کے نام سے مشہور ہے۔

ذکر محمد علی خان بلوچ

عرصہ سو برس کا ہوا کہ جب محمد علی خان بلوچ کے پدر بزرگوار اصالت خان سندیلہ مین آکر متوطن ہوے۔ محمد علی خان بلوچ پہلے رسالدار تھے۔ بعدہ راجہ درشن سنگھ سلطنت جنگ کی نظامت مین اُنکی طرف سے چکلہ دار بہرائچ و نیز خیرآباد کے رہے۔ اُنھون نے اپنی ذات سے اپنے خاندان کو فروغ دیا سندیلہ مین املاک عمدہ بنوائی اور ایک تقریب بھی بہت عمدہ کی جواب تک مشہور ہے۔

آپکے بیٹے علی امجد خان ہوے یہ بھی چکلہ دار بہرائچ کے رہے غدر مین شریک باغیان ہوکر لڑے آخر عالم باغ مین مارے گئے اور نعش اُنکی سندیلہ مین

آئی - پھر اُنکے داماد نامدار خان غدر مین چند روزہ چکلہ دار سندیلہ کے ہوے وہ بھی مر گئے - سوائے ایک بیوہ علی امجد خان کے اب اِس خاندان مین کوئی نہین ہے ریزہ ملکیت اور بہت بڑی املاک موجود ہے -

انکے فروغ کے زمانے مین اکثر اعزا انکے آکر سندیلہ مین آباد ہوئے ازانجملہ حسن علیخان و فضل علیخان تھے حسن علیخان محمد علیخان کے بھانجے تھے اُنھون نے ایک گانون اور ریزہ ملکیت سندیلہ مین پیدا کی اور باغ قلمی بہت بڑا لگایا انکے صاحبزادے واجد علی خان اب موجود ہین - جنھون نے اپنی خوش انتظامی سے اپنی حالت نہایت ہی درست کی ہے - زمینداری اپنی بڑھا رہے ہین اور کاشتکاری مین نہایت ہی توجہ ہے - چہارم موضع جامون بھی حاصل کیا ہے بقیہ جائداد اور املاک محمد علی خان صاحب کے بعد بیوگان خانصاحب مالک ہین

ذکر خاندان ملک زادگان سندیلہ

یہ قدیم خاندان باشندگان سندیلہ سے ہے لیکن ان لوگون کے پاس کوئی ثبوت قدامت نہین پایا جاتا ہے - اکثر کاغذات قدیمہ مین اس خاندان کا ذکر دیکھا گیا ہے اِس لیے اسکی قدامت ثابت ہے - محلہ ملکانہ مین چونکہ اس خاندان کے لوگ زیادہ آباد تھے اور زمینداری بھی اِس محلہ مین انکی زیادہ تھی اِس لیے اِس محلہ کا نام ملکانہ ہو گیا - چودھری موسی رضا زمیندار

و نمبرداری ملکانہ بھی خاندان ملک زادگان سے ہین - لیکن اب - یہ خاندان چودھری کے لقب سے ملقب ہے - چودھری موسی رضا اب اِس خاندان مین سربرآوردہ شخص ہین - میونسپل کمشنر بھی ہین - زمینداری اس خاندان مین ابتک موجود ہے اور وہ ضلع اونام مین واقع ہے اور سندیلہ خاص مین ریزہ ملکیت اور نمبرداری ہے - ایک باغ نہایت عمدہ قلمی چودھری موسی رضا نے طیار کیا ہے -

ذکر خاندان خطیبان

اس خاندان مین عہدہ خطیب عرصہ سے چلا آتا ہے اگرچہ کوئی ثبوت اِس خاندان کے لوگون کے پاس نہین ہے لیکن ایک کاغذ ۹۶۵ھ حکیم ظہور الحسن کے پاس موجود ہے جس مین بہت سی گواہیان حسب ذیل اُن لوگون کی موجود ہین جو اِس خاندان خطیبان مین تھے -

بایزید خطیب - اسحاق خطیب - قاضی طاہر خطیب

یہ زمانہ اکبر بادشاہ کا تھا یہ لوگ اُس وقت موجود تھے - چونکہ سندیلہ مین سوا ایک خاندان خطیبان کے دوسرا خاندان نہ تھا - لہذا معلوم ہوتا ہے کہ اب جو لوگ اِس خاندان مین موجود ہین انہین کے بزرگ ہون گے - ان لوگون کا بیان ہے کہ ہم قاضی قطب کی اولاد سے ہین - قاضی قطب کا

مزار اشراف محلہ منگل بازار مین واقع ہے - اب میر اکرام علی اس خاندان مین موجود ہین جو اس وقت ہماری ریاست مین ملازم ہین -

ذکر شاہ اندراین صاحب

یہ ایک فقیر مجذوب تھے جنکا مزار قریب سیتلا دیبی کے پورب و اُتر جانب واقع ہے یہ بڑے سیف زبان تھے بہت لوگون کو آپکی ذات سے فیض پہونچا - تولا ساہ کلوار ایک غریب آدمی تھا وہ شاہ صاحب کی خدمت صدق دل سے کرتا تھا - ایک روز شاہ صاحب نے کہا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہے کہ مجرا سنین - اُس روز صرف ۸ نقد اُسکے پاس تھے - اُسنے ارادہ کیا کہ ۸ راسمین سے صرف کرکے ایک طوائف کا مجرا شاہ صاحب کو سنوادون - یہ ارادہ جبکہ اپنی عورت کے سامنے اظہار کیا اُسنے بہت واویلا مچایا لیکن یہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور ایک طوائف کو قریب شام کے لاکر بٹھلا دیا وہ گانے لگی - شاہ صاحب بہت خوش ہوے - تولا ساہ سے کہا کہ اسکو کچھ دو اُسنے ۸ نکال کر دینا چاہے شاہ صاحب نے کہا یہ نہ دو چٹائی کے نیچے سے روپیہ نکال کر دو - یہ کہکر چٹائی اُٹھادی اُس سے ایک مٹھی بھر روپیہ طوائف کو دلوائے - دوسرے مرتبہ پھر خوش ہوے اور مٹھی بھر روپیہ چٹائی کے نیچے سے اُسکو دلوا دیے

جب جلسہ برخاست ہوا تب بقیہ روپیہ اُٹھاکر تولا ساہ کو دیدیا اور کہا کہ اِس سے روزگار کرو۔ خدا تمہارے روزگار مین برکت دیگا۔ مگر لاکھ روپیہ سے زیادہ کام نہ بڑھانا اور مکان خام ہی رکھنا۔ چنانچہ اُسی روز سے تولا ساہ نے ترقی شروع کی علاوہ نقدی اور تجارتی کاروبار کے دیہات بھی اُسنے حاصل کیے۔ ایک صورت حال اُسی وقت کا میرے پیش نظر ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ موضع کودوری انکی زمینداری مین تھا۔ اور بھی گانون ہونگے جب اُسکی اولاد مین تنازع ہوا تو اُس وقت کے حاکم فتح معمور خان نے اسکا فیصلہ مولوی حمد اللہ و مولوی قائم علی و قاضی و مفتی محمد اکرم کے سپرد کیا اور اُنھون نے فیصلہ کیا۔ یہ واقعہ ۱۱۵۰ھ کا ہے۔

یہ بھی ذکر ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ دہلی اودھ مین آئے۔ جب قریب لکھنؤ کے پہونچے پوچھا کہ یہان کوئی مہاجن ہے۔ لوگون نے تولا ساہ کا نام لیا۔ فوراً طلبی ہوئی۔ بادشاہ نے کہا کہ ایک لاکھ روپیہ داخل کرو دہلی سے تمکو بھیجدیا جائیگا۔ تولا ساہ نے منظور کیا اور کہا کہ باربرداری سندیلہ روانہ کیجائے۔ روپیہ اُس پر لادکر داخل کرون۔ بادشاہ خوش ہوے اور تولا ساہ کو خلعت سے سرفراز کیا اور کہا کہ اب ہمکو ضرورت روپیہ کی نہین ہے۔

میرے خیال مین غالباً یہ وہ زمانہ ہوگا جب شاہ عالم ۱۱۷۱ع مین نواب شجاع الدولہ کے وقت مین براہ سہارنپور ملک اودھ مین تشریف

لائے اور بہ مقام موہان نواب شجاع الدولہ نے استقبال کیا۔

لوگ کہتے ہین کہ چونکہ لاکھ روپیہ سے زیادہ انکی اولاد نے بیوہار شروع کیا جو خلاف ہدایت شاہ اندرائن صاحب تھا لہذا اس خاندان پر زوال آگیا۔ ایک کٹرہ بھی تولاساہ نے قریب مزار شاہ اندرائن آباد کیا تھا جو اب بہ قبضہ محمد عزبی بیرسٹر ہے۔ کچھ نشان آبادی کا نہین رہا۔ صرف ایک کنوان اُسوقت کا باقی ہے۔ نہ اُسکی اولاد کا نام و نشان ہے۔ اس کاغذ صورت حال مین بھاگوت راجہ پسران تولاساہ لکھے ہین۔ لیکن ٹیکارام اُن کا عزیز بیان کرتا ہے کہ اُنکے کوئی اولاد نہ تھی۔ لڑکی بیشک تھی۔ درین صورت ممکن ہے کہ انہین دونون نواسون کو اُسنے اپنا لڑکا قرار دیا ہو۔

ہمارے خاندان کو بھی شاہ اندرائن صاحب سے بہت فیض پہونچا رائے جے سکھ رام صاحب کو آپکے ساتھ بہت اعتقاد تھا۔ آپکی خدمت مین جاتے تھے۔ ایک دن دعا دی کہ عنقریب تم وزیر سلطنت ہوا چاہتے ہو۔ اُسی ہفتہ مین نواب آصف الدولہ بہادر نے آپکو طلب فرمایا اور خدمت واصلباقی کل ممالک محروسہ سے سرفراز کیا۔ دربعد ازان بعہدہ دیوانی ممتاز ہوکر آپ مرجع انام و ذریعہ حل و عقد خواص و عوام ہوئے۔

حقیقتہً سچ ہے بزرگون نے اسکے مزار کی تعظیم کی ہے اور مزار کی مرمت ہمیشہ اسی ریاست سے ہوئی۔ مین بھی اکثر اوقات زیارت کو

جاتا ہون - جیسا کہ ایک مرتبہ بہ حالت سخت تردد کے مین نے یہ ایک نظم تصنیف کر کے آپکے مزار پر پڑھی خدا کے فضل وکرم سے مین اپنی مراد پر کامیاب ہوا۔

نظم

اے عربی خاندان من
شاہ اندرائن است نام پاک
گرچہ شد مدت از وصال تو
جبذا نور مرقد والا
مہر محصور لشکر الم است
خاطر از درد و فکر غمناک است
نظر لطف سوئے این خستہ

وے زمین تو آسمان من
شہرہ ات از زمین ست تا افلاک
لیکن لنون ہمان جلال تو
بخششِ فیضت از ہمہ بالا
چشم در راہ رحمت و کرم است
دامن صبر سر بسر چاک است
وا کن از لطف عقدہ بستہ

دور کن دور انتشار من
مہر فرما بحال زار من

ذکر خاندان چودھری کریم الدین منڈی

یہ محلہ منڈی کے زمیندار تھے - کتاب قسمت جمع عہد شاہی صفحہ ۱۱۲

پایا جاتا ہے کہ مواضعات بٹھواپنک دیہات ڈھکولی طرف منڈہی جمعی جاورسہ دام جسکے نقدی سالانہ ہوتے ہین سرکار شاہی سے انکے قبضہ مین تھے - انکے بیٹے خیرالدین اور خیرالدین کے بیٹے چودھری علی شیر مراد شیر ہوے - چودھری علی شیر کی اولاد مین میر عباس وغیرہ موجود ہین - چودھری مراد شیر کی دو لڑکیان تھین - ایک لڑکی چودھری محمد شیر خلف چودھری علی شیر کو بیاہی گئی اور دوسری لڑکی چودھری میر خورم علی ساکن ملیح آباد سے منسوب ہوئی -

میر خورم علی ملیح آباد کے چودھری تھے - انکے خاندان کے سردار خان گذرے ہین جنکو خانی کا خطاب تھا اور پھر چودھری حیات علی آپ کے جد امجد نے حیات گنج آباد کیا - جواب ریاست بہراون مین شامل ہے سو روپیہ نانکار کے ملتے تھے - چودھری خورم علی کے دو لڑکے ہوے ایک چودھری علی حسین دوسرے چودھری محمد امیر - مگر یہ اپنے ننہال سندیلہ مین رہے - یہین پرورش پائی اور اپنی جائداد ننہالی سندیلہ پر قابض رہے - اور میر خورم علی بذات خاص ملیح آباد مین تاحیات رہے سات سو روپیہ اُنکے خاندان مین نانکار شاہی سے تھے اور باغات بہت تھے نانکار ضبط ہو گئی - آمدنی باغات وزیرہ ملکیت سے بسر کرتے تھے -

چودھری علی حسن انکے بڑے لڑکے بھوپال مین ملازم رہے - انکے تین

بیٹے ہین - سید محمد حسن - سید احمد حسن - سید لطف حسن -

سید محمد حسن ڈیوڑھی خاص رئیسہ بھوپال کے سررشتہ دار رہے اب خانہ نشین ہین -

سید احمد حسن ریاست کھیری گڈھہ اور ریاست ملانپور مین مدت تک سربراہ کار رہے اب کورٹ ریاست کیٹیسر مین بمشاہرہ ماعـــہ سربراہ کار ہین - اور سید لطف حسن ضلع بستی مین ڈپٹی کلکٹر ہین - چودھری محمد امیر سرکار والدنا مدار مین معزز عہدون پر ملازم رہے اور خدمت تعلیم راقم اُنکے متعلق ہوئی تا حیات بہت نیکنامی کے ساتھ بسر کی - یہ بہت نیک مزاج اور ہر ایک شخص کے رنج و غم مین شریک ہوتے تھے - اُنھون نے اپنے خاندان کو بہت فروغ دیا - ۱۸۹۶ء مین بعارضہ ہیضہ ودیعت حیات کی اور اپنے قبرستان مین دفن ہوے -

اُنکی تاریخ وفات مین نے لکھی جو کہ درج ذیل ہے -

تاریخ وفات چودھری محمد امیر صاحب رئیس سندیلہ

بہ فیض سید محمد امیر	ازین دار فانی چو رحلت گزید
ز فرط غم و رنج و درد و تعب	دل پیر و برنا چو بسمل طپید
کہے نالہ بردہ بسوے فلک	دگر جامۂ خویش بر تن درید

یکی اشک ریزان بحال تباه ‌‌ یکی را زغم پشت طاقت خمید
من از صورت حالت خوشتن ‌‌ چه گویم رسیدا بچه بر من رسید
برفت از کفم نقد هوش و حواس ‌‌ بروز نشاط ظلم شب آمد پدید
مرا بود استاد آموزگار ‌‌ مرا بود در وقت مشکل کلید
فتوت سرشت و مروت شعار ‌‌ باخلاق یکتا به نیکی فرید
بدین نیکوی چشم و گوش جهان ‌‌ نه مثلش بدیده نه مثلش شنید
سبلی در جهان مادر روزگار ‌‌ نزاید دگر همچو پور رشید
دبیر فلک گر بگیرد قلم ‌‌ نیارد نوشتن صفات حمید
بسا حیف کان نامدار جهان ‌‌ ز بزم جهان رخت بیرون کشید
بسا حیف کز گلشن روزگار ‌‌ چنین عندلیب خوش الحان پرید
به تاریخ او مهر چون کرد غور ‌‌ به فکرش دمی سر به زانو کشید

بگوشش چنین مژده رضوان بگفت
به ایوان بستان جنت رسید

خاندان مولانا حمد اللہ

مولانا حمد اللہ ایک ایسے عالم اجل اس قصبہ مین گذرے ہین کہ سند علم
در باب علم و کمال علوم عربیہ جو انکی ذات پر ناز کرسکتا ہے وہ دعوی کسی

قصبہ و شہر کو اُنکے مقابلہ مین نہین ہو سکتا ہے۔

مولوی حمد اللہ ہی ایک ایسے شخص گذرے ہین کہ جنکا سکہ اہل عرب نے بھی مان لیا تھا اور اُنکی مصنفہ کتاب شرح سلم موسومہ حمد اللہ اسوقت تک وہان کے درس و تدریس مین جاری ہے۔ اُنکے خاندان مین بہت سے لوگ اسوقت حی القائم ہین مگر کوئی شخص اُنکی سوانح عمری سے واقف نہین ہے اسکے بعد بھی فی الواقع بعض اُنکی اولاد قابل ذکر اور باعث فخر خاندان گزرے ہے۔ مگر اُنکے پورے حالات سے بھی خاندان لاعلم ہے۔ اب ہمنے بڑی فکر و تجسس کے ساتھ دوسرے مقامات سے جستہ جستہ حالات لے کر اسقدر معلوم کیا ہے کہ مولانا صاحب بھی پیر تاج الدین کی اولاد سے ہین جنکا پورا ذکر خاندان چودھری عطاء اللہ مین کیا گیا ہے۔ تب بھی تحقیق نہین ہوا ہے کہ کس شاخ سے اُن کا سلسلہ نکلا ہے۔ اور سوا تین پشت کے اوپر کے نام بھی کسی کو نہین معلوم ہین۔ خلاصہ یہ کہ آپ حکیم محمد دانیال کے پوتے حکیم شکر اللہ کے بیٹے ہین۔ مولانا نظام الدین سہالوی سے آپنے تمام علوم درسیہ و عقلیہ و نقلیہ مین فراغ حاصل کیا۔ بیشمار شاگرد آپکے تھے اُنمین ایک نامی گرامی عالم مولانا باب اللہ جونپوری کا ذکر اُنکے پایہ فضیلت کو اور بھی اونچا کرکے دکھلاتا ہے آپ عہد دولت نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ مین تھے۔ بعض کاغذات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ ۱۱۵۰ھ میں آپ موجود تھے اور اُنکے شاہی مرحمتوں کے تذکرے میں
کہا جاتا ہے کہ نواب صاحب نے اُنکے بڑے بیٹے مولانا عسکر علی صاحب
کے نام سے ایک مدرسہ علوم عربیہ مدرسہ منصوریہ کے نام سے جاری کروایا
اور واسطے خرچ مدرسہ کے دیہات معافی میں دیے تھے۔ کتاب حقیقت
جمع عہد شاہی صفحہ ۳۵ و ۵۸ و ۹۹۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مواضعات
اُنکے والد حکیم شکر اللہ کے اور خود آپکے نام معافی تھے۔

	نام موضع	جمع بحساب دام	بحساب روپیہ بحساب فی روپیہ ۴۰ دام
بنام حکیم شکر اللہ	خود پور دیہات گگرالی	[illegible] دام	
مولوی حمد اللہ المخاطب	دیونا تھ پور		
مولوی فضل اللہ	دیونا تھ پور	[illegible] دام	

مدرسہ کی ٹوٹی ہوئی چہار دیواری ابھی تک اپنے اصلی وقت کی قائم تھی
اب وارثان حال نے اُسکی اینٹوں کو کھدواکر فروخت کر ڈالا اور اُسکے
حاصلات اور باقی ماندہ اینٹوں سے چھوٹی چھوٹی دیواروں کا احاطہ از سر
نو قائم کر دیا ہے۔ گر دیہات معافیات باقی نہیں ہیں اور نہ اُنکے خاندانیوں
کو اُنکے نام معلوم ہیں۔ ہم تعداد کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مگر معافی کا وجود
ضرور قابل تسلیم ہے۔ کیونکہ ایک پروانہ حسین علی خان چکلہ دار موسومہ
منشی حکومت رائے سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ اس خاندان میں

ضرور معافی کے دیہات تھے۔ یہ پروانہ ہمکو اپنے خاندانی دفتر شاہی مین ملا ہے۔ تواریخ عماد السعادت مین بھی ان کا ذکر آیا ہے۔ انکے سات صاحبزادے بتلاے جاتے ہین۔ منجملہ انکے ایک مولوی حیدر علی تھے۔ اُنھون نے اور اُنکے سب بھائیون نے مولوی باب اللہ جونپوری سے تکمیل علوم کی تھی۔ مولوی حیدر علی بعہد حکومت نواب آصف الدولہ گذرے اور رائے بجے سکھ رائے برادر جد راقم کے ہمعصر تھے۔ مولوی صاحب کی اکثر ضروریات ہماری ریاست سے رفع ہوتی تھین۔ اُنکے اور اُنکی اولاد کے اکثر تمسکات بلا مودی میرے یہان دفتر مین اب تک موجود پاے جاتے ہین۔ یہ بھی بڑے نامی اور ذی علم گذرے ہین۔ انکی وفات سے اُنکے خاندانیون کا زیادہ سے زیادہ تعلق بسر اوقات ہمارے خاندان سے ہوتا تھا۔ اکثر لوگ بہ صیغہ ملازمت رہتے تھے۔ اکثر زیر مراعات تھے۔ شادی بیاہون کا بھی انتظام انہین کی امداد سے ہوتا تھا۔ مگر ایک شخص مظفر علی اُنکے خاندان مین ایسا ہوا کہ اُسنے ان سب احسانات کو بھلا دیا اور سخت آزار اپنے اور اپنے خاندان کے محسنون کو پہونچایا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہمارے مکانات اور املاک موجودہ کے سامنے اس وقت تک ایک احاطہ رعایا موسوم بہ احاطہ راجہ موجود ہے۔ جسکو ہمارے بزرگان نے زمین خرید کرکے مکانات پختہ و خام بنواے اور رعایا آباد کی اُسکے آگے کی

آراضیات پر بارہ دری اور شیوالہ اور کوٹھی اور کھنڈ سارا اور متعدد پھاٹکون
کی تعمیر کی جو بڑی قیمتی عمارتین تھین - خاندان مظفر علی کی بھی اکثر ملکیتین خریدی
گئی تھین - منجملہ اُنکے اُسنے ہمارے جد راجہ گوردھن لال سے ایک مکان کی
خواہش کی - اُسکے نامقبول ہونے پر اُسنے ایک بے بنیاد دعویٰ اُس
آراضی کے ایک جزو پر بعدالت مجتہدالعصر کر دیا - جس پر خاص شیوالہ
تیار کیا گیا تھا - یہ زمانہ امجد علی شاہ کا تھا - جو تعصب مذہبی کے واسطے
مشہور تھا اور مجتہد وقت کے ہاتھون مین عنان سلطنت تھی جو اُنکے پیرو
مرشد تھے - یہ دعویٰ اُسکا ڈگری کر دیا گیا اور اُسکو حکم نامہ انہدام شیوالہ کا
دیدیا گیا - جسوقت یہ حکم اجرا ہوا مہاراج مرلیدھر کی چکلہ داری سندیلہ مین تھی
۱۲ پلٹنین فوج شاہی کی یہان پر اپنی جنگی قوتین دکھلا رہی تھین اُنکے افسر
راجہ صاحب کے پاس حاضر ہوے اور کہا کہ ہم لوگ مع تمام فوج کے
تیار رہین - رعایاے علاقہ اور زمینداران و تعلقداران ضلع اُس مقابلے کے
لیے مور و ملخ کی طرح اُٹھ کھڑے ہوے اور جوش مذہبی مین آ گئے - اُس
زمانہ مین بہت سے غلام زر خرید یہان پرورش پا رہے تھے - جو شہ زور
اور بے فکرے تھے یہ سب آمادہ جانفروشی ہو گئے - پُرانے لوگ بیان کرتے
ہین کہ اُسوقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ طوفان سخت آثار محشر برپا کریگا
مگر راجہ صاحب کی بردباری اور انجام بینی اور حق شناسی نے اِس

نائرہ غضب کو ٹھنڈا کر دیا۔ اُنھون نے حقوق بادشاہ جو رعایا پر ہوتے
ہین سب کو سمجھا دیے اور کہا مظفر علی کی تنبیہ کو ایک آدمی ہی میرا کافی ہے
مگر یہ حکم پیرایۂ شاہی سے حکم مین آیا ہے اور ہمارا جان و مال حکم شاہی پر
نثار ہے۔ ہم اسکے خلاف کوئی کارروائی نہین کر سکتے۔ اِس فیصلہ نے یہ تاثیر
پیدا کی کہ مقابلہ سے ایک بڑی تعداد آدمیون کی ہٹ گئی۔ آخر کچھ جزو
شیوالہ کا کھد کر حکم شاہی کی تعمیل ختم ہوئی۔ خلاف اُسکے اُسکی روشنی مین
کل شیوالہ کھدوا ڈالا گیا بارہ دری کوٹھی مکانات کھنڈسار بھنڈسار سب
عمارتون پر قبضہ کر لیا گیا۔ لکھو کھا روپیہ کا اسباب لُٹ گیا۔ راجہ صاحب کو
یہ سب برداشت کرنا پڑا۔ مگر حکم شاہی کے سامنے اپنا سر تسلیم بدستور خم
رکھا۔ اُسی پُر آشوب زمانے مین جب دوست اور دشمن کی آزمائش کا
وقت تھا۔ ایک خط فقیر محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ملیح آباد و
رسالدار و مصاحب وزیر اعظم نے چودھری حشمت علی صاحب کے نام
لکھا ہے۔ اُسکا مین اِس جگہ پر درج کرنا واسطے عبرت ناظرین اور تمیز نیک
و بد کے مناسب سمجھتا ہون۔

(نقل خط)

برخوردار من چودھری حشمت علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

از تحریر راجہ گوردھن لال بدریافت رسید کہ میمان مظفر علی وغیرہ

ساکنان سندیلہ از راہ تعدی و زبردستی مکان مملوکہ راجہ موصوف انہدام میسازند و ممانعت احدے بہ خیال نمی آرند ہرچند اسناد طرفین موجود اند۔ لیکن از راہ چیرہ دستی عمل بر آن نمی سازند۔ چنانچہ شقہ نواب نامدار دام اقبالہ درباب فیصلہ از روے ثالثی نزد آن برخوردار رسیدہ باشد۔ لہذا بہ تاکید مزید قلمی میرود کہ مقدمۂ راجہ صاحب واحد است۔ نظر باتحاد ہمدگر متعدیان را از کندیدن مکان باز دارند و میگوئید کہ ہر جا کہ تصفیہ مقدمہ متنازع مذکور باشد حسب الحکم سرکار ہمدیگر فیصلہ کردہ گیرند ورنہ در حق متعدیان بہتر نہ خواہد شد۔ بتاکید تمام چشم نمائی کردہ دہند تاکید دانند فقط

نقل دستخط از قلم خانصاحب بہادر۔ حیف است کہ آن برخوردار را نظر بر اتحاد قدیم نہ باشد و چنین جبر بہ چشم خود ملاحظہ نماید و بہ نسبت دیگران حکام را چنین افعال روا داشتن نہ شاید چہ جا کہ براجہ موصوف چنین جبر رود وایشان گوارا کنند اول بہ نوعے فہمانیدہ دہند اگر بر گفتہ ایشان عمل نہ نمایند پنج نفر بھرمار بر مکان مذکور مقرر کردہ دہند اگر نا مبردگان درازدستی نمایند بر ایشان بزنند و فیصلہ خود از روے ثالثی کردہ گیرند ورنہ سزاے معقول دہند تا از بیہودگی دست کشند درین باب زنہار اہمال نرود فقط

مظفر علی بلا اولاد نرینہ مر گئے۔ ایک لڑکی اُس نے چھوڑی تھی جو نثار علی ساکن باون کے ساتھ بیاہی گئی جو اب بیوہ ہے ریاست بھی جو

اس جبر سے حاصل کی گئی تھی تباہ و برباد ہو گئی۔ ناظرین کو انصاف سلطنت اودھ کے سامنے انصاف سلطنت انگلشیہ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ مصرع (ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا) اور دل سے دعاے قیام اس سلطنت کی صبح و شام مانگنا چاہیے۔

ذکر خاندان حکیم حافظ علی

اس خاندان کے مورث اعلیٰ پیر محمد ابراہیم ہاشم خراسانی ہیں۔ جنکا القاب مفخر الاکابر والاماجد لکھا دیکھا گیا ہے۔ سنہ ۹ھ میں موضع جکدیش پور جمکرا کا بیع نامہ اُنکے نام پانچ سو روپیہ پر ہوا ہے اُس بیع نامہ کی نقل بہ مہر قاضی وجیہہ الدین سندیلہ اسوقت میرے پیش نظر ہے۔ ان کا زمانہ بہ عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند گذرا ہے۔ اُنکی اولاد میں حکیم غلام حسین و میر رعایت علی تھے۔ بہ عہد نواب آصف الدولہ بہادر حکیم غلام حسین پہلے سواروں کے زمرہ میں ملازم تھے۔

روایت ہے کہ کسی بیگم کی طبیعت علیل ہوئی جسکے معالجے سے حکماء وقت قاصر ہو گئے تھے۔ انکا ذکر افسر فوج کے ذریعہ سے دربار تک پہونچا۔ فوراً طلب ہوئے۔ خدا کو انکی ترقی منظور تھی لہذا انکی دوا سے بہت جلد صحت بیگم صاحبہ کو ہو گئی۔ اس صحت پانے پر اُنکی بہت قدر

ہوئی اور حکماء شاہی مین داخل ہوے - انکے بیٹے حکیم حافظ علی ہوے حکیم غلام حسین نے اپنے عہد مین سندیلہ مین ایک امام باڑہ ایک دیوان خانہ ایک محلسرا اور ایک مکان اور ایک مقبرہ بنایا - ان سب عمارات کو اپنے بیٹے حافظ علی کے نام سے مشہور کیا - چنانچہ اب تک یہ عمارت باوجود امتداد دوران حکیم حافظ علی کے نام سے مشہور ہے - حکیم حافظ علی کے کوئی اولاد نہین تھی - لہذا اُنکے چچا رعایت علی کی اولاد اس جائداد پر قابض ہو رعایت علی کے تین بیٹے ہوے - تیغ علی - وارث علی - تراب علی - تراب علی کے کوئی اولاد نہ تھی - تیغ علی کے بیٹے میر محمد حسن ہوے جنھون نے عہدہ تحصیلداری سے بعہدہ ڈپٹی کلکٹری ترقی کی - یہ بہت ممدوح شخص تھے - مخیر اور خلیق اور شاعر بھی تھے - صاحب دیوان تھے - شیفتہ تخلص تھا - سندیلہ مین ایک مسجد بھی اپنے دروازے پر بنوائی ہے - رعایت علی سے وارث علی تھے اور وارث علی سے حسین علی اور حسین علی کے بیٹے سید عابد علی وتصدق حسین تھے - جنھون نے جمرہ کو بہت بڑی رونق دی - اب اُسکے بیٹے میر عاشق علی ہین جو نہایت منتظم اور نیک چلن ہین - اب تک اپنی زمینداری پر قابض اور متصرف ہین - اور ابھی بہت لوگ حصہ دار ہین جنمین محمد عوض علی تحصیلدار پنشنر بھی ہین -

یہ موضع اپنی زمینداری کی حالت مین حکیم حافظ علی نے سلطنت اودھ سے

معاف کرا لیا تھا۔ چنانچہ اس وقت ہمارے دفتر ریاست مین ایک پروانہ حسین علی چکلہ دار سندیلہ کا بنام منشی حکومت رائے مورخہ ۲۱ ذی الحجہ سنہ ۱۱۸۱ھ موجود ہے۔ جسمین حکم معافیات کا اکثر لوگون کی بابت لکھا ہے اسی صفحہ مین یہ موضع جکرہ بھی بنام سید حافظ علی معافی مین درج ہے۔

ذکر خاندان منشی یوسف علی

منشی یوسف علی حقیقی چچازاد بھائی مولوی باسط علی کے ہین۔ شیخ غلام مرتضیٰ کے چار بیٹے بطن مسماۃ لامعہ دختر تاج الدین ثانی سے تھے غلام مجتبیٰ۔ مولوی شرافت علی۔ شفاعت علی۔ نصیر الدین۔

شرافت علی کے بیٹے منشی یوسف علی ہین۔ جن کی پیدائش ۱۲۱۰ھ اور وفات ۱۲۸۰ھ مین بعمر ۷۰ سال واقع ہوئی۔ آپ کانپور کی طرف عملداری انگریزی مین منصف رہے۔ آخر حیات مین خانہ نشین ہوے جس زمانہ مین میری دس سال کی عمر تھی۔ اکثر میرے مکتب مین آیا کرتے تھے۔ اور سبق سنتے تھے۔ بہت قابل شخص تھے۔ نثاری مین یگانۂ روزگار تھے۔ شاعری کا بھی مذاق تھا۔ سیکڑون شاگرد ہوے اور یہ فیض تھا کہ جس نے تھوڑے دنون کچھ لکھا عمدہ نثار ہو گیا۔ اکثر اُنکی تصانیف لوگون نے چرا کر اپنے نام سے مشہور کی جیسا کہ مین نے اپنے ذکر مین

یہ دو تین شعر غالب کے لکھے ہین جو مناسب حال ہین -

غالب درین زمانہ بہر کس کہ وا رسی	مضمون غیر و لفظ خودش بر زبان اوست
ارے نہ چک بود نمتک نہ ہر کہ نیست	نے دستخط و نہ مہر و نہ نام و نشان اوست
مضمون شعر نوٹ بود فی زماننا	یعنی بدست ہر کہ فتاد از آن اوست

آپکے بیٹے منشی کاظم علی تھے - بڑے نثار تھے - اُنکے بھی بہت شاگرد ہین ۱۲۳۹ھ مین یہ پیدا ہوے اور (۶۷) برس کی عمر مین ۱۳۰۵ھ مین وفات پائی - آپکے بیٹے منشی عالم علی ہین - محکمۂ دیوانی منصفی ریاست حیدرآباد مین سر رشتہ دار ہین - شعر و سخن مین پیروی طرز غالب کی کرتے ہین - شوخی تخلص انکا ہے

ذکر خاندان مولوی باسط علی

مولوی باسط علی کے آبا و اجداد کاکوری کے رہنے والے تھے - شیخ غلام مرتضیٰ کے آپ پوتے اور مولوی شفاعت علی کے آپ بیٹے تھے - غلام مرتضیٰ کے ساتھ مسماۃ لامعہ کا عقد ہوا جو تاج الدین ثانی کی دختر تھین اور یہ تاج الدین ثانی پیر تاج الدین فاریابی سے تیرھوین پشت مین تھے اسی وجہ سے مولوی شفاعت علی نے سندیلہ مین بود و باش اختیار کی کہ اُنکی والدہ سندیلہ کی رہنے والی تھین - مولوی شفاعت علی نے ۱۲۳۵ھ مین بعہد نظامت ہمارے جد راجہ گوردھن لال کے تھانہ دار سندیلہ تھے

انکے بیٹے مولوی باسط علی ہوے۔ جنکے نام سے سرخی اس خاندان کی لکھی گئی ہے۔ مولوی صاحب ۱۲۲۹ھ مین پیدا ہوے ۱۳۱۳ھ مین بعمر ۸۴ سال وفات پائی۔ محافظ دفتری صدر منصری تحصیلداری کے عہدہ سے گئے۔ بہت ہی قابل اور انشا پرداز اور صاحب تیز اور نفیس مزاج تھے آپکے دو صاحبزادے ہوے۔ مولوی واجد علی۔ و مولوی مصطفےٰ علی۔

مولوی واجد علی پہلے ہمارے علاقہ مین بحالت کورٹ آف وارڈس سربراہ کار رہے۔ پھر تحصیلداری پر ترقی کی بعد ازان ڈپٹی کلکٹر ہوگئے۔ کئی سال تک ڈپٹی کلکٹری کی۔ لیکن بوجہ ناکامی امتحان کے پھر تحصیلداری پر واپس آئے۔ بزمان تحصیلداری پوروہ مین وہ دفعتاً انتقال کر گئے۔ مولوی مصطفےٰ علی کی صاحبزادی کی اُس روز شادی تھی۔ عین نکاح کے وقت یہ خبر آئی۔ مجلس شادی کی بدل بہ بزم ماتم ہوئی اور قول نظامی راست آیا۔

درین صندل سرائے آبنوسی	گہ گاہے ماتم وگاہے عروسی

مولوی مصطفےٰ علی دوسرے بیٹے رجسٹرار گورکھپور ہین اُنکی تنخواہ ماہوار ہی اُنکے دو لڑکے ہین۔ دونون تعلیم یافتہ ہین۔

ذکر خاندان مولوی جعفر علیخانصاحب بہادر میر منشی رزیڈنٹی گوالیار

مولوی صاحب بہادر کا اصلی وطن کاکوری ہے۔ آپکے پردادا شیخ غلام نجف کی شادی چودھری روح الامین کی بہن کے ساتھ سندیلہ مین ہوئی اُن سے شیخ مظہر علی پیدا ہوے۔ مظہر علی کی شادی اپنے ماموں روح الامین کی بیٹی سے ہوئی جس سے شیخ کرم کریم پیدا ہوے۔ شیخ کرم کریم کی پہلی شادی فقیر اللہ ساکن ہرگام کی بیٹی سے ہوئی۔ اُن سے دو بیٹے جعفر علی۔ ممتاز علی پیدا ہوے۔ جب زوجہ اول کا انتقال ہو گیا تب شیخ کرم کریم نے دوسری شادی قاضی یقین اللہ شاہ کی بیٹی سے کی اُنسے دو بیٹیاں دو بیٹے پیدا ہوے۔ اعظم علی۔ نیاز علی۔ شیخ کرم کریم نے ۸ رجب ۱۲۵۰ھ مین انتقال کیا۔ مولوی جعفر علی منجانب سرکار انگریزی میر منشی رزیڈنٹ گوالیار مقرر ہوے۔ مدتون تک اِس خدمت پر سرفراز رہے۔ بہت نیکنامی کے ساتھ زمانہ اُن کا گذرا۔ ہزارون آدمیون کے ساتھ رعایت کی اور جو کچھ سرمایہ حاصل کیا وہ دوست احباب و خاندان کے نذر کیا۔ بہت قصص اُنکی سخاوت کے اِس شہر مین مشہور ہین۔ اکثر رؤسا رعظام کو بوقت ضرورت ہزارون روپیہ قرض دیا اور پھر روپیہ کسی سے نہ لیا نہ پایا۔ علاوہ اُسکے اکثر اہلیان وطن کو نوکری دلوا کر اپنا ہم پلہ بنایا۔ جب گوالیار مین سرکار انگلشیہ اور مہاراجہ دولت راؤ سے لڑائی واقع ہوئی۔ تو اُس وقت بہ جلدوی خیرخواہی نواب گورنر جنرل کشور ہندنے

سات پارچہ کا خلعت اور خان بہادری کا خطاب مع سند عطا فرمایا وہ سند
اب تک اس خاندان مین موجود ہے۔

مولوی صاحب بہادر نے روز دوشنبہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ
مین مقام سندیلہ انتقال فرمایا اور بہ مقام بیرون گومٹا قریب ناکہ مینو سپلٹی
ہردوئی مدفون ہوے۔ یہ مقبرہ منہدمہ گومٹا متصل درگاہ میران معزالدین
وناکہ ہردوئی واقع ہے۔ یہ مزار پیر گومٹا کے نام سے مشہور چلا آتا ہے
چہار دیواری پتھرون کی ابھی باقی ہے۔ ایک قبر بھی اُس مقبرے کے
اندر ہے جو پتھر اُسمین لگے ہین وہ ہنودانی مندر کے پتھر معلوم ہوتے ہین
جس سے یہ امر اخذ ہوتا ہے کہ پُرانا مندر توڑکر یہ مقبرہ بنایا گیا ہے۔ اُسکی
حالت دیکھنے سے بہت پُرانا یہ مقام معلوم ہوتا ہے

تاریخ وفات عنایت حسین بلگرامی نے یہ لکھی۔

محمد جعفر علی خان بہادر از دنیا　　بسوے خلد برین رفت آہ واویلا
براے مصرعہ تاریخ ہاتفِ غیبی　　دوشنبہ بود و ہشتم صیام داد ندا

شادی آپکی چودھری غلام مخدوم پسر چودھری نظام کی بیٹی سے ہوئی
جس سے دو بیٹیان اور دو بیٹے صادق علی و فرزند علی پیدا ہوے۔ فرزند علی لاولد فوت ہوے
صادق علی کے بیٹے عنایت علی موجود ہین۔ جو خیرآباد مین رہتے ہین۔
چودھری اعظم علی کا انتقال کئی سال ہوے ہوگیا۔ اور منشی نثار علی نے

بعد تین ماہ اِس واقعہ کے بمقام حیدرآباد انتقال کیا۔ حیدرآباد مین وکیل درجہ اول کے تھے۔

اب دو فرزند آپکے موجود ہین۔ سرفراز علی ۔ سجاد علی ۔ سجاد علی تحصیلدار اجنیٹہ ضلع اورنگ آباد ریاست حیدرآباد مین ہین (اجنیٹہ جاگیر نواب سرسالار جنگ مدارالمہام حیدرآباد مین شامل ہے) چودھری سرفراز علی صاحب سندیلہ مین اپنی ریاست خاندانی اور ننہالی پر قابض اور متصرف ہین علاوہ اِس ریاست کے ایک موضع لکرٹیامؤ ضلع سیتاپور تحصیل مصرکھ مین بہ صیغہ جہیز شادی مین پایا اور وہ اسوقت مینوسپلٹی سندیلہ مین مینوسپل کمشنر ہین۔

ذکر خاندان مولوی صادق حسین

شیخ مومن علی پدر مولوی صادق حسین خاندان شیخ زادگان لکھنؤ سے ہین۔ جنکے بزرگ نواب شیخ عبدالرحیم خان صوبہ دار اودھ تھے لکھنؤ سے کاکوری اور کاکوری سے سندیلہ آئے۔ شیخ صاحب کی شادی دختر مولوی شفاعت علی پدر مولوی باسط علی کے ساتھ ہوئی۔ اسی سے سندیلہ مین بود و باش اختیار کی۔

شیخ صاحب کے دو بیٹے ہوے۔ مولوی صادق حسین مولوی ضامن حسین۔ مولوی ضامن حسین بہت ذی علم اور انشاپرداز تھے۔

پہلے ہمارے علاقہ کورٹ مین سربراہ کار رہے - بعد ازان علاقجات کورٹ بلگرام مین سربراہ کار رہے - نواب سالارجنگ مرحوم وزیر حیدرآباد دکن نے بہ سفارش نواب اکرام اللہ خان رئیس کاکوری (جو اُس زمانہ مین بہ عہدۂ صوبگی گلبرگہ سرفراز تھے) آپ کو حیدرآباد طلب فرمایا اور خاص بلدۂ حیدرآباد مین انکو ناظم فوجداری کیا - آخر مین بیمار ہو کر سندیلہ آئے اور یہین وفات پائی - عبدالرحمن انکے صاحبزادے تھے اُنھون نے عین عالم جوانی مین بہ مقام حیدرآباد انتقال کیا - کوئی اولاد اُن کے نہ تھی -

مولوی صادق حسین بھی انشاپردازی مین مشہور تھے - بعد غدر پیشکار تحصیل سندیلہ رہے - پھر راجہ بہراون کے یہان بزمانہ راجہ رندھیر سنگھ تاحیات سررشتہ داری کی - انکے تین بیٹے ہین - بڑے بیٹے عبدالغفار جو اسوقت شہر گلبرگہ ملک دکن مین ضلع کے سررشتہ دار ہین منشی عبدالغفار کا ایک لڑکا مسمّی عبدالستار ہے جو تعلیم یافتہ نہایت ہوشیار اور لائق ہے اِس سال اُسنے ایم - اے - پاس کیا - اور قدردانی گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے باعث سے بصرف گورنمنٹ بہ غرض تکمیل علم عربی لندن بھیجا گیا ہے وہان سے جرمن مین تکملہ کرکے بعد مدت تین سال واپس ہوگا - دوسرے عبدالغفور کورٹ آف وارڈس ریاست سرسالارجنگ مین

سر شتہ دار ہین - تیسرے بیٹے منشی عبدالودود جو اسوقت ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ہردوئی و مینو سپل کمشنر بورڈ سندیلہ اور بنچ مجسٹریٹ و آنریری منصف بنچ سندیلہ ہین - موضع لکرالی اُنکو بذریعہ ہبہ مسماۃ امام النساز وجہ حافظ شوکت علی سے ملا ہے اور نیز ثلث بھرکمنہ حافظ شوکت علی صاحب نے خود ہبہ کر دیا تھا - اور ایک ثلث خود بذریعہ رہن لیا - ان سب پر وہ قابض اور متصرف ہین - اور ترقی کرنے والے شخص ہین -

ذکر خاندان سکندر خان افغان

یہ خاندان سندیلہ مین بہت قدیم معلوم ہوتا ہے - مگر کاغذات موجودہ سے صرف شیخ محمد نصیر کے وقت سے پتہ لگتا ہے -

ایک فرمان نورالدین جہانگیر بادشاہ ۱۰۲۷ھ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے اُس آراضی کے جو کہ پروانہ ہذا کی رو سے عطا کی گئی تھی - اور بھی آراضی اِس خاندان مین عطیہ سرکار شاہی تھی اور یہ بھی کاغذات سے پتہ لگتا ہے کہ محمد نصیر نے کئی مسجدین اپنے محلہ مین بنوائین - اُسمین سے ایک مسجد سواتالی دس پندرہ سال ہوئے کہ منہدم ہوگئی - دو مسجدین اِس وقت تک موجود ہین - اُسمین سے ایک مسجد ابھی درست ہے - ان تمام مسجدون مین کنکر زیادہ دیا گیا تھا جو بہت صاف کر کے لگایا گیا تھا - محلہ

ترین سرائے بھی محمد نصیر کا آباد کردہ تھا۔ جو اب بروتی کے نام سے مشہور ہے
تالاب خام بھی انہین کا بنوایا ہوا ہے۔ سنگ بختہ مین ہے۔ اب اُنکی
اولاد مین سکندر خان ہین جو اسوقت صیغہ پولیس سے پنشن پاتے ہین اور
اب تک اُسی محلہ مین رہتے ہین۔ ایک فرمان بحکم مہدی علیا یعنی نواب
نورجہان بیگم محل جہانگیر شاہ مین نے دیکھا۔ جسمین ۱۸ بیگہ زمین اس
خاندان کی معافی درج ہے۔ ان کاغذات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
سندیلہ مین عالمگیری محلہ شیرہ حوض کے پاس تھا جو گنج عالمگیر کے نام
سے مشہور تھا اور وہین تالاب تھا۔ یہ کاغذات بہت ہی معتبر اور اسوقت
تک درست ہین۔ عیدگاہ بھی محمد نصیر نے بنائی تھی۔ لیکن منہدم ہو گئی
تھی۔ سنہ ۱۲۴۶ھ مین کالیخان بلند خان نے باجازت سیف خان سکندر خان
بذریعہ تحریر سند اس عیدگاہ کی مرمت کرائی۔ اب چند سال ہوئے کہ
اول منشی فضل حسین تعلقدار نے اور بعد ازان چودھری محمد جان تعلقدار نے
اُس کی مرمت کرائی۔

ایک تقسیم نامہ مین نے اس اراضی کا باہم بزرگان سکندر خان کے
دیکھا۔ جسمین دیوان ممریز خان مہمند کی شہادت اور بہت لوگون کی گواہیان
موجود ہین۔ اُس سے جائداد کی کیفیت بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اس
خاندان مین اُسوقت جائداد سندیلہ تلوی و شیخوپور تھی اور اس جائداد کی

بابت نزاعات باہمی انکی تھی - چنانچہ ایک پروانہ ہمارے جدنامدار راجہ گوردھن لال ناظم سندیلہ وغیرہ بنام کنور جمعیت رائے پسر جناب موصوف مین نے دیکھا - جسکی نقل اس موقع پر درج کرتا ہون -

نقل پروانہ مُہری راجہ گوردھن لال ناظم سندیلہ بنام کنور جمعیت رائے پسر خود مورخہ بست و ششم شوال ۱۲۴۴ھ

برخوردار نورچشم اقبال نشان مداللہ عمرہٗ

سابق برین تنازعہ املاک وغیرہ مفصلہ عبارت ذیل فیما بین لطف اللہ خان وغیرہ درمیان بود چنانچہ فریقین را حسب الحکم بردر دولت ابد مدت حاضر کردہ شدہ بود روبکاری آنہا شنیدہ حسب الحکم سرکار قلمی میشود کہ لطف اللہ خان وسیف اللہ خان می گویند کہ بزرگان الف خان ورحم خان املاک موروثی خود را نزد بزرگان انعام اللہ چودھری فروختہ وتامبردگان ازین انکار دارند از چودھری مذکور کاغذ حسابجات طلبیدہ نقل آن بہ الف خان و رحم علیخان دہانیدہ شود وبرہرکس کہ برحوض عالمگیری وگنج بران درخت ثمر معروف جملہ را قابض ہستند تحقیقات آن بمواجہ چپراسی سرکار گردانیدہ انچہ کہ بہ تحقیق رسد ازان اینجانب را اطلاع سازند توقف نہ شود -

راجہ گوردھن لال

ذکر خاندان مولوی محمد اعظم

انکے خاندان کے کاغذات سے ثابت ہوتا ہے کہ انکے بزرگ پہلے سندیلہ کے رہنے والے تھے۔ لیکن چندروز یہ لوگ جاکر بہانی مین رہے اور وہان جائداد ریاست پیدا کی۔ ایک صورت حال مورخہ ۱۰۶۲ھ سے جسپر مہر مرتضیٰ خان پسر میران صدر جہان پہانوی کی ثبت ہے تصدیق اس مضمون کی بخوبی ہوتی ہے۔

شیخ بھکھن کے فرزند شیخ کمال ہوے۔ علاوہ جائداد بہانی کے اُنکو موضع بچھول مین دوسو بیگہ زمین بہ عہد اورنگ زیب عالمگیر ملی۔

سندیلہ مین پورب طرف محلہ ہتوانہ مین ہرسال میلہ صحبت سالار مسعود غازی کا ہوتا ہے۔ اُسی باغ مین یہ مدفون ہوے۔ لہٰذا یہ صحبتیا پیر کے نام سے اب تک مشہور ہین۔ اُنکے بیٹے فیض اللہ ہوے عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ مین اُنکو سگہ زمین سندیلہ مین اور (مالسگہ) زمین پرگنہ بردر سرکار خیرآباد مین عطا ہوئی۔

شیخ کریم انکے فرزند کو دروبست موضع پیگرانوان بہ عہد اورنگ زیب عالمگیر معاف ہوا۔ انکے بیٹے مولوی محمد اعظم ہوے۔ یہ بڑے عالم و فاضل تھے۔ علاوہ معافیات سابقہ موضع مہرانیا دروبست بعہد محمد شاہ

بادشاہ دہلی اُنکی مدد معاش مین ملا اور اسی عہد مین مسکہ زمین سندیلہ مین عطا ہوئی لیکن اب پتہ نہین ملتا ہے کہ یہ جائداد اُنکے گھر سے کب نکل گئی۔ اُن کے خاندان والے کہتے ہین کہ نواب امین الدولہ سعادت علی خان بہادر فرمانروائے اودھ کے وقت مین جب سب لوگون کی معافی ضبط ہوئین یہ بھی ضبط ہوئی۔

ریزہ ملکیت، چھوٹی مسجد اور بڑا مکان پختہ اب بھی موجود ہے۔ مولوی محمد اعظم کی اولاد مین مولوی عبد الرزاق بہت قابل شخص تھے۔ پہلے سرکار انگریزی مین ملازمت کی۔ اخیر مین ریاست بھوپال مین ناظم رہے ۱۹۰۸ء مین انتقال ہوا۔ اب اس خاندان مین منشی لیاقت علی ہین جو بھوپال مین منصرم مکانات ہین اور دختری اولاد سے محمد ہادی ہین جو صدر امین ریاست بھوپال ہین۔ مولوی حشمت علی بھی دختری اولاد سے اس خاندان مین ہین۔ صاحب وضع و نیک مزاج ہین۔ ہر شخص کے ہمدرد اور ہر ایک کے رنج و غم مین شریک ہین۔ انکے خاندان مین بکثرت فرامین ہین۔ بطور نمونہ دو نقلین داخل کتاب ہذا کرتا ہون۔

نقل فرامین

گماشتہا سے جاگیرداران و کروریان حال و استقبال پرگنہ سندیلہ سرکار لکھنؤ مضاف اودھ از اعلام آنکہ۔

چونکه موازی سه صد بیگه زمین بموجب فرمان عالی شان حضرت
خلد مکان عالمگیر چهارم شعبان المعظم سنه جلوس مدد معاش شیخ کمال معه فرزندان
در پرگنه مذکور مقرر بود - مشارالیه ودیعت حیات سپرده و پسرانش شیخ کریم الله
وغیره ورثه متوفی مزبور کمر همت بسته حاضر آمدند شهود به شهادت دادند که همان
اشخاص حی و قائم و قابض و متصرف اند بنابران حسب الحکم جهان مطاع
آفتاب شعاع گردون ارتفاع به تصدق فرق مبارک بندگان حضرت خدیو
جهان خداوند زمان باعث امن و امان مظهر اتم پروردگار رحمت اعم
آفریدگار محی شریعت غره مسند بیضا خلیفة الرحمانی آراضی مذکوره بدستور
سابق بشرط قبض و تصرف حسب الضمن آنها مقرر و مسلم داشته شد می باید
که آراضی مزبور از جاگیر و کرور مستثنی دانسته به تصرف آنها واگذارند
که حاصلات آنرا فصل بفصل سال بسال صرف معیشت خود نموده به دعا
گوے دوام مشغول باشند

دیگر

گماشتهاے جاگیرداران وکروریان پرگنه سندیله سرکار لکهنو مضاف
صوبهٔ اودهه را اعلام آنکه -

وکیل مولوی اعظم بدیوان الصدرات العالیه التماس نمود که موضع
تهرنیا در وبست اصلی یا داخلی پرگنه مذکور بموجب سند امین الله خان صدر

جزو در وجه مدد معاش موکل با فرزندان بلاقید اسامی و قسمت مقرر است
امید وارست که پروانه بحالی عهد معافی تصدیق و یادداشت و فرمان والاشان
مرحمت شود حکم شرف نفاذ یافت که بفضل بقدر ما نفع به اللکاف حق محتاجیں
بر سلاطین است ارباب استحقاق که بموجب نشان سعادت عنوان و اسناد
حکام مدد معاش دارند متعرض احوال آنها نه شوند لهذا حسب الحکم الاعلی قلمی
می گردد که موضع مذکور را در وبست اصلی یا داخلی حسب الضمن در وجه مدد معاش
مشار الیہ با فرزندان معافی و تصدیق و یادداشت و فرمان والاشان و سند
مجدد بلاقید اسامی و قسمت دیده و دانستہ بتصرف آنها واگذارند و حاصلات
آنرا صرف معیشت خود ها نموده بدعاے دوام دولت ابد مدت اشتغال
نموده باشند اگر در محل دیگر حریے می نباشد آنرا اعتبار نه کنند درین باب قدغن
دانستہ حسب المسطور بہ عمل آرند

بتاریخ چهاردہم شهر رمضان المبارک سنہ جلوس والا قلمی شد

ذکر خاندان بھگوشاہ وبندوشاہ

یہ لوگ جنید روحانی کی اولاد میں ہیں۔ بھگوشاہ کا ۱۹ سنہ ء میں انتقال
ہوا۔ بندوشاہ موجود ہیں۔

خاندان بھگوشاہ و بندوشاہ یہ خاندان درویش کا ہے۔ بہت اچھے

اچھے لوگ اس خاندان مین گذرے ہین - جاگیرین معافیان سلطنت مغلیہ سے انکو ملین - چنانچہ اس وقت ایک فرمان میرے سامنے پیش ہے جسکو سید واجد علی خلف میر عباس علی نے پیش کیا - یہ فرمان شاہ عالم بہادر شاہ کا مورخہ دہم شہر محرم سنہ ۲۰ ۱۱ھ کا ہے - جسمین دوسو بیگہ زمین بنام درویش محمد سندیلہ مین دی گئی ہے اور وہ فرمان ابھی تک درست اور مسجل ہے - درویش محمد کی اولاد مین شاہ جنید روحانی ہوے - اُنکے نام کی معافی کے مواضعات مہامؤ وغوث پور اب تک موجود ہین - املیا باغ مین شاہ صاحب مدفون ہین یہ املیا باغ اُنھین کا لگایا ہے -

ایک کتاب مجھے محمد ہادی خلف بندو شاہ نے دکھلائی جسمین کلام جنید روحانی کا تھا - عبارت نہایت لطیف کلام نہایت پاکیزہ چند اشعار انکی تصنیفات سے لکھتا ہون - اُس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت شاہ جنید روحانی نے ۲۶ سنہ ع مین تصنیف کی تھی -

ہر کہ دزد صدق در راہ خدا صدیق اوست	بالیقین بیجا تصور صاحب تصدیق اوست
ہر کسے اندر شریعت راسخ و گوید سخن	ازمعارف فی الحقیقت یافتہ توفیق اوست
گرندارہ در طریقت کس طریق حق نگاہ	ازفریق باطلانست واجب التفریق اوست

چار منزل یک بیک ہر کو رعایت می کند
اے جنید اندر دو عالم شیخ بالتحقیق اوست

ذکر خاندان منشی عبدالحی خوشنویس

یہ خاندان خاندان قاضی زادگان سندیلہ سے ہے۔ اِس خاندان ین خوشنویسی مین بڑے بڑے یگانہ روزگار ہوے۔ تمام سندیلہ بلکہ ملک اودھ مین فیض اِس خاندان کا پہونچا۔

منشی عبدالستار مہاراج الدہراج نراند ربہادر مہاراجہ ٹکیت رلے دیوان سلطنت اودھ کی سرکار فیض آثار مین ملازم تھے جب مہاراجہ بہادر نے پُل بتیا کا قریب کاکوری بنوایا۔ اُس وقت منشی صاحب نے تاریخ طیاری پُل کی لکھی جواب تک سنگ مرمر پر کندہ اور پُل کی عمارت مین لگی ہے منشی صاحب کے تین بیٹے تھے منشی امین الدین۔ منشی فریدالدین منشی عبدالحی۔

منشی امین الدین ہمارے جد نامدار کی سرکار مین معزز ملازمان سے تھے۔ کنور جمعیت رلے صاحب اور ہمارے والد راجہ دہنپت رلے بلکہ کل خاندان آپ کا شاگرد تھا۔ منشی فریدالدین بہ عہد چکلہ داری علی حسن خان بہادر تحصیلدار قصبہ مہونہ کے تھے۔ منشی عبدالحی صاحب کے صفات خارج از اظہار بیان ہین۔ جیسے ہی وہ ذی اخلاق اور نیک مزاج تھے ویسے ہی فن خوشنویسی مین یکتاے روزگار تھے۔ باوجودیکہ لکھنؤ مین بڑے

بڑے خوشنویس موجود تھے۔ لیکن آپکے سامنے خط عجز لکھدیا تھا۔ بالآخر
حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی شرف ملازمت سے
مشرف ہوے اور بوقت انتزاع سلطنت وہنگام سفر کلکتہ بادشاہ کی رفاقت
مین کلکتہ گئے اور وہین تاحیات سرکار شاہی کی خدمت مین بسر کی۔ بعد
اُنکے آپکے صاحبزادے منشی عبد العلی صاحب اپنے والد کی جگہ پر مرحمت
شاہی سے سرفراز رہے۔ آخر مین نوکری چھوڑ کر واپس تشریف لاے۔
منشی صاحب کے تین صاحبزادے ہین۔ عبد السمیع جو اس وقت
ڈپٹی کلکٹر اور رشتہ ونزول لکھنؤ کی خدمت پر سرفراز ہین۔ اور امسال بتقریب
تاجپوشی حضرت شہنشاہ عالم جارج پنجم ادام اللہ ملکہ وسلطنتہ بمقام دہلی خطاب
خان بہادر سے ممتاز ہوے ہین۔
منشی عبد الرحمٰن وکیل ہائیکورٹ وقائم مقام منصف اناؤ ہین۔
منشی عبد الحلیم ڈپٹی کلکٹر شاہجہانپور ہین۔
شکر خدا کہ مثل بزرگون کے اولاد نے بھی اس خاندان کی نام آوری
حاصل کی اور ہر ایک پیرایۂ علمی اور اخلاق سے آراستہ وپیراستہ ہے۔ لیکن
افسوس ہے کہ بود وباش سندیلہ کی بالکل ترک کردی اور اسیون مین قیام
اختیار کیا۔

ذکر خاندان میر شوکت علی

میر شوکت علی محلہ منڈی کے رہنے والے تھے - چونکہ میر فرزند علی ساکن اشراف ٹولہ زمیندار عمر تالی کے یہان یہ منسوب تھے - اِس لیے اشراف ٹولہ مین جاکر رہے اور مکانات اور خانہ ہاے رعایا اور موضع عمر تالی مین آپکے صاحبزادے میر منصب علی نے حصہ پایا -

میر منصب علی بہت ہی قابل شخص تھے - فارسی مین منشی کاظم علی صاحب بن منشی یوسف علی صاحب کے اور اُردو مین آفتاب الدولہ قلق کے شاگرد تھے - بڑا وقت اپنا ملازمت گورنمنٹ مین گذرانا - سررشتہ سب ججی رہے - بالآخر پنشن لیکر خانہ نشین ہوے -

شعر و سخن کا بہت شوق تھا - شائقین سخن جمع رہتے تھے اور مذاکرہ اور اسی صحبت سے اُنکو دلچسپی رہتی تھی - اُنکی نظم و نثر کی نقل درج ذیل ہے -

نقل خط میر منصب علی ہنر بنام راقمؔ

ہنر دوست دارا ے فرخندہ فر	بہ گیتی گزین قدردان ہنر

ماہ نیم ماہ سپہر جاہ و جلال مہر نیم روز آسمان سحر ہلال حضرت مہر دام اقبالہٗ

از مہر نیم روز روشن تر است کہ فکر رسا ے حضرت مہر را بمقام عالی

داده اند۔ ذکرش اندیشہ راچہ یارا در فرازستان سخنوری بآن پایہ بہاده اند کہ عنقاے وہم وخیال درنیم راہش بال می شکند چون این قضیہ مسلم ہست لہذا ہر سخنور را لازم بلکہ واجب است کہ کلام خود را بغیر ملاحظہ اقدس و داعلی مشتہر نہ گرداند وبزعم باطل مبتلا گردیده خود را رسواے معانی نہ سازد نظر برآن قطعہ تاریخی کہ دیروز سیاہی زده ام سوادش برداشتہ ارسال خدمت بابرکت می کنم وعرضہ میدہم کہ بنگاه ژرف ملاحظہ نمایند۔ وجائیکہ خامہ لاوبالی پوی من بے لجام رفتہ باشد براه ذره نوازی ومہر ورزی عنان گیری نموده مرہون منت فرمایند وہمروزه پاسخ عریضہ عنایت سازند وبس۔

عریضہ نگار حقیر منصب علی ہنر۔ معروضہ ۲۲ فروری ۱۹۰۹ء

ایک مرتبہ بیماری کی حالت مین مین نے انکو دو رباعیان لکھکر بھیجین۔

رباعی

دل از شکایت طبعت ملول ومحزون است
بگو بگو کہ مزاج شریف تو چون است
شود بتمامت تو رامست خلعت صحت
امید زود ز فضل خداے بیچون است

دیگر

شنم کہ با تو ارادت بہانہ دارم
ہوا ے دیدن روبت بغایتے دارم

تاسف است کہ معذورم از عیادت تو | چرا کہ خود ز طبیعت شکایتے دارد

میر صاحب نے پھر اسکا جواب اُردو نظم مین لکھا۔

کیا عجب تاثیر تھی فریاد کی | ہوگئی باعث خود اُسکی یاد کی
کیون نہو ماہی سے شہرت تا بماہ | مہر نے کیا کیا مری امداد کی
کیا کہون کیا کیا ہی مرحمت | ہر عطا مین اک نئی ایجاد کی
کاغذی لیمو بھی تھے امرود بھی | ایک شیشی روغن گلشاد کی
ذرۂ ناچیز ہون تلمیذ مہر | کیون بھلا شفقت نہو اُستاد کی
خوش دلی سے کیون نہ دون اُسکو دعا | شاد کیسی خاطر ناشاد کی
اے ہنر امید نے یہ عنقریب | دے صدا صحت مبارکباد کی

افسوس کہ بتاریخ ۶ ستمبر ۱۹۰۹ء آپ نے انتقال فرمایا۔ مین نے تاریخ وفات لکھی۔

برفتہ از جہان منصب علی حیف | ز نیکی قرب بود و از بدی دور
بہ خوشخوے و ہم نیکو مزاجی | بہر سو بود او معروف و مشہور
سخن را بود با ذاتش نیازے | دلش بود از شراب علم مخمور
ہمیشہ بزم اُنس خویشتن را | ز جمع نکتہ سنجان داشت معمور
سخن فہم و سخن سنج و سخن گو | ز شغل علم و فن می بود مسرور
پے سال وفاتش مہر خستہ | بگفتا از سر افسوس مغفور
۱۳۲۷ھ

ذکر خاندان محمد زمان افغان کاشانی

یہ خاندان محلہ (بڑے کی سرائے) منحلات اشراف ٹولہ مین آباد ہے اِس خاندان مین زمینداری ریزہ ملکیت وخانہ ہاے رعایا کی قدیم چلی آتی ہے اگرچہ بذریعہ بیع ورہن وغیرہ کے منتقل بھی ہوگئی ہے۔ لیکن تاہم بہت سے قطعات مزروعہ اور بہت قطعات خانہ ہاے رعایا اصغر خان وغیرہ خاندانی لوگون کے قبضہ مین ہین۔

محمد زمان خان بہت ہی لائق شخص تھے۔ بڑی بڑی نوکریان کین ہفت قلم تھے۔

بلند خان

یہ خاندان محلہ چوک منحلات اشراف ٹولہ مین آباد ہے۔ اِس خاندان کی بھی قدیم زمینداری ریزۂ ملکیت وخانہ ہاے رعایا اب تک قبضہ مین ان خاندان والون کے ہین۔ مگر زیادہ سے زیادہ حصہ فروخت ہوگیا ہے یہ لوگ بہت قدیم باشندہ وزمیندار اِس محلہ کے ہین۔

بلند خان کالے خان وغیرہ ہمارے جدنامدار کی سرکار مین معزز ملازمان سے تھے۔ اب اس خاندان مین محرم علی خان وغیرہ ہین۔

ذکر ڈاکٹر ظفر حسین خان

یہ خاندان بھی محلہ چوک منحلات اشراف ٹولہ مین آباد ہے - زمینداری ریزہ ملکیت و خانہ ہاے رعایا بھی قدیم سے اس خاندان کے حصہ مین چلی آتی ہین - جس پر ڈاکٹر صاحب اور اُنکے بھائی موج حسین قابض و متصرف ہین اور ذاتی بھی جائدادین جدید ان صاحبان نے پیدا کی ہین - ڈاکٹر صاحب پنشن بھی گورنمنٹ سے پاتے ہین - موج حسین خان نے ایک کتاب موسوم بہ جامع التواریخ تحریر کی ہے - ان صاحبان کا بیان ہے کہ ہمارے بزرگ دیوان ممریز خان فیروز شاہ تغلق کے وقت مین اُنکے ساتھ سندیلہ مین آئے اور بہ حکم شاہی سندیلہ مین قیام کیا اور نوسو نواسی مواضعات بطور جاگیر اُنکو ملے - اب تک اُسمین سے مسلم محلہ چوک مع متفرق ریزہ ملکیت قصبہ سندیلہ مین قبضہ مین موجود ہے اور مزار دیوان ممریز خان کا اُسی محلہ مین ہے -

ذکر خاندان میر فرزند علی

یہ خاندان سندیلہ مین مغلون کے نام سے مشہور رہے اشراف محلہ مین ایک محلہ مغلسرا ے انہین کے بزرگون کا آباد کردہ موجود ہے - یہ محلہ کل

اسی خاندان کے قبضہ مین چلا آتا ہے - عمارت بارہ کھمبہ انہین کے مورثون کی ہے - اِس عمارت کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی سو برس سے یہ خاندان سندیلہ مین آباد ہے - یہ عمارت عمدہ ابتک موجود ہے - اِس خاندان مین میر فرزند علی شاہزادہ عظیم الشان خلف محمد علی شاہ بادشاہ کے عہدۂ داروغگی پر ملازم تھے - اُنھون نے اپنے عہد مین موضع عمرتالی حاصل کیا جو ابتک خاندان مین موجود ہے - میر اولاد علی اُنکے بیٹے ہین -

خاندان مُلا دایم

یہ خاندان مخدوم علاء الدین گورستان کی اولاد سے ہے - مخدوم صاحب موصوف کا مزار موضع اسھی دیہہ علاقہ راقم مین واقع ہے - عرصہ سے اِس خاندان کی سکونت محلہ مھتوانہ مین قریب عمارت راقم چلی آتی ہے -

ملا دائم داماد شیخ کمال سندیلی کے تھے - جنکا مزار صحبتیا باغ مین ہے اور صحبتیا پیر کے نام سے مشہور ہین - اِس خاندان مین لوگ ذی علم گذرے ہین - آخر وقت مین مولوی محمد واصل و مولوی محمد طاہر تھے - ان دونون صاحبان نے ایک محلسراے اور ایک دیوان خانہ بنایا جو ابتک موجود ہے - اور مختصر عمدہ عمارت ہے -

اب اس خاندان مین مولوی محمد حسن وغیرہ موجود ہین - مولوی محمد حسن

پہلے ملازم گورمنٹ تھے - داروغہ جیل رہے - اب ریاست رامپور میں معزز ملازموں سے ہین -

ذکر خاندان شاہ ولایت

آپ اپنے وقت کے مشہور درویش باکمال تھے - آپکے بہت خلیفہ تھے - تاریخ وفات آپکی یہ ہے -

قطب حق بود آن ولایت شاہ	کرد رحلت بہ منزل عالی
سال تاریخ از خرد جستم	گفت ہاتف کہ شہر شد خالی

آپکی اولاد مین شاہ عباس شاہ اور شاہ نہال الدین و شاہ قمرالدین گذرے ہین - سلطنت دہلی سے دیہات اور معافیان اِس خاندان کو ملی تھین جسکے فرمان اسوقت تک موجود ہین - جسکو مین نے بہ چشم خود ملاحظہ کیا ہے اُنکی اولاد مین اعلی حضرت ولایت علی کے بیٹے اسوقت موجود ہین - شاہ ولایت کا مقبرہ اُنکے تکیہ مین واقع ہے جو محلہ ملکانہ مین داخل ہے -

ذکر خاندان میر غلام امام

آپ نواب آصف الدولہ بہادر کے وقت مین شاہجہانپور وبریلی وغیرہ مین چکلہ دار رہے - محلہ منڈی مین ایک عالیشان عمارت محل سرا

وغیرہ تعمیر کرائی ہے جو ابتک موجود ہے۔ آپ میر ہاشم شاہ مہندی و میر دیکھا کی اولاد سے تھے۔ اب آپکی اولاد مین میر تصدق حسین و میر اکرام حسین موجود ہین۔ میر اکرام حسین میری ریاست سرسوا واقع ضلع کھیری مین دس سال تک بہ عہدہ تحصیلداری ملازم رہے۔

ذکر خاندان دیوان شیخ محمد علی

آپ باندہ مین بہ عہدہ دیوانی ملازم تھے۔ بذریعہ ملازمت بہت تمول حاصل کیا۔ آپکی اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف ایک صاحبزادی تھین۔ جنکی شادی مین آپ نے زر کثیر صرف کیا تھا۔ جس کا ذکر اب تک باشندگان سندیلہ کی زبانون پر جاری ہے۔ آپ نے ایک عمدہ محل سرائے و دیوانخانہ محلہ ملکانہ مین لب سڑک تیار کیا تھا جو اسوقت تک موجود ہے اور باندہ مین بہت بڑی عمارت بنوائی۔ آپکی صاحبزادی کی شادی ممتاز الزمان شیخ زادگان لکھنؤ کے ساتھ ہوئی۔ آپکے صاحبزادے شیخ فہیم الزمان و شفیع الزمان تھے۔

شفیع الزمان باندہ مین رہتے تھے اور آپ سندیلہ مین۔ آپ کو علم تواریخ مین بہت دخل تھا۔ نفاست مزاجی و خوش اخلاقی مین بہت مشہور اور معروف تھے۔ مین نے آپ کا ذکر اپنی تواریخ بوستان اودھ مین کیا ہے۔

اب آپکے صاحبزادے شیخ بشیر الزمان اور نعیم الزمان ہین - سندیلہ کی جائداد اور باندہ کی جائداد پر قابض اور متصرف ہین - شیخ شفیع الزمان کے صاحبزادے شیخ یوسف الزمان صاحب ہین جو باندہ کی ریاست و املاک پر قابض و متصرف ہین

ذکر خاندان منشی عزیز الدین

آپکے آبا واجداد قصبہ ہرگام ضلع سیتاپور کے رئیس تھے بوجہ قرابت ورشتہ مندی کے سندیلہ مین سکونت اختیار کی - آپ ملک متوسط ضلع ساگر وغیرہ مین عرصہ تک اکسٹرا اسسٹنٹ - و اسسٹنٹ کمشنر رہے - ایام غدر مین خیرخواہی کی - جسکے جلدو مین موضع اٹوا ضلع ہردوئی تحصیل بلگرام گورنمنٹ سے پایا اور بعد حصول پنشن چند سال سندیلہ مین خانہ نشین رہے - ۸ مئی ۱۸۹۲ء مین وفات پائی - اب آپکے صاحبزادہ منشی مقبول احمد وغیرہ ہین -

منشی مقبول احمد اس وقت مینوسپل کمشنر اور بنچ مجسٹریٹ قصبہ ہذا اور سکریٹری دیہاتی بنک ہین - امسال گورنمنٹ سے خطاب خانصاحب کا پایا ہے

ذکر خاندان مولوی مہدی حسن

آپکے آبا واجداد رئیس کاکوری تھے - بوجہ قرابت خاندان مخدوم زادگان اشراف ٹولہ سندیلہ مین سکونت اختیار کی - آپکے والد مولوی

فضل علی عرف مولوی فضل صاحب عرصہ تک لکھنؤ مین بعہدۂ مفتی مامور رہے۔ ۱۸۵۰ء مین وفات پائی۔ مولوی مہدی حسن صاحب ملک متوسط مین عرصہ تک ملازم رہ کر عہدۂ تحصیلداری پر پہونچے۔ آخر مین پنشن لیکر حج کو تشریف لے گئے اور بعد واپسی حج قریب ۳۰ سال زندہ رہے آپ کا وقت عزیز یادِ خدا مین گذرتا تھا۔ نہایت متقی اور پرہیزگار اور بےنفس آدمی تھے۔ اہل سندیلہ بہت قدر کی نگاہ سے آپکو دیکھتے تھے۔ ۱۹۰۹ء مین آپ نے انتقال کیا اور بہ مقام کربلا دفن ہوے۔ آپکی اولاد مین کوئی نہین ہے۔ اب صرف آپکے خاندان مین محمد عربی بیرسٹر آپکے برادرزادے موجود ہین۔

ذکر خاندان مولوی کریم الزمان

یہ خاندان سندیلہ مین قدیم سے آباد ہے۔ قوم شیوخ سے ہین بنجارون کے نام سے مشہور ہین۔ بعض بعض مکانات اِس خاندان کے اب تک قدامت بتلاتے ہین۔ بعض لوگ اِس خاندان مین عالم و فاضل بھی ہوے۔ از انجملہ مولوی کریم الزمان عربی کے عالم تھے اور درس کتب عربی کا دیا کرتے تھے۔ آخر عمر مین مدرسہ انگریزی مین نوکری کی۔ اِس خاندان کے لوگ ہمیشہ سے دوکانداری پیشہ رہے ہے۔ اب موجودہ زمانہ مین

واجد علی نبیرہ مولوی کریم الزمان نے پیشہ تجارت مین بہت ترقی حاصل کی
اور دوکان اور مکان عمدہ پختہ بنوایا ہے۔

ذکر خاندان مولوی ضامن علی

جو کیفیت مولوی ضامن علی نے اپنے خاندان کی پیش کی اُس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ شیخ غلام محمد مکہ معظمہ سے
بہ عہد بہادر شاہ ہندوستان مین آئے۔ بہ عہد سعادت خان صوبہ دار اودھ
بہ عہدۂ سفارت منجانب بادشاہ دہلی مین پہونچے۔ و بہ عہد شجاع الدولہ
بخطاب خانی ممتاز ہوئے۔ اور سندیلہ مین آکر بود و باش اختیار کی۔ اور
ایک باغ نصب کیا کہ جو اب تک موجود ہے۔ اُنکی شادی خاندان
میر دریا و میر داراب باشندگان ملکانہ منڈی کے یہان ہوئی۔ اُن سے
تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔ احمد علی۔ روشن علی۔ فضل علی۔

روشن علی کا عقد دختر لعل محمد کے ساتھ کہ جو ہمراہ شیخ غلام محمد آئے
تھے ہوا۔ اُن سے شیخ اکبر علی تولد ہوئے۔ یہ ایک لائق اور ذی علم شخص

شیخ سالم علی پسر شیخ اکبر علی کے تین لڑکے شیخ عالم علی۔ شیخ حافظ علی۔ شیخ خادم علی۔ شیخ عالم علی بہت قابل شخص تھے۔ نواب عظمت الدولہ بہادر خویش حضرت واجد علی شاہ بادشاہ کے استاد تھے۔ انکے چار فرزند ہوے۔ طالب علی۔ غالب علی ضامن علی۔ ثامن علی۔ بحالت موجودہ ثامن علی حیدرآباد مین وکالت کرتے ہین۔ مولوی ضامن علی سندیلہ مین اپنی ریاست موجودہ کے منتظم ہین اور صاحب دانش و علم ہین۔

ذکر خاندان چودھری سبحان عطا

یہ خاندان پیر تاج الدین کی اولاد سے ہے۔ پیشہ زمینداری اس خاندان کا آبائی ہے۔ اب موجودہ حالت مین زمینداری بہت کم باقی ہے اب اس خاندان کے لوگ ملازمت پیشہ ہین۔ متھوانہ کی زمینداری مین چودھری عطار اللہ کا خاندان اور یہ خاندان بوجہ ہم جدی ہونے کے شریک

[illegible] حصہ تک بعہدہٗ

صاحب وغیرہ موجود ہیں۔ منشی اصغر علی صاحب چودھری حشمت علی صاحب
کے داماد ہیں۔

تمام شد

الحمد للہ والمنت کہ این کتاب نادر و نایاب و نسخہ بے مثل ولا جواب
یعنی **تاریخ سندیلہ** امروز بہ تاریخ ۲۵ ماہ نومبر ۱۹۱۳ء باتمام رسید

غرض نقشیست کز ما یاد ماند | کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے بہ رحمت | کند در حق این خستہ دعائے

الحمد للہ والمنتہ کہ این کتاب **تاریخ سندیلہ** از تصنیفات و تالیفات
مسند نشین ایوان ریاست متکی آرائے دولت و امارت راجہ درگا پرشاد
صاحب بہادر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ [illegible]
[illegible]